مدارس اور اسکولوں کے نصاب میں شامل کرنے کی ایک بہترین کتاب

درسی سیرت

المعروف بہ

اَصَحُّ السِّیَر

(حصہ دوم)

یعنی

سرورِ کائنات، ہادیٔ عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ

- سوانحِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ولادت تا وفات لمحہ بہ لمحہ
- دستورِ انسانیت یعنی حجۃ الوداع کی مکمل تفصیل
- کتاب الوفود، مغازی، کتاب الاموال، ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور بے شمار معلومات پر مبنی کتاب اَصَحُّ السِّیَر کی تسہیل وتلخیص نئے اُردو قالب میں پہلی بار۔ جس کے مطالعہ سے آدمی کا ایمان مضبوط ہوگا اور اپنے اقوال وکردار کو سیرتِ طیبہ کے مطابق ڈھالنے میں کافی مدد ملے گی۔

تالیف: حضرت مولانا حکیم ابو البرکات عبد الرؤف صاحب دانا پوری

تلخیص وتسہیل: مفتی طارق بشیر صاحب
المتخصص جامعہ دار العلوم کراچی

بیت العلم ٹرسٹ

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

درسی سیرت

یعنی

سرورِ کائنات ہادیٔ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ

حصہ دوم

- سوانحِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ولادت تا وفات لمحہ بہ لمحہ
- دستورِ انسانیت یعنی حجۃ الوداع کی مکمل تفصیل
- کتاب الوفود، مغازی، کتاب الاموال، ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور بے شمار معلومات پر مبنی کتاب اصح السیر کی تسہیل و تلخیص نئے اردو قالب میں پہلی بار۔
- جس کے مطالعہ سے آدمی کا ایمان مضبوط ہوگا اور اپنے اقوال و کردار کو سیرتِ طیبہ کے مطابق ڈھالنے میں کافی مدد ملے گی۔

تالیف: حضرت مولانا حکیم ابو البرکات عبد الرؤف صاحب دانا پوری

تلخیص و تسہیل: احبابِ مدرسہ بیت العلم

صاحبزادہ ... نقشبندی مجددی
مکتبہ

بیت العلم ٹرسٹ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مکتبہ بیت العلم

G-29، گراؤنڈ فلور، اسٹوڈنٹ بازار،

نزد مقدس مسجد، اُردو بازار، کراچی۔

81664

کتاب کا نام	:	درسی سیرت
تاریخ	:	شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
ناشر	:	بیت العلم ٹرسٹ، ST-9E بلاک نمبر 8، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر: 4976073، فیکس: 4976339

ملنے کے دیگر پتے :

مدرسہ بیت العلم، گلشن اقبال، کراچی

دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی

علمی کتاب گھر، اُردو بازار، کراچی

قدیمی کتب خانہ، بالمقابل آرام باغ، کراچی

صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک، کراچی۔ فون 7224797

مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
۱۵	ہجرت کا نواں سال
۱۵	(۱) ایک لشکر کی روانگی
۱۵	(۲) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال
۱۵	(۳) غزوہ تبوک
۱۵	(۴) مسجد ضرار کے گرانے کا واقعہ
۱۵	(۵) ایک لشکر کی روانگی
۱۵	(۶) فرضیت حج
۱۶	سریہ علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب الیٰ طی کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ
۱۷	غزوۂ تبوک وجیش العسرۃ
۱۸	غزوہ کی وجہ
۱۸	فوج کی تیاری
۱۹	بکاؤن
۱۹	حضرت علبہ بن زید رضی اللہ عنہ
۲۰	معذورین
۲۰	روانگی اور متخلفین
۲۰	منافقین
۲۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۲۲	ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۲۲	دیار ثمود
۲۳	اونٹ کا گم ہونا
۲۴	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
۲۵	منافقین کی شرارت
۲۶	عین تبوک (تبوک کا چشمہ)
۲۷	اطراف سے مصالحت
۲۷	خالد بن الولید رضی اللہ عنہ الی اکیدر
۲۸	وفات حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ
۲۹	انتہائی شرارت
۳۰	مسجد ضرار
۳۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدیں
۳۲	مدینہ میں داخلہ
۳۲	متخلفین کی معذرت
۳۶	قبولیت استغفار اور معافی
۳۷	نفیر عام کا حکم
۳۸	قصر صلوٰۃ
۳۸	قضا علی الظاہر
۳۸	صدقۃ علی البشارۃ
۴۰	جمیع غزوات وسرایا
۴۰	بڑے بڑے غزوات
۴۱	نزول ملائکہ

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۴۱	حراست (پہرہ کا عمل)
۴۲	حدی خوانی
۴۲	جہاد کی فضیلت
۴۳	آداب جہاد
۴۵	کفار سے مدد لینا
۴۵	تقدیم دعوت
۴۶	احتیاط
۴۶	بعض دستور
۴۷	طعام غنیمت
۴۹	کتاب الاموال
۵۰	زکوۃ
۵۰	غنائم
۵۰	فئی
۵۰	جزیہ
۵۱	ہدایا وتحائف
۵۲	اموال مہجورہ (ترک شدہ اموال واملاک)
۵۴	حضور ﷺ کے قاصد
۶۰	رسول اللہ ﷺ کے خطوط
۷۵	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حج
۷۸	کتاب الوفود
۷۸	وفد ثقیف

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۸۲	وفد عبدالقیس
۸۶	وفد بنی حنیفہ
۸۶	وفد طی
۸۷	وفد کندہ
۸۹	وفد الاشعریین
۸۹	وفد ازد
۹۱	وفد بنی حارث بن کعب
۹۱	وفد ہمدان
۹۲	وفد مزینہ
۹۳	وفد نجران
۱۰۱	توضیح
۱۰۲	مباہلہ
۱۰۲	ربوا
۱۰۲	خورات و عاریت
۱۰۳	فروۃ الجذامی کے قاصد کی آمد
۱۰۳	ضمام بن ثعلبہ کی آمد
۱۰۶	وفد تجیب
۱۰۸	مدارج کا اعتبار
۱۰۸	وفد بنی سعد ہذیم
۱۱۰	وفد بنی فزارہ
۱۱۱	وفد بنی اسد

Marfat.com

عنوان	صفحہ
وفد بہراء	۱۱۳
وفد عذرہ	۱۱۴
وفد بلی	۱۱۵
ضیافت کا حکم	۱۱۶
گم شدہ بکری	۱۱۶
وفد ذی مرہ	۱۱۶
وفد خولان	۱۱۷
وفد محارب	۱۱۹
وفد صداء	۱۲۰
بعض مسائل	۱۲۳
وفد غسان	۱۲۶
وفد سلامان	۱۲۶
وفد بنی عبس رضی اللہ عنہ	۱۲۷
وفد غامد	۱۲۷
وفد ازد	۱۲۸
وفد بن المنتفق	۱۳۰
وفد نخع	۱۳۲
ہجرت کا دسواں سال	۱۳۴
(۱) حجۃ الوداع	۱۳۴
(۲) آپ ﷺ کا وصال	۱۳۴
کتاب حجۃ الوداع	۱۳۴

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۱۳۴	حج و عمرہ
۱۳۵	حضور ﷺ کا عمرہ
۱۳۶	حج کب فرض ہوا
۱۳۶	حضور کا حج کس قسم کا تھا
۱۳۷	روانگی کا دن
۱۳۷	مدینہ سے خروج
۱۳۹	روحاء
۱۳۹	اثایہ
۱۴۰	عرج
۱۴۰	ابواء
۱۴۱	مقام سرف
۱۴۱	ذی طوی و مکہ
۱۴۵	حج کا بقیہ حال
۱۴۵	عرفہ کا خطبہ
۱۴۷	وقوف عرفہ
۱۴۷	دین کی تکمیل
۱۴۷	محرم کا انتقال
۱۴۸	مزدلفہ و منیٰ
۱۵۰	منیٰ کا خطبہ
۱۵۴	قربانی
۱۵۴	حلق رأس

Marfat.com

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
طواف افاضہ	۱۵۴
حضور ﷺ نے ظہر کہاں پڑھی	۱۵۵
مکہ سے رجوع اور منیٰ میں قیام	۱۵۵
طواف وداع	۱۵۶
آخری فوج اور وفات	۱۵۸
سریہ اسامہ بن زید	۱۵۸
وفات رسول اللہ ﷺ	۱۶۰
وفات لازمی تھی	۱۶۱
حضور ﷺ کو وفات کا علم اور وداع	۱۶۱
پہلی اطلاع	۱۶۱
ابتداء مرض	۱۶۴
کتنے روز بیمار رہے	۱۶۶
شدت مرض اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام	۱۶۶
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں مرض کی ترقی	۱۶۷
مرض الموت کا خطبہ	۱۷۰
محبوب ترین انسان ﷺ	۱۷۰
تقویٰ	۱۷۱
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رونا اور ہنسنا	۱۷۱
لدود	۱۷۲
واقعۂ قرطاس اور آخری وصیت	۱۷۲
انصار کی پریشانی اور حضور کا آخری خطبہ	۱۷۵

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۱۷۶	حضور ﷺ کی آخری نماز باجماعت اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت
۱۷۸	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت اور رسول اللہ ﷺ کی تاکید ....
۱۸۰	روافض کا عجیب شبہ ....
۱۸۱	رحلت مصطفیٰ ﷺ انا للہ وانا الیہ راجعون ....
۱۸۴	وفات کا اثر ....
۱۸۸	غسل ....
۱۸۸	تکفین ....
۱۸۹	تدفین ....
۱۸۹	قبر ....
۱۹۰	دفن کا دن ....
۱۹۱	متروکات ....
۱۹۱	زمینیں ....
۱۹۳	مکانات ....
۱۹۴	لباس ....
۱۹۶	سواری کے جانور ....
۱۹۶	گھوڑے ....
۱۹۶	بغال یعنی خچر ....
۱۹۶	حمیر یعنی گدھے ....
۱۹۶	اونٹ ....
۱۹۷	بکریاں ....
۱۹۷	اسلحہ وغیرہ ....

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۱۹۷	سیوف
۱۹۷	ادرع
۱۹۸	قسی
۱۹۸	جعبہ
۱۹۸	ترس
۱۹۸	رماح
۱۹۸	حربہ
۱۹۸	مغفر
۱۹۸	جبات
۱۹۹	رایت
۱۹۹	الویہ
۱۹۹	قسطاۃ
۱۹۹	مجن
۱۹۹	ممشوق
۱۹۹	پیالے
۱۹۹	رکوہ
۱۹۹	تور
۲۰۰	مخضب
۲۰۰	قعب
۲۰۰	ربعہ
۲۰۰	مشط

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۲۰۰	مکحلہ
۲۰۰	قصعہ
۲۰۳	موالی (آزاد کردہ غلام) رسول اللہ ﷺ
۲۰۳	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۲۰۳	حضرت ابو رافع اسلم رضی اللہ عنہ
۲۰۳	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ
۲۰۳	حضرت ابو کبشہ سلیم رضی اللہ عنہ
۲۰۴	حضرت شقران رضی اللہ عنہ
۲۰۴	حضرت رباح نوبی رضی اللہ عنہ
۲۰۴	حضرت یسار نوبی رضی اللہ عنہ
۲۰۴	حضرت مدعم رضی اللہ عنہ
۲۰۵	حضرت کرکرہ نوبی رضی اللہ عنہ
۲۰۵	حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ
۲۰۵	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ
۲۰۵	حضرت انسہ رضی اللہ عنہ
۲۰۵	حضرت افلح رضی اللہ عنہ
۲۰۵	حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ
۲۰۶	حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ
۲۰۶	حضرت مابور رضی اللہ عنہ
۲۰۶	حضرت سندر رضی اللہ عنہ
۲۰۶	حضرت حنین رضی اللہ عنہ

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۲۰۷	مولاۃ یعنی وہ عورتیں جنہیں حضور ﷺ نے آزاد فرمایا ....
۲۰۷	حضرت سلمی ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۰۷	حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۰۷	حضرت خضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۰۷	حضرت رزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۰۸	حضرت الرمیصاء یا الغمیصاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۱۰۸	ام ضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۰۹	حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۱۰	حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۱۰	بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۱۰	خدام رسول ﷺ ....
۲۱۰	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ....
۲۱۰	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ....
۲۱۱	حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ ....
۲۱۱	حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ ....
۲۱۱	حضرت سعد مولی ابی بکر رضی اللہ عنہ ....
۲۱۱	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ....
۲۱۲	حضرت ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ ....
۲۱۲	حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا ....
۲۱۲	حضرت معیقب رضی اللہ عنہ ....
۲۱۲	موذنین ....

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ازواج مطہرات	۲۱۳
حسن معاشرت	۲۱۴
امہات المومنین	۲۱۴
حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۱۷
حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۱۸
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۱۹
حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۲۰
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۲۱
حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۲۲
حضرت زینب بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۲۶
ایک اعتراض	۲۳۰
حجاب یعنی پردۂ شرعی	۲۳۱
حجاب اور ستر عورت	۲۳۴
حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۳۶
حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۳۷
حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۳۸
حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۳۹
دوسری ازواج	۲۴۰
سراری (کنیزیں)	۲۴۰
مہر	۲۴۱
اسلام کی خدمت	۲۴۱

Marfat.com

عرض مترجم

رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ومقدسہ تمام بنی نوع انسان کیلئے مشعلِ راہ ہے، سراپا ہدایت سراسر خیر اور بھلائی کا ذریعہ ہے۔آپ ﷺ ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ ۔سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱

ترجمہ: تمہارے لئے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

غرض ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ہر قول و فعل کو رسول ﷺ کے قول و فعل کی طرح بنائے، تو جس قدر اس کا قول و فعل آپ ﷺ کے قول و فعل سے ملتا چلا جائے گا یہ شخص اسی قدر کامیابی و کامرانی کی منازل طے کرتا چلا جائے گا۔اس مقصد کے لئے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر رخ آپ ﷺ کی اتباع کے طالبین و شائقین اور آپ ﷺ کے عاشقین اور محبین کے سامنے آجائے اور کوئی پہلو بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہ رہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے شب و روز اور نشیب و فراز میں قدم بہ قدم آپ ﷺ کا اتباع کر سکیں۔

اسی کے لئے میں ہمارے احباب میں سے مکرم و محترم جناب حنیف صاحب زید مجدہ اساتذہ بیت العلم کے ساتھ مل کر امت کے ہر طبقے کیلئے توحید و رسالت پر مبنی کتب متعارف کروانا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

الحمد للہ ان کی مساعی جمیلہ سے امت بہرہ ور ہو رہی ہے۔انہوں نے بندہ سے فرمایا کہ سیرت کے موضوع پر ایک ایسا مکمل مجموعہ تیار کیا جائے کہ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے لے کر وصال تک کے احوال اور حضور ﷺ کے حلیہ مبارک، اخلاق، صبر و شکر، تواضع، حلم، بردباری، استغناء، قناعت، سخاوت، استقامت، شجاعت، بہادری، شرم و حیا، سچ، خانگی زندگی اور معاملات سے متعلق مکمل رہنمائی امت کے ہر طبقے کے سامنے آسکے۔یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس مکمل سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔اس میں حضور ﷺ کے پیدائش سے لے کر وصال تک کے حالات کا تذکرہ ہے۔

بنیادی طور پر یہ کتاب عموماً دینی مدارس اور خصوصاً اسکول کے طلبہ و طالبات کے لئے تالیف کی گئی ہے تاکہ ہمارا نوجوان طبقہ ہادی عالم ﷺ کی حیات طیبہ کے کسی گوشے سے بے خبر نہ رہے۔جب وہ مکمل اسلامی زندگی کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کا عزم کرے تو یہ کتاب اس عزم کی تکمیل میں معاون ثابت ہو سکے۔

استفادہ کا طریقہ :

یہ ہے کہ مدارس میں درجہ ثالثہ میں پہلا حصہ اور رابعہ میں دوسرا حصہ روزانہ آدھا گھنٹہ اس کتاب کو پڑھایا جائے اور اسکول میں نویں جماعت میں پہلا حصہ اور دسویں میں دوسرا حصہ پڑھایا جائے، اس طرح جب

Marfat.com

طلبہ وطالبات اسکولوں کی تعلیم سے فارغ ہوکر کالج میں قدم رکھیں تو ان کے سامنے جناب رسول اللہ ﷺ کی مکمل زندگی کا نقشہ آچکا ہو اور وہ اپنی ذات سے بھی اس پر عمل کرسکیں اور دوسروں کے لئے داعی بن سکیں۔

اس پہلے حصے کے بیشتر مضامین کتاب "اصح السیر" (مؤلف، مولانا عبدالرؤف صاحب رحمہٗ اللہ تعالیٰ) سے لئے گئے ہیں اس لئے بعض مقامات سے تفصیل حذف کرکے اصح السیر کی طرف مراجعت کا کہا گیا ہے جبکہ بعض مقامات پر کتاب "سیرت المصطفیٰ" (مؤلف مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہٗ اللہ تعالیٰ) سے لیے گئے ہیں۔

کتاب کی خصوصیات:

(۱) استفادے میں آسانی کے پیش نظر اردو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں لیکن جہاں عربی لفظ لیا گیا ہے اس پر اعراب لگانے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح ناموں پر اعراب لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۲) حواشی کی بجائے بین القوسین ہی میں مشکل الفاظ وتعبیرات کو واضح کردیا گیا ہے۔

(۳) آیات کا ترجمہ تفسیر عثمانی، معارف القرآن، بیان القرآن سے کیا گیا ہے۔

(۴) اصح السیر کے اشعار کا سلیس ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۵) غامض علمی مباحث سے احتراز کیا گیا ہے۔

(۶) کتاب کی تیاری میں صاحب اصح السیر کی تحقیق وتدقیق پر اعتماد کیا گیا ہے جس کا مفصل تذکرہ اصح السیر کے مقدمہ میں ہے۔

بندہ کو اپنی بے بضاعتی وتہی دامنی کا مکمل اعتراف ہے، یہ بندہ کی سب سے پہلی کوشش ہے جو کہ زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ اسلئے اہلِ نظر سے التماس ہے کہ حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اصلاح کی کوشش فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنائیں اور قیامت کے دن حضور ﷺ کے قرب کا ذریعہ بنائیں آمین۔

بندہ محمد طارق بشیر عفی عنہ

Marfat.com

ہجرت کا نواں سال

اس سال مندرجہ ذیل اہم واقعات ہوئے۔

(۱) ایک لشکر کی روانگی: ربیع الاول میں ایک لشکر ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بنی کلاب کی طرف بھیجا۔ وہاں لڑائی کے بعد کفار کو شکست ہوئی۔

(۲) حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال: اسی سال آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔

(۳) غزوہ تبوک۔

(۴) مسجد ضرار کے گرانے کا واقعہ: منافقین نے حضور ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے لئے مسجد کے نام پر قبا میں ایک مکان بنایا تھا جسے مسجد ضرار کہا گیا آپ نے اسے منہدم کروا کر جلا دیا۔

(۵) ایک لشکر کی روانگی: حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر کی طرف بھیجا۔

(۶) فرضیت حج: اسی سال حج فرض ہوا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر کر کے روانہ کیا تاکہ لوگوں کو اسلام کے احکام کے مطابق حج کروائیں۔

(۷) اس سال مندرجہ ذیل سرایا روانہ فرمائے۔

سریہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ الی خثعم۔

سریہ علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ الی الجشہ۔

Marfat.com

سریہ علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب الی طی

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

فتح مکہ میں حضور ﷺ نے جن لوگوں کے قتل کا حکم دیا ان میں کعب بن زہیر شاعر کا نام بھی تھا۔

جب حضور ﷺ طائف سے لوٹے تو بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب ابن زہیر کو لکھا کہ جو شعراء، رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتے تھے وہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اب قریش کے شعراء میں سے صرف ابن الزبعری اور ہبیرہ بن وہب رہ گئے ہیں حضور ﷺ کا قاعدہ ہے کہ جو شخص تائب اور مسلمان ہو کر ان کے پاس آجائے اس کو قتل نہیں کرتے۔ اگر تم کو اپنی زندگی مقصود ہے تو آ کر معافی مانگو اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ اور بجیر نے اشعار بھی لکھے جن میں اسلام کی ترغیب دی تھی۔

جب کعب نے دیکھا کہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے تو ایک قصیدہ حضور ﷺ کی مدح میں لکھا اور مدینہ آئے۔ اور جہینہ کے ایک آدمی کے یہاں ٹھہرے جس سے ان کی پہلے سے شناسائی تھی۔ اور صبح کے وقت انہیں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ پاس گئے۔ حضور ﷺ ان کو پہچانتے نہ تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آیا ہے اور آپ سے امان چاہتا ہے۔ کیا آپ اس کو امان دیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں یا رسول اللہ! اس کے بعد کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مشہور قصیدہ پڑھا۔

حضور ﷺ ان سے بہت خوش ہوئے۔ اور اپنی چادر مبارک جو بدن پر تھی وہ ان کو عنایت فرمائی۔ حضور ﷺ کی یہ چادر کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم دے رہے تھے کہ یہ چادر ہمیں دے دو۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامۂ مبارک ہرگز نہ دیں گے۔ لیکن آخر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے ورثہ کو بیس ہزار (۲۰۰۰۰) درہم دے کر وہ چادر لی۔ اور ایک عرصۂ دراز تک وہ چادر سلاطین اسلام کے پاس رہی۔

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ بڑے زبردست شعراء میں سے تھے۔ ان کے لڑکے عقبہ بن کعب اور ان کے پوتے عوام بن عقبہ بھی اچھے شاعر ہوئے ہیں۔ اس خاندان کو شاعری مبارک ہوئی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بنی۔

غزوۂ تبوک وجیش العسرۃ

یہ غزوہ سخت قحط کے ایام میں ہوا تھا۔ دور کا سفر تھا۔ ہوا گرم، سواری کم، کھانے پینے کی تکلیف۔ جیش (لشکر) کی تعداد زیادہ بڑی تنگی ہوئی تھی اس لئے اس کو جیش العسرۃ (تنگی کا لشکر) بھی کہتے ہیں۔ منافقوں کو اس میں شرم ساری ہوئی تھی اور ان کا نفاق ظاہر ہوگیا تھا اس لئے اس کو غزوۂ فاضحہ (رسوا کرنے والا) بھی کہتے ہیں اس غزوہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رجب ۹ھ میں جمعرات کے روز روانہ ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ کسی غزوہ میں جاتے وقت۔ صحیح مقام بہت کم بتاتے تھے۔ لیکن اس غزوہ میں چونکہ جگہ دور تھی۔ زمانہ شدت کا تھا۔ دشمن کی تعداد بہت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کر دیا کہ روم سے مقابلہ ہے۔ اور وہیں جانے کا ارادہ ہے تاکہ سب لوگ مناسب حال تیاری کر سکیں۔

Marfat.com

غزوہ کی وجہ

رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ شام میں روم نے بڑی فوج جمع کی ہے۔ اور ہرقل نے ایک سال کا خرچ اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ لخم و جذام۔ اور عاملہ وغسان کے آدمی بھی آ کر شامل ہوگئے ہیں۔ اور ان کی فوج ارض بلقاء تک ہے اور یہاں کے نصاریٰ نے ہرقل سے یہ جھوٹ کہا تھا کہ مدینہ میں جو شخص نبوت کا دعوی کرتے تھے ان کا انتقال ہوگیا۔ اور وہاں اس وقت سخت قحط اور تنگی ہے۔ اور ان کے اموال ضائع ہوگئے ہیں۔ اس لئے اس ملک کو اس وقت بآسانی لیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ہرقل نے ایک رومی سردار کو چالیس ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور مدینہ کے لئے نامزد کیا۔ حضور ﷺ کو یہ خبر ملی تو حضور ﷺ نے ان کے مقابلہ کا ارادہ کیا۔

فوج کی تیاری

رسول اللہ ﷺ نے فوج کی تیاری کا حکم دیا۔ اور اغنیاء کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے اور سواری مہیا کرنے کی ترغیب دی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی اپنی استطاعت کے موافق اونٹ اور مال لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال لا کر حاضر کیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا کل مال لا کر حاضر کر دیا اور خدا و خدا کے رسول کا نام اپنے اہل و عیال کے لئے رکھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بہت سا مال پیش کیا۔ مگر اس روز جو نفقۂ عظیم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دیا وہ سب سے بڑھا ہوا تھا کہ تین سو ۳۰۰ اونٹ مع ساز وسامان جیش العسرۃ کی ترتیب کے لئے انہوں نے دے دیئے اور ایک ہزار (۱۰۰۰) اشرفی نقد دے دیں۔

نادار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مزدوری کی اور جو کچھ ملا حضور ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر کیا۔ عورتوں نے اپنے اپنے زیورات لا کر حاضر کر دیئے۔
الغرض جس قدر اموال جمع ہوئے حضور ﷺ نے ان کو فوج پر تقسیم کیا اور تاکید کی کہ نعلین (جوتے) زیادہ رکھو۔ فوج بڑی تھی۔ آدمی زیادہ سواری اور نفقہ کی بڑی تنگی ہوئی۔

بکاؤن

ابن سعد کہتے ہیں کہ سات آدمی جو بکاؤن کہے جاتے تھے (یعنی رونے والے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ سے سواری طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے پاس سواری نہیں ہے کہ ہم تم کو دے سکیں۔ یہ لوگ لوٹے تو غم کی وجہ سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں کہ کوئی سامان نہ مل سکا قرآن پاک میں ان لوگوں کے خلوص اور ان کے رونے کا ذکر ہے۔

حضرت علبہ بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت علبہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد بہت روئے۔ کہا کہ خداوندا! تو نے جہاد کا حکم دیا۔ جہاد کی ترغیب دی۔ لیکن نہ میرے پاس کچھ ہے جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی کوئی صورت بن سکے۔ نہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ ہے کہ وہ کم از کم ہماری سواریوں کا بندوبست کر دیں۔ خداوندا! میرے پاس مال نہیں ہے مگر جو زمین ہے وہ سب ہم مسلمانوں کے لئے صدقہ کرتے ہیں۔ صبح کے وقت حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ رات کس نے صدقہ کیا ہے کوئی نہ بولا۔ حضور ﷺ نے پوچھا اور پھر پوچھا تو انہوں نے حال بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا صدقہ مقبول ہوا۔

Marfat.com

معذورین

بیاسی[۸۲] اعراب نے شرکت سے معذوری ظاہر کی۔ اور حضور ﷺ سے اجازت چاہی کہ وہ غزوہ میں شریک نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے اجازت نہ دی۔

روانگی اور متخلِفین

اس کے بعد حضور ﷺ نے سفر کا ارادہ کیا تو مدینہ طیبہ پر حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل بیت کی نگرانی کے لئے مدینہ میں رکھا۔ اور تیس ہزار (۳۰۰۰۰) فوج اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) گھوڑوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ثنیۃ الوداع میں ٹھہرے۔ وہاں فوج کا مقدمہ میمنہ، میسرہ، مرتب کیا۔ علم تقسیم کئے پھر وہاں سے کوچ کیا۔ منافقین رہ گئے اور مخلص مسلمانوں میں سے بھی چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رہ گئے۔ ان میں یہ حضرات تھے۔ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، مرارہ بن الربیع، ابوخیثمہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان میں ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ بعد میں جا کر شریک ہوگئے۔ لیکن تین آدمی نہ گئے۔ حضور ﷺ تبوک پہنچے تو وہاں بیس[۲۰] روز قیام فرمایا۔ معلوم ہوا کہ قیصر ان دنوں حمص میں مقیم تھا۔

منافقین

منافقین نے اس غزوہ میں بڑی بڑی شرارتیں کیں۔ جاتے وقت بھی۔ اور لوٹتے وقت بھی۔ اس غزوہ کے وقت قحط کا زمانہ تھا۔ دوسرے درختوں میں پھل تیار تھے۔ ایسے وقت میں ہر شخص قیام کو پسند کرتا تھا۔ گرمی اور دھوپ کی ایسی شدت تھی کہ کوئی شخص باہر نہیں نکل سکتا تھا فوج زیادہ تھی اور اس کے اعتبار سے سامان کم تھا۔ اٹھارہ[۱۸] اٹھارہ[۱۸] صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض وقت صرف ایک

Marfat.com

اونٹ پر باری باری سفر کرتے تھے۔ باوجود ان تمام مشکلات کے حضور ﷺ سفر کی تیاری میں کوشش فرما رہے تھے۔ لیکن منافقین کی ایک جماعت نے لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ اور کہا کہ ایسی گرمی میں سفر نہ کرو۔ ان منافقوں کا ذکر خدا نے کیا ہے:

﴿وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ الآیۃ﴾ (سورۃ توبہ آیت: ۸۱)

''اور بولے کہ گرمی میں مت کوچ کرو تو کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ سخت گرم ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی۔''

رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کچھ منافقین ایک یہودی کے مکان میں جمع ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں جانے سے بہکاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا کہ اس یہودی کے گھر کو جلا دو۔ ان حضرات نے وہ گھر جلا دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل بیت کی نگرانی کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا حضور ﷺ کے جانے کے بعد منافقین نے کہنا شروع کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو علی (کرم اللہ وجہہ) کی طرف سے طبیعت میں کچھ گرانی ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب یہ سنا تو ہتھیار لیا اور روانہ ہوگئے۔ حضور ﷺ جب مقام جرف میں ٹھہرے ہوئے تھے تو یہ وہاں پہنچے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ! منافقین ایسا کہتے ہیں۔ کیا آپ نے ہمیں مدینہ میں اس لئے چھوڑا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ میں نے تم کو اس لئے چھوڑا تھا کہ جن کو ہم چھوڑ آئے ہیں ان کی نگرانی کرو۔ تم جاؤ میرے اہل اور اپنے اہل میں میرے قائم مقام رہو۔ اے علی! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم

Marfat.com

میرے لئے ایسے بنو جیسے حضرت ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کیلئے۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ الغرض حضرت علی کرم اللہ وجہہ پھر مدینہ طیبہ لوٹ گئے۔

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سے روانہ ہونے کے کئی دن بعد حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ایک روز اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ گرمی شدید تھی۔ اور دھوپ تیز تھی ان کے گھر والوں نے دجحروں کی دیواروں پر پانی چھڑکا تھا۔ پینے کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا تھا۔ اور وہیں ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا تھا یہ آئے تو دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ اور جو کچھ انہوں نے انتظام کیا تھا اس کو دیکھا۔ پھر بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دھوپ، ہوا اور گرمی میں ہوں۔ اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے میں۔ یہ انصاف نہیں ہے اور گھر والوں سے کہا میرے لئے زاد راہ تیار کرو انہوں نے تیار کر دیا۔ اونٹ منگوایا اوراس پرروانہ ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبوک پہنچ کر قیام کیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ کوئی تنہا سوار دور سے آرہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہوگا۔ جب کچھ نزدیک ہوئے اور لوگوں نے پہچانا تو کہا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم ابوخیثمہ ہیں۔ یہ حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور حال بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعاء خیر کی اور کلمات خیر کہے۔

دیارِ ثمود

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر میں پہنچے جو قومِ ثمود کا ملک ہے تو فرمایا یہاں کا پانی نہ پیو۔ اس پانی سے نماز کے لئے وضو نہ کرو جس نے اس پانی سے آٹا گوندھا ہو وہ اونٹ کو کھلا دے خود بالکل نہ کھائے۔ اور کوئی شخص تنہا نہ نکلے سب نے اس پر عمل کیا لیکن بنی ساعدہ کے دو شخص الگ الگ باہر نکلے۔ ایک کسی ضرورت سے گئے تھے۔ اور ایک اونٹ تلاش کرنے گئے تھے۔ جو کسی ضرورت سے نکلے تھے وہ

8/664
Marfat.com

راستہ میں بے ہوش ہوگئے اور جو اونٹ کی تلاش میں نکلے تھے ان کو ہوا نے اٹھا کر جبل طی پر پھینک دیا۔ حضور ﷺ نے جب سنا تو فرمایا کہ کیا میں نے منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص تنہا باہر نہ جائے۔ اس کے بعد جو بے ہوش ہوگئے تھے ان کے لئے حضور ﷺ نے دعا کی وہ اچھے ہوگئے۔ اور دوسرے کو قبیلۂ طی کے لوگوں نے مدینہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔

ایک روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک پہنچے تو فرمایا کہ آج رات کو بڑی سخت ہوا چلے گی۔ تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کے گھٹنے باندھ دے پھر رات کو شدید ہوا چلی ایک شخص کھڑے ہوئے ان کو ہوا نے اٹھالیا اور جبل طی پر پہنچا دیا۔

اور صحیحین میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عذاب سے ہلاک کردہ قوم پر داخل ہو تو روتے رہو۔ اور رونا نہ آئے تو داخل نہ ہونا کہیں تم پر بھی وہی مصیبت نہ آجائے جو ان پر آئی اور صرف اس کنویں سے پانی پیو جہاں اونٹ ٹھہرتے ہیں۔ یہ کنواں بیئر ناقہ کے نام سے مشہور ہے اور اب بھی ہے۔

اونٹ کا گم ہونا

مقامِ حجر میں حضور ﷺ کے حکم سے سب پانی پھینک دیا گیا۔ صبح کے وقت کسی کے پاس پانی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ سے شکایت کی۔ حضور ﷺ نے دعا کی پانی برسا۔ اس سے لوگوں کی حاجت پوری ہوئی۔ وہاں سے روانہ ہوئے تو کسی مقام میں حضور ﷺ کا اونٹ گم ہوگیا۔ زید بن لصیب منافق نے کہا کہ محمد (ﷺ) نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آسمان کی خبریں دیتے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ ان کا اونٹ کہاں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اس طرح کہتا ہے۔ خدا کی قسم ہمیں وہی معلوم ہے جو ہمارے خدا

Marfat.com

نے ہمیں بتایا ہے۔ اور اونٹ کا حال ہمیں خدا نے بتا دیا ہے کہ وہ وادی کی فلاں گھاٹی میں ہے اس کی ڈور درخت سے پھنس گئی ہے جاؤ لے آؤ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

جب کوئی شخص راستہ میں رہ جاتا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آ کر عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! فلاں شخص رہ گیا۔ حضور ﷺ فرماتے کہ چھوڑ دو اگر اس میں کچھ خیر ہوگی تو خدا اس کو تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اس کی حالت کچھ اور ہے تو خدا نے تم کو اس سے بچایا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اونٹ راستہ میں سست ہوگیا۔ انہوں نے کوشش کی مگر جب تاخیر زیادہ ہوگئی تو اپنا ضروری اسباب اپنی پیٹھ پر رکھا اور حضور ﷺ کی تلاش میں پیدل ہی چل پڑے۔ جب حضور ﷺ کسی مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے تو کسی نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کوئی شخص دور تنہا آ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر ہوں گے۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو کہا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم ابوذر ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا ابوذر پر رحم کرے۔ وہ تنہا چلتے ہیں تنہا مریں گے اور تنہا اٹھائے جائیں گے۔

اُمّ ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زوجہ) کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر موت کی حالت طاری ہوئی تو میں رونے لگی کہا روتی کیوں ہو؟ میں نے کہا کیسے نہ روؤں آپ اس میدان میں مر رہے ہیں اور میرے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں ہے جو آپ کو کفن دے سکوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے لئے نہ روؤ۔ میں ایک بشارت دیتا ہوں سنو۔ ہم چند آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص تنہائی کی حالت میں ایک میدان میں مرے گا۔ لیکن وہاں ایک جماعت مسلمانوں کی آجائے گی۔

Marfat.com

ان چند آدمیوں میں سے صرف ہم رہ گئے ہیں۔ اور سب کا آبادی میں انتقال ہو چکا ہے۔ جا کر راستہ میں دیکھو۔ اُمّ ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا آدمی کہاں۔ فرمایا کہ جاؤ جا کر دیکھو تو میں ان کے کہنے پر جاتی ٹیلہ پر سے ادھر ادھر دیکھتی اور پھر آ کر ان کی تیمار داری کرتی۔ اسی حال میں کچھ آدمی اونٹ پر سوار مجھے نظر آئے۔ میں نے اشارہ کیا۔ وہ جلدی سے میرے پاس آئے اور پوچھا کہ اے خدا کی بندی کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ایک مسلمان مر رہے ہیں ان کے کفنانے میں مدد دو۔ پوچھا کون ہیں؟ میں نے کہا ابوذر (رضی اللہ عنہ) انہوں نے کہا کون ابوذر؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابی؟ میں نے کہا ہاں۔ سب بیتاب ہو گئے۔ اور ان کے نام پر اپنے آباء اور امہات کو فدا کرنے لگے۔ اور ان کے پاس پہنچنے میں بڑی جلدی کی۔ جب پاس آئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ سب لوگ سن لو ہم چند آدمی تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص میدان میں تنہائی کی حالت میں مرے گا۔ اور وہاں مؤمنین کی ایک جماعت حاضر ہو جائے گی۔ ان چند آدمیوں میں سے صرف میں رہ گیا ہوں۔ اور سب کا آبادی کے اندر انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ایک انصاری نے کفن پہنایا پھر سب نے مل کر دفن کیا۔

منافقین کی شرارت

پھر تبوک کا قصہ یہ ہے کہ کچھ منافقین جن میں ودیعہ بن ثابت۔ اور بنی اشجع کا ایک شخص مخشن بن حمیر تھا۔ یہ سب ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا تم لوگوں نے روم کے بہادروں کو بھی عربوں کا سا لڑنے والا سمجھا ہے؟ دیکھ لیجئے سب کے سب رسیوں میں باندھ دیئے جائیں گے۔ یہ کہہ کر یہ لوگ مسلمانوں کو ڈراتے

Marfat.com

تھے۔ مخشن نے کہا کہ اچھا ہو سب پر سو سو کوڑوں کا حکم ہو اور کہیں ہمارے متعلق قرآن نہ نازل ہو جائے اور اس میں تمہاری اس گفتگو کا تذکرہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا۔ کہ پوچھو وہ کیا بکتے ہیں اگر انکار کریں تو کہو کہ تم نے ضرور اس اس طرح کہا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جا کر ان سے کہا تو وہ سب خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم تو مذاق سے اس طرح آپس میں بول رہے تھے۔ انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ﴾

(سورۃ التوبہ آیت: ۶۵)

ترجمہ: ''اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی۔''

مخشن بن حمیر نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ میرے اور میرے باپ کے نام کا قصور ہے۔ حضور ﷺ نے ان کو معاف کیا اور عبدالرحمٰن ان کا نام رکھا۔ انہوں نے خدا سے دعا کی کہ ایسی جگہ شہید ہوں جس کا کسی کو علم نہ ہو۔ چنانچہ یمامہ میں وہ شہید ہوئے اور کسی کو ان کا پتہ نہ ملا۔

عین تبوک (تبوک کا چشمہ)

رسول اللہ ﷺ نے تبوک پہنچنے سے پہلے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے۔ اور سورج کے بلند ہونے کے بعد پہنچو گے لیکن کوئی شخص وہاں پہنچے تو پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک میں نہ آ جاؤں۔ وہاں دو شخص پہلے پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ جب وہاں پہنچے تو پانی کی ایک پتلی دھار بہہ رہی تھی۔ ان دونوں سے دریافت کیا کہ کیا تم لوگوں نے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟ دونوں

Marfat.com

نے کہا کہ ہاں۔ رسول اللہ ﷺ غصہ ہوئے پھر حضور ﷺ نے پانی کو تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کیا۔ اس سے منہ اور ہاتھ کو دھویا۔ پھر اس پانی کو چشمہ میں ملا دیا۔ تو چشمہ میں بہت پانی بہنے لگا۔ سب لوگوں نے اس کے بعد اس سے پانی پیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو دیکھو گے کہ اس کے پانی سے یہاں تمام باغات بھر جائیں گے۔

اطراف سے مصالحت

جب حضور ﷺ تبوک پہنچے تو آپ کی خدمت میں صاحب ایلہ آیا صلح کی اور جزیہ دیا اور اسی طرح اہل جربا اور اذرح آئے اور ان سب نے بھی جزیہ دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کو تحریر لکھ دی جو ان کے پاس محفوظ رہی۔ اور صاحب ایلہ کو آپ نے جو لکھ کر دیا اس کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ امان ہے خدا کی طرف سے اور محمد کی طرف سے جو نبی ہیں اور خدا کے رسول ہیں۔ یحنہ بن رویۃ صاحب ایلہ کو۔ اہل ایلہ کی کشتیاں ان کے مسافر جو خشکی میں ہوں یا تری میں ان کو ذمہ ہے خدا کا اور خدا کے رسول کا۔ اور اسی طرح ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ہیں۔ اہل شام یا اہل یمن یا اہل بحر میں سے۔ اور اگر کوئی ان میں خلاف معاہدہ نئی حرکت کرے تو اس کا مال اس کے نفس کو نہیں بچائے گا اور جو اس مال کو لے لے گا وہ مال اسی کا ہو جائے گا۔ اور یہ کہ جو راستہ یا جو پانی تری یا خشکی سے ان کے علاقہ میں جاتا ہو اس کو روکنا حلال نہیں ہوگا۔"

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ الی اکیدر

رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل

Marfat.com

کے حاکم اکیدر کی طرف بھیجا۔ اکیدر بن عبدالملک بنی کندہ کا ایک نصرانی تھا۔ اور وہاں کا بادشاہ تھا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ جانے لگے تو حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ تم اس کو گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور جب وہاں پہنچے تو خوب صاف چاندنی رات تھی۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک جنگلی گائے آئی اور سینگ سے محل کے دروازہ پر دھکا مارنے لگی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ ایسا کبھی تم نے دیکھا ہے؟ اکیدر نے کہا کہ کبھی نہیں اس کی بیوی نے کہا کہ ایسا شکار بھی چھوڑا جاتا ہے؟ اکیدر نے کہا کہ ہرگز نہیں۔

اکیدر نے گھوڑا منگوایا اور اپنے چند اہل بیت کے ساتھ جن میں ایک اس کا بھائی بھی تھا جس کا نام حسان تھا شکار کے لئے نکلا تو اس کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی جماعت ملی۔ ان لوگوں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور اس کے بھائی کو قتل کیا۔ اس کا بھائی حسان دیباج کی قبا پہلے ہوئے تھا اور اس میں زری کا کام تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس قبا کو پہلے ہی حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا۔ اس کے بعد اکیدر کو لے کر خود حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے اس سے جزیہ لے کر صلح کی اور چھوڑ دیا۔ وہ واپس گیا۔

وفاتِ حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں تھے۔ ایک روز رات کے وقت ہم اٹھے دیکھا کہ فوج کے ایک طرف آگ کا بڑا شعلہ ہے۔ ہم اس طرف گئے۔ دیکھا کہ وہاں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین مزنی کا انتقال ہوگیا تھا۔ ان حضرات نے قبر کھودی تھی۔ حضور ﷺ خود

Marfat.com

قبر کے اندر تھے۔ اور یہ لوگ نعش دے رہے تھے۔ حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ اپنے بھائی کو اور میرے نزدیک کرو۔ ان صاحبوں نے نزدیک کیا جب دفن سے فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ خداوندا! ہم اس سے آخر وقت تک راضی رہے تو اس سے راضی ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس قصہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ کاش ہم اس قبر میں دفن ہوتے!

حضور ﷺ نے تبوک سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک جماعت ہے کہ جس راستہ سے تم گزرے اور جس وادی کو تم نے طے کیا وہ تمہارے ساتھ ہے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اور وہ لوگ مدینہ ہی میں مقیم ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مدینہ ہی میں رہے عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔

انتہائی شرارت

جب حضور ﷺ تبوک سے لوٹے تو بعض منافقین نے مشورہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عقبہ (گھاٹی) سے جانے لگیں تو ان کو عقبہ سے نیچے گرا دیا جائے نعوذ باللہ منہ۔ اور اسی لئے یہ مکار حضور ﷺ کے ساتھ چلنے لگے۔ حضور ﷺ کو خدا نے خبر دے دی۔ حضور ﷺ جب عقبہ کے قریب پہنچے تو حکم دیا کہ جس کا جی چاہے بطن وادی (وادی کے اندر سے) جائے کیونکہ وہ کشادہ راستہ ہے۔ اور خود حضور ﷺ عقبہ کی طرف سے چلے۔ ان مکاروں نے جب یہ سنا تو اگرچہ اور لوگ بطن وادی کی طرف گئے مگر ان سب نے اسی طرف سے جانے کا اراہ کیا۔ منہ پر نقاب ڈال لیا۔ اور اس برے کام کے پورا کرنے کا ارادہ کیا جو سوچ رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا۔ فرمایا کہ اے عمار تم ناقہ (اونٹنی) کی باگ پکڑ لو۔ اور اے حذیفہ تم ناقہ کے پیچھے رہو۔ جس وقت حضور ﷺ عقبہ سے گزر رہے تھے ان ملعونوں کے پیچھے سے آنے

Marfat.com

کی آواز معلوم ہوئی۔ وہ منہ چھپائے ہوئے تھے اور رات بھی تاریک تھی۔ حضور ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے آثار تھے حکم دیا کہ ان کو پیچھے لوٹا دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لوٹے اور اپنے تیردان سے ان کے اونٹ کے منہ پر مارا۔ پہلے تو وہ سمجھے کہ کوئی مسافر ہے مگر جب انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پہچانا تو سمجھے کہ راز ظاہر ہوگیا۔ اور ان پر رعب طاری ہوگیا۔ تیزی کے ساتھ لوٹ گئے۔ اور جا کر لوگوں کے ساتھ مل گئے۔

جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لوٹ کر آئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اونٹ کو تیز ہنکاؤ۔ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تیز چلو حتیٰ کہ آپ ﷺ عقبہ سے نکل گئے اور لشکر کے انتظار میں ٹھہرے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے اس جماعت کو پہچانا؟ انہوں نے کہا کہ سواری تو پہچانی فلاں فلاں کی تھی۔ مگر آدمی کو نہ پہچان سکا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ان کا ارادہ سمجھا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کا ارادہ تھا کہ ہمیں عقبہ سے نیچے گرا دیں اور فرمایا کہ ابھی پوشیدہ رکھو خدا نے ہمیں ان کے ارادہ اور ان کے ناموں سے مطلع کر دیا ہے انشاء اللہ صبح بتا دیں گے۔ چنانچہ صبح کو ان میں سے ایک ایک کو بلا کر اس کے ارادے کو ظاہر فرمادیا۔

مسجد ضرار

رسول اللہ ﷺ جب تبوک سے واپس ہوئے تو مقام ذی اوان میں قیام فرمایا اس مقام سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ ہے۔ حضور ﷺ کے تبوک جانے سے پہلے منافقین نے مسجد قبا کے قریب مسجد کے نام پر ایک مکان بنایا تھا۔ اور حضور ﷺ کے پاس آئے تھے کہ ہم نے ضعفاء و معذورین کے لئے ایک مسجد بنائی آپ چل کر اس میں نماز پڑھا دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابھی میں

Marfat.com

سفر میں جا رہا ہوں۔ واپس آنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری مسجد میں نماز پڑھوں گا۔

جب حضور ﷺ تبوک سے لوٹ کر ذی اوان پہنچے تو آپ ﷺ کے پاس وحی آئی اور اس مسجد کے بانیوں کی نیت سے آپ ﷺ کو مطلع کیا گیا۔ آپ ﷺ نے مالک بن الدخشم رضی اللہ عنہ کو اور معن بن عدی عجلانی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حکم دیا کہ جاؤ اور ان ظالموں کی مسجد کو گرا دو اور جلا دو۔

یہ لوگ روانہ ہو گئے۔ اور ایک درخت کی شاخ کو جلایا پھر دونوں آدمی مسجد میں گئے۔ اس کو گرا دیا اور جلا دیا۔ جتنے لوگ اس میں تھے سب ادھر ادھر ہو گئے۔ اسی مسجد کے بارہ میں آیت پاک نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا. ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. الى اخر القصة﴾ (سورۃ التوبہ آیت: ۱۰۷)

ترجمہ: ”اور جنہوں نے ضد اور کفر پر اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اور اس شخص کی گھات لگانے کے لئے مسجد بنائی جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے لڑ رہا ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ چند منافقین تھے۔ ابو عامر فاسق نے ان سے کہا تھا کہ تم ایک مسجد بناؤ۔ اور جہاں تک ہو سکے قوت اور سلاح جمع کرو۔ میں قیصر کے پاس جاتا ہوں اور وہاں سے ایک فوج لاؤں گا تو محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کو مدینہ طیبہ سے نکال دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کی مسجدیں

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ مدینہ سے تبوک تک رسول اللہ ﷺ کی یہ مسجدیں

Marfat.com

مشہور تھیں۔ مسجد تبوک، مسجد ثنیّہ مدران، مسجد ذات الزراب، مسجد بالا خضر، مسجد بالشق، مسجد ذی الجیفہ، مسجد بصدر حوضی، مسجد بالحجر، مسجد بالصعید، مسجد وادی القری، مسجد بالرقعہ شقۃ بنی عذرہ، مسجد بالحجر، مسجد ذی خشب، مسجد ذی المروۃ، مسجد فیفاء۔

مدینہ میں داخلہ

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ کے قریب آئے۔ تو اشتیاق میں عورتیں۔ بچے سب استقبال کے لئے نکل آئے۔

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو فرمایا "هذه طابة وهذا جبل احد يحبنا ونحبهٗ" یہ طابہ (مدینہ منورہ کا لقب) ہے اور جبل احد کو میں پیارا ہوں مجھ کو جبل احد پیارا ہے۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ میں مدح کے اشعار پڑھوں۔ حضور ﷺ نے اجازت دی۔ اور انہوں نے ایک قصیدہ مدحیہ پڑھا۔

متخلفین کی معذرت

حضور ﷺ پہلے مسجد تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ لوگ آئے جو غزوہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ اور عدم شرکت کے اعذار پیش کئے۔ ان لوگوں کی تعداد اسی۸۰ سے زیادہ تھی۔ سب کے اعذارِ ظاہری کو آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔ اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔ ان سب سے بیعت لی۔ اور سب کے لئے استغفار کیا۔

لیکن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور مرارہ ابن الربیع رضی اللہ عنہ کی توبہ کا قصہ خلوص، صداقت اور استقلال وصبر کا ایک نادر نمونہ ہے۔ ان حضرات نے جھوٹا عذر بنانا پسند نہ کیا صداقت کی وجہ سے سخت تکلیف برداشت کی مگر مستقل رہے۔ آخر بڑی ابتلا و آزمائش کے بعد مقبولِ بارگاہِ نبوت اور مقبولِ بارگاہ

Marfat.com

ذوالجلال ہوئے۔ ہم اختصار کے ساتھ ان کا حال لکھتے ہیں۔ خود حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے مفصل کیفیت بیان کی ہے جو صحاح وغیرہ صحاح میں موجود ہے اور ہم اسی کا خلاصہ لکھتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا مگر یہ تبسم غضب آلود تھا۔ فرمایا نزدیک آؤ۔ یہ سامنے جا کر بیٹھے۔ فرمایا کہو کیوں رہ گئے۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں اس وقت کسی دنیا دار کے سامنے ہوتا تو بحث اور حیلے نکال کر بچ سکتا تھا لیکن خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ اگر اس وقت جھوٹی باتیں بنا کر آپ کو راضی کر لوں تو ممکن ہے کہ خدائے قدوس صحیح بات ظاہر کر کے آپ کو مجھ سے ناراض کر دے۔ لیکن اگر سچ کہوں تو اس وقت آپ مجھ سے خوش نہ ہوں گے۔ مگر مجھے امید ہے کہ خداوند پاک میرے قصور کو معاف کر دے۔ اور آپ کو مجھ سے راضی کر دے۔

یا رسول اللہ! خدا کی قسم تاخیر کی کوئی صحیح وجہ نہ تھی۔ واللہ میں قدرت کے باوجود پیچھے رہ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ اس نے کہا وہ صحیح کہا۔ اٹھو جب تک خدا تمہارے حق میں کوئی فیصلہ نہ کر دے اس وقت تک انتظار کرتے رہو۔ میں کھڑا ہوا اور بنی سلمہ کے بعض اشخاص کے پیچھے ٹھہرا۔ لوگوں نے مجھ سے کہنا شروع کیا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ ہم لوگ نہیں جانتے کہ تم نے پہلے کوئی گناہ کیا ہو۔ آج تم وہی عذر پیش کر سکتے تھے جو دوسرے متخلفین نے پیش کیا۔ اور تمہارے گناہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے لئے استغفار کرنا کافی تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اتنا لوگوں نے سمجھایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ کوئی عذر پیش کروں اور اپنے پہلے بیان کی تکذیب کروں۔ مگر میں نے دریافت کیا کہ میری سی حالت اور بھی کسی کی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں دو شخصوں نے اور بھی

Marfat.com

اس طرح کہا ہے جس طرح تم نے کہا ہے۔ ایک مرارہ بن الربیع العامری۔ اور ایک ہلال بن امیہ الواقفی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسے دو شخصوں کا لوگوں نے نام لیا جو دونوں صالح اور سچے مسلمان تھے۔ دونوں بدر کے شرکاء میں سے تھے۔ اور یہ ایسے لوگ تھے جن کا اسوۂ حسنہ قابل تقلید تھا۔ اس لئے میں پھر اپنے قول پر باقی رہا۔

وہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تین شخصوں سے گفتگو کرنے کو منع کر دیا۔ لوگ ہم سے بچنے لگے اور سب کی حالت بدل گئی۔ زمین متغیر ہوگئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں ہمیں کوئی جانتا ہی نہیں ہے۔ میرے دو ساتھی تو گھروں میں بیٹھ گئے اور برابر روتے رہے۔ میں نکلتا تھا۔ اور نماز میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ بازاروں میں چکر لگاتا تھا۔ مگر کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ حضور ﷺ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھتے تو میں حاضر ہوتا سلام کرتا اور دیکھتا رہتا کہ جواب میں حضور ﷺ کے لبوں کو حرکت ہوتی ہے یا نہیں۔ میں حضور ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھتا۔ اور چوری سے حضور ﷺ کو دیکھتا رہتا۔ جب میں نماز میں ہوتا تھا تو حضور ﷺ میری طرف دیکھتے تھے۔ لیکن جب میں متوجہ ہوتا تھا تو حضور ﷺ منہ پھیر لیتے تھے۔

ایک روز جب کہ بہت عرصہ ہو چکا تھا۔ میں شہر کے باہر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں گیا۔ وہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور ان کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ میں نے سلام کیا تو خدا کی قسم انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ! میں تم سے قسمیہ پوچھتا ہوں کہ کیا میں خدا اور رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہوں؟ وہ ساکت رہے، میں نے پھر پوچھا، وہ پھر ساکت رہے، میں نے پھر قسم دی۔ انہوں نے کہا "اللہ ورسولہ اعلم" یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں واپس چلا آیا۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ مدینہ کے بازاروں میں چکر لگا رہا تھا۔ اور ایک شامی تاجر لوگوں سے دریافت کر رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں ہے؟ مجھ پر نظر پڑی تو سب نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ ہیں۔ وہ میرے پاس آیا اور ملک غسان کا ایک خط مجھ کو دیا۔ اس خط کا یہ مضمون تھا۔ اما بعد۔ مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب (ﷺ) نے تم پر ظلم کیا ہے۔ حالانکہ خدا نے تمہارا مرتبہ کم نہیں کیا۔ نہ تم اس طرح چھوڑ دینے کی چیز ہو۔ تم ہم لوگوں سے ملو تب تم اپنا مرتبہ خود دیکھ لوگے حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خط پڑھا تو کہا کہ یہ ایک اور بلا ہے اس خط کو میں نے تنور میں جلا دیا۔

چالیس۴۰ دن اس حالت میں گزر چکے تھے اس کے بعد حضور ﷺ کا قاصد آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اپنی عورت سے علیحدہ رہو۔ میں نے کہا کہ کیا طلاق دے دوں یا کیا حکم ہے؟ کہا طلاق نہ دو مگر علیحدہ رہو۔ اور میرے دوسرے ساتھیوں کے پاس بھی یہی حکم گیا۔ میں نے اپنی عورت سے کہا کہ جب تک خدا اس بارے میں کوئی حکم نہ دے تم اپنے میکہ چلی جاؤ۔ اور اپنے لوگوں کے ساتھ رہو۔ لیکن ہلال ابن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ! میرا شوہر بوڑھا ہے۔ اور ان کا کوئی خادم بھی نہیں ہے وہ ضائع ہوجائیں گے۔ کیا آپ اس کو ناپسند سمجھتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں خدمت کو ناپسند نہیں سمجھتا لیکن قربت نہ ہونے پائے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم ان کو کسی بات کی بالکل خواہش نہیں ہے جب سے آپ کا حکم ہوا وہ تو برابر رو رہے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بعض اقارب نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ کی عورت نے اجازت لی ہے بہتر ہوگا کہ تم بھی اپنی بیوی سے خدمت لینے کی اجازت لے لو۔ میں نے کہا کہ معلوم نہیں کہ حضور ﷺ میرے

Marfat.com

اس سوال کا کیا جواب دیں گے اور میں جوان بھی ہوں۔

قبولیت استغفار اور معافی

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد دس دن اور گزرے اور پورے پچاس۵۰ دن ہو گئے تو ٹھیک پچاسویں۵۰ دن صبح کے وقت میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور میرا وہی حال تھا جو خود خداوندِ پاک نے ذکر کیا ہے:

﴿قد ضاقت علی نفسی وضاقت علی الارض﴾

ترجمہ: ''میرا جینا دوبھر ہو گیا اور زمین اپنی کشادگی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی۔''

اسی حال میں میں نے آواز سنی کہ کوئی شخص جبلِ سلع سے بلند آواز میں پکار رہا تھا کہ اے کعب بن مالک! بشارت ہو میں سجدہ میں گر گیا اور سمجھا کہ خدا کی طرف سے خلاصی ہوئی۔ شاید صبح کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے توبہ قبول کرنے کی اجازت ہوئی۔ اس کے بعد لوگ بشارت لے کر یکے بعد دیگرے آنے لگے اور ہر شخص جلدی کر رہا تھا حتیٰ کہ بعض گھوڑے پر چڑھ کر دوڑے ہوئے آئے۔ پہاڑوں پر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ اور آواز گھوڑے سے بھی پہلے پہنچتی تھی۔ جن کی آواز ہمیں پہلے ملی جب وہ آئے تو میرے بدن پر دو کپڑے تھے۔ میں نے وہ دونوں اتار کر ان کو دے دیئے۔ اور خدا کی قسم میرے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑہ نہ تھا۔ میں نے دوسرے سے عاریۃً کپڑے لئے۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلا تو راستے میں جماعت پر جماعت توبہ قبول ہونے پر بشارت اور مبارک باد دے رہی تھی۔ مسجد میں پہنچا تو دیکھتے ہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑے اور مصافحہ کیا۔ اور مبارک باد دی۔ اور میں ان کو کبھی نہ بھولوں گا۔ اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اور ہم لوگوں کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ کا چہرہ خوشی کے وقت منور ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے کعب! بشارت ہو۔ ماں سے پیدا ہونے کے بعد آج کا دن تیرے لئے سب سے زیادہ مبارک دن ہے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کی جانب سے ہے یا خدا کی جانب سے؟ فرمایا کہ خدا کی جانب سے۔

میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ مقبولیت دعا کے شکریہ میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ کچھ مال اپنے لئے بھی رکھو۔ میں نے عرض کیا کہ اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عہد کیا کہ صداقت کی وجہ سے خدا نے میری توبہ قبول کی اب میری توبہ یہ ہے کہ سوائے سچ کے کبھی کوئی بات نہ کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اب تک میں نے کبھی کوئی جھوٹی بات زبان سے نہ نکالی۔ اور خدا بقیہ زندگی بھی محفوظ رکھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم نے ہم تینوں کی توبہ کا قرآن میں بالتخصیص ذکر کیا ہے:

﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ (سورۃ التوبہ آیت: ۱۱۸)

سے ہم تین آدمی مراد ہیں۔ اور ہم لوگوں کے سوا اور کسی کی توبہ کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

نفیر عام کا حکم

تبوک کا قصہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ جب امام کی طرف سے جہاد کے لئے نفیر عام ہو جائے تو کسی شخص کو رکنا جائز نہیں ہے جب تک امام سے اجازت نہ حاصل کر لے۔ اور معلوم ہوا کہ نفیر کے بعد جہاد فرض عین ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ گو فرداً فرداً اس کی خبر نہ دی گئی ہو۔

قصر صلوٰۃ

تبوک میں بھی حضور ﷺ نے نمازِ قصر ادا کی اور فتحِ مکہ میں بھی۔ حالانکہ علی الصحیح اٹھارہ[18]، بیس[20] روز ان مقامات میں قیام کرنا پڑا۔ یہ دلیل ہے کہ مسافر جب تک اقامت کی نیت نہ کر لے قصر کرتا رہے۔ آئمہ اربعہ اور اکثر اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے۔ اصحابِ رسول اللہ ﷺ رام ہرمز میں سات مہینہ رہے۔ اور برابر قصر کرتے رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کابل میں دو برس رہے اور برابر قصر کرتے رہے۔ لوگوں نے ری میں ایک سال تک قصر کیا۔ اور سجستان میں دو برس تک قصر کیا۔

قضا علی الظاہر

تبوک کے متخلفین کا قصہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر پر ہوتا ہے۔ منافقین جن کا نفاق معلوم تھا عذر کرنے کی وجہ سے چھوڑ دیئے گئے۔ لیکن مخلصین نے چونکہ کوئی عذرِ شرعی پیش نہ کیا تو تنبیہ کی گئی۔ حالانکہ ان کا مخلص مؤمن ہونا سب کو معلوم تھا۔

صدقہ علی البشارۃ

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ بشارت کے وقت بقدرِ استطاعت صدقہ مستحب ہے۔ جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور حضور ﷺ نے بھی پسند فرمایا مگر کہا کہ کچھ اپنے لئے رکھو۔ اسی طرح بشارت دینے والے کو کچھ انعام دینا جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے بدن کا کپڑہ اتار کر بشیر کو دے دیا۔ حالانکہ ان کے پاس صرف وہی کپڑہ تھا۔

Marfat.com

تمرین

سوال: حل اور میقات کسے کہتے ہیں؟

سوال: حضرت کعب بن زہیر کے قصیدہ کو سن کر حضور ﷺ نے کس طرح خوشی کا اظہار فرمایا؟

سوال: غزوۂ تبوک کو جیش العسرۃ کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال: حضرت علبہ بن زید کیوں روئے؟

سوال: قرآنِ پاک میں منافقین کا تذکرہ کن الفاظ سے آیا ہے؟

سوال: دیارِ ثمود کے بارے میں حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

سوال: حضرت ذوالبجادین کو دفن کرنے کے بعد حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

Marfat.com

جمیع غزوات و سرایا

غزوہ تبوک سب سے آخری غزوہ ہے یعنی اس کے بعد حضور ﷺ کسی غزوہ میں شریک نہ ہوئے۔ البتہ اس کے بعد بھی بعض سرایا کا بھیجنا ثابت ہے۔ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جہاد ہجرت کے بعد فرض ہوا اس لئے غزوات و سرایا کی ابتدا ہجرت کے بعد ہوئی۔ اور دس[۱۰] برس میں پچیس[۲۵] یا ستائیس[۲۷] یا انتیس[۲۹] یا کم و بیش غزوات میں حضور ﷺ شریک ہوئے۔ سات[۷] غزوات میں حضور ﷺ نے خود بھی قتال کیا جیسے بدر، احد، خندق، قریظہ، بنی المصطلق، خیبر، فتح مکہ اور حنین و طائف ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ بنی النضیر۔ غابہ اور وادی القری میں بھی آپ نے قتال کیا ہے۔

بڑے بڑے غزوات

سرایا آپ ﷺ نے ساٹھ[۶۰] کے قریب بھیجے۔ بڑے بڑے غزوات سات[۷] ہیں۔ بدر، احد، خندق، خیبر، فتح مکہ، حنین، تبوک۔

قرآنِ پاک میں ان سب کا ذکر موجود ہے۔ سورۂ انفال میں تقریباً سب کا سب غزوۂ بدر کا حال ہے۔ اسی لئے اس کو سورۂ بدر کہتے ہیں۔ اور سورۃ آلِ عمران کے آخر میں غزوۂ احد کا ذکر ہے۔ سورۂ احزاب کے ابتداء میں خندق، قریظہ، اور خیبر کا حال ہے۔ سورۂ حشر میں بنی النضیر کا حال ہے۔ حدیبیہ اور خیبر کا حال سورۂ فتح میں ہے۔ حنین اور تبوک کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے۔ فتح مکہ کا سورۂ فتح میں بھی اور سورۂ نصر میں بھی ذکر ہے۔

Marfat.com

نزول ملائکہ

ایک غزوہ میں حضور ﷺ زخمی ہوئے یعنی غزوۂ احد میں۔ دو غزوات میں فرشتوں نے آپ ﷺ کی امداد میں قتال کیا غزوۂ بدر، اور غزوۂ حنین میں۔ غزوۂ احزاب میں فرشتوں نے قتال نہیں کیا لیکن نزولِ ملائکہ سے کفار میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ بھاگ گئے۔ غزوۂ احد میں بھی بہت سے فرشتے نازل ہوئے اور بعض دوسرے غزوات میں بھی فرشتے آئے۔ بدر واحد میں فرشتوں کے نزول کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔

تین غزوات میں حضور ﷺ نے کنکریوں پر دم کر کے کفار کی طرف پھینکا جس سے کفار کو شکست ہوئی۔ ایک غزوہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے خندق کھود کر مع لشکر حضور ﷺ نے قلعہ کی سی شکل بنائی یعنی غزوۂ احزاب میں۔ اور ایک غزوہ میں آپ ﷺ نے منجنیق نصب کی یعنی غزوہ طائف میں۔

حراست (پہرہ کا عمل)

ابتداء غزوات میں قاعدہ تھا کہ جب آپ ﷺ سوتے تھے یا شب کے وقت جب قیام فرماتے تھے یا جب آپ ﷺ کے لئے عریش (جھونپڑی و چھپر وغیرہ) بنایا جاتا تھا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ننگی تلوار لے کر پہرہ دیتے تھے جیسے بدر میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، احد میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے۔ حنین میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، خیبر میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، اور کئی مقامات میں حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے پہرہ دیا۔ اور اسی طرح مختلف اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہرہ دیا لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی:

Marfat.com

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (سورۃ التوبہ آیت: ۶۷)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچالیں گے۔''

تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی خبر دی اور اس کے بعد پہرے کا عمل بند ہوگیا۔

حدی خوانی

دور کے سفر میں یا کفار پر بعض دفعہ اثر ڈالنے کے لئے کبھی کبھی بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کے سامنے حدی پڑھتے تھے۔ اور حضور ﷺ اس کو پسند فرماتے تھے۔ اور حدی پڑھنے والوں کے لئے دعاء خیر کرتے تھے۔ حدی پڑھنے والے یہ حضرات تھے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ۔ ان میں سے حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے۔

جہاد کی فضیلت

حضور ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی فضیلتیں بیان کی ہیں۔ اور ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ ترمذی میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو قطرے خدا کو بہت محبوب ہیں اور اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ ایک آنسو کا قطرہ جو خدا کے خوف سے نکلے۔ اور ایک خون کا قطرہ جو خدا کی راہ میں بہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد غزوۂ احد میں شہید ہوئے تو حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتا دوں کہ خدا نے تمہارے والد سے کیا کہا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا نے تمہارے والد کے علاوہ کسی سے بلا حجاب کلام

Marfat.com

نہیں کیا۔

صحیح ابن حبان میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرے حتیٰ کہ دشمن سے قتال کرے اور قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ خدا کے خیمہ میں عرش کے نیچے اس کی جگہ ہے۔ اس کے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان صرف ایک درجۂ نبوت کا فرق ہے۔ اور بسندِ صحیح حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ کافر اور اس کا قاتل ہرگز ایک ساتھ جہنم میں جمع نہ ہوں گے۔ الغرض قرآنِ پاک کی آیات اور احادیث صیحہ، جہاد کے احکام اور اس کی فضیلت سے بھری ہوئی ہیں۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت قیامت تک حق کے لئے قتال کرتی رہے گی کسی کی مخالفت انہیں نقصان نہ دے گی۔

آدابِ جہاد

حضور ﷺ جنگ شروع ہونے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لیتے تھے کہ فرار نہ ہوں گے اور کبھی موت پر بیعت لیتے تھے۔ اور یہ بیعت بھی اسی طرح لیتے تھے جس طرح اسلام قبول کرنے کی بیعت لیتے تھے۔ جہاد کے معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کرتے تھے۔ جہاد کے موقع پر منزل کے انتخاب میں مشورہ کرتے تھے اور ہر ہر بات پر مشورہ کرتے تھے۔ جاسوس مقرر فرماتے تھے جو دشمن کی خبر لاتے تھے۔ دشمن کے جاسوس کو قتل کا حکم دیتے اور اپنے مشورہ اور ارادہ کو دشمن سے مخفی رکھتے تھے۔ کوئی مسلمان اگر مسلمانوں کے پوشیدہ مشورہ کی خبر کفار کو دیتا تو اس سے سخت ناراض ہوتے اور وہ منافق سمجھا جاتا تھا۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا حال فتح مکہ میں معلوم ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر کہا کہ یا رسول اللہ! اجازت دیجئے کہ اس منافق کو قتل کر دوں۔ لیکن حضور ﷺ نے ان کو اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ اصحابِ بدر میں سے

Marfat.com

تھے۔ نفیر عام کے بعد جو شخص جہاد میں شریک نہ ہوتا اس سے آپ ﷺ سخت ناراض ہوتے تھے۔ غزوۂ تبوک میں متخلفینِ تبوک کا ذکر بالتفصیل ہو چکا ہے۔ لشکر کی ترتیب اور قتال کی تنظیم کا آپ ﷺ بہت ہی اہتمام کرتے تھے۔ جھنڈے سے کوئی لشکر خالی نہ ہوتا تھا۔ زرہ اور سلاحِ حرب کا جہاں تک ممکن ہوتا بندوبست کرتے خود اپنے لئے بھی اور لشکر کے لوگوں کے لئے بھی۔ کم ہوتا تو عاریۃً لیتے تھے۔ اور ضرورت کے وقت کافر سے بھی یہ چیزیں عاریۃً لیتے تھے جیسا کہ غزوہ ہوازن کے وقت صفوان ابن امیہ سے ایک سوؔ زرہیں آپ نے لیں۔ سفر کے وقت فوج کی راحت کا خیال فرماتے تھے اور دھوپ کی تیزی کے وقت قیام کرتے تھے۔ غزوۂ بنی المصطلق سے لوٹتے وقت عبداللہ بن ابی کی شرارت کی وجہ سے، دھوپ کی تیزی کے وقت بھی جب آپ ﷺ نے سفر موقوف نہ کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ تو ایسے وقت سفر نہیں کیا کرتے۔ حضور ﷺ نے مجبوری بیان کی۔

حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب دشمن کے مقام کے قریب پہنچتے تو لشکر کو روکتے۔ خدا سے نصرت کی دعا کرتے پھر فرماتے کہ اب پڑھو بسم اللہ۔ ایسے وقت کی مختلف دعائیں آپ ﷺ سے مروی ہیں۔

حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ لشکر کو صبر و استقامت کی تلقین فرماتے۔ دشمن کی تعداد اور تیاری زیادہ ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرماتے کہ فتح و نصرت کثرتِ تعداد اور آلاتِ حرب کی کثرت پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس کے لئے اصل چیز خدا پر اعتماد اور صبر و استقامت ہے۔

حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ دشمن پر حملہ صبح کے وقت کرتے تھے۔ یا سورج ڈھلنے کے وقت۔ رات کے وقت حضور ﷺ خود حملہ نہیں کرتے تھے جیسا کہ غزوہ خیبر میں معلوم ہو چکا ہے۔ لیکن جو سرایا حضور ﷺ نے بھیجے ان لوگوں نے بعض

Marfat.com

دفعہ رات کو بھی حملہ کیا اور آپ ﷺ نے ان کو اس سے منع نہ فرمایا۔ عین معرکہ جنگ میں جن کافروں سے لڑائی ہو رہی ہوتی ان کو دھوکہ دینے کی اجازت دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے "الحرب خدعة" (لڑائی دھوکے کا نام ہے)۔

حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ عورت، لڑکے، اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ جب سریہ بھیجتے تو ان لوگوں کو تاکید کر دیتے کہ منکرین خدا کو قتل کرو مگر مثلہ (ہاتھ ناک کان وغیرہ کاٹنا) نہ کرو۔ کفار سے جب کچھ معاہدہ کرو تو بدعہدی نہ کرو۔ عورت بچے اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو۔ البتہ جو بوڑھا جنگ کے بارے میں اہل الرائے اور صاحب تجربہ ہوتا اور کفار اس کی رائے سے فائدہ اٹھاتے تو ایسے بوڑھے کے قتل کی اجازت دیتے تھے۔

کفار سے مدد لینا

بہت دفعہ آپ ﷺ نے کفار کی مدد قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر خیبر میں اور بعض دوسرے مواقع میں آپ ﷺ نے مشرکین اہل کتاب سے مدد لی۔ اور ان کو غنیمت میں سے اس کا بدلہ بھی دیا۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح ان کو باقاعدہ حصہ نہ دیا۔ غزوۂ ہوازن میں کفارِ قریش بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو شرکت سے منع نہ کیا۔

تقدیم دعوت

حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ دشمن کے علاقہ میں قرآنِ پاک ساتھ نہ لے جاؤ۔ اور امیر سریہ کو حکم دیتے تھے کہ قتال شروع ہونے سے پہلے اسلام اور ہجرت کی یا صرف اسلام کی دعوت دو۔ اگر قبول نہ کریں تو قتال کرو۔ اس طرح کئی بعض غزوات میں مروی ہے لیکن معلوم ہو چکا ہے کہ بعض دفعہ اصحابِ سرایا چھپے رہے جب دشمن غافل ہو کر سو گئے تب ان

Marfat.com

لوگوں نے حملہ کیا۔ بعض جگہ جاتے ہی حملہ کیا۔ بعض جگہ دشمن کو اطلاع ہوگئی وہ لوگ ہٹ گئے اصحابِ سریہ نے ان کے اموال پر حملہ کر دیا۔ ایسے مقامات میں بظاہر پہلے دعوتِ اسلام کی کوئی صورت نہ تھی شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کو دعوت پہلے پہنچ چکی تھی۔ یا دشمن کی کسی شرارت یا دشمن کے پہل کرنے کی وجہ سے ان مواقع میں بلا تقدیم دعوت حملہ کی اجازت تھی۔

احتیاط

جس بستی یا قبیلے سے اذان کی آواز سنی جائے۔ یا اسلام کی کوئی علامت معلوم ہو وہاں حملہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اور جو شخص کلمہ پڑھ لیتا گو اس نے تلوار کے خوف ہی سے پڑھا ہو اس کو قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ یا رسول اللہ! اس نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا آپ ﷺ فرماتے کہ تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ کیوں نہ لیا؟ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور محلم بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ اسی بنا پر ناراض ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے وعدہ لیا کہ کبھی کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو جو کلمہ پڑھ لے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں بداحتیاطی ہوگئی ان سے حضور ﷺ سخت ناراض ہوئے۔

بعض دستور

عموماً غزوات میں حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ فتح کے بعد وہاں تین دن قیام فرماتے۔ اموالِ غنیمت کو کبھی وہیں تقسیم کرتے کبھی وہاں سے چل کر راستہ میں کبھی مدینہ پہنچ کر۔ اکثر غزوات میں کوئی نہ کوئی اُمّ المومنین ساتھ ہوتی تھیں۔ قبائل کی کچھ عورتیں بھی کبھی ساتھ ہو جایا کرتی تھیں جو زخم کا علاج اور مرہم پٹی کرنا جانتی تھیں، یا بیمار کی خدمت کرتی تھیں، یا پانی پلاتی تھیں (یہ سب خدمت پردے

Marfat.com

کے ساتھ ہوا کرتی تھی)۔ ان کے علاوہ غلام بھی ساتھ ہوتے تھے۔ کبھی کفار بھی ساتھ ہوجاتے تھے یا کسی کام کے لئے ساتھ لے لئے جاتے تھے۔ ان لوگوں کو غنیمت میں سے ان کی خدمتوں کے لحاظ سے حضور ﷺ کچھ دے دیا کرتے۔ مگر عورتوں کو اور غلاموں کو اور کفار کو غنیمت میں سے مستقل حصہ کبھی نہیں دیا گیا۔ اور بعض کفار جو رہبری یا اہم مخبری کی خدمت انجام دیتے تھے ان کو مستقل حصے سے بھی زیادہ ملتا تھا۔

طعام غنیمت

غلول یعنی مالِ غنیمت میں سے چھپا کر کچھ لینے کو حضور ﷺ کبیرہ گناہ شمار کرتے تھے۔ حنین کے مالِ غنیمت کو تقسیم کرتے وقت فرمایا کہ غلول عیب ہے، جہنم کی آگ ہے۔ قیامت کے روز مصیبت عظمیٰ ہے سوئی یا دھاگا بھی جس نے لیا ہو وہ لا کر واپس کرے۔ مالِ خیبر میں سے حضور ﷺ کے ایک خادم نے کوئی معمولی سی ضرورت کی چیز لے لی تھی۔ وہ وادی القریٰ میں شہید ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس غلول کی وجہ سے اس پر آگ دہک رہی ہے۔ لیکن شہد، انگور، اور کھانا اس میں داخل نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بقدرِ ضرورت کھانے کی چیزیں لے لیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن المغفل رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک چربی سے بھرے ہوئے تھیلے پر قبضہ کیا اور کہا کہ اس میں سے ہم آج کسی کو کچھ نہ دیں گے۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور ان سے کچھ نہ کہا۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو خیبر میں کھانے کی چیزیں ملیں تو جو آتا تھا اپنی ضرورت کے مطابق لے لیتا تھا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ غزوات میں ہم لوگ اخروٹ کھا لیتے تھے تقسیم نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

تمرین

سوال: سب سے آخری غزوہ کون سا تھا؟

سوال: بڑے بڑے غزوات کتنے ہیں؟

سوال: حضور ﷺ نے تقریباً کتنے سرایا بھیجے؟

سوال: جہاد کی فضیلت کے بارے میں کوئی ایک حدیث بیان کریں؟

سوال: مثلہ کسے کہتے ہیں؟

سوال: حضور ﷺ مقاتلہ سے پہلے کس چیز کی دعوت کا حکم دیتے تھے؟

Marfat.com

کتاب الاموال

چونکہ مغازی کی بحث غزوۂ تبوک پر ختم ہوئی اس لئے اس موقع پر مالی انتظامات کا بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لشکر کی ترتیب اور مغازی کے انتظام میں سب سے اہم چیز مالی اخراجات کا فراہم کرنا ہے۔ مغازی کے ضمن میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس وقت تک عرب کا بڑا حصہ اسلام کے زیر اقتدار آچکا ہے۔ ایک طرف قبیلہ طی محکوم ہو چکا تھا اور دوسری طرف خیبر اور تبوک کا علاقہ فتح ہوگیا تھا۔ اور اس کے بعد اسی سال بلا جنگ بقیہ قبائل عرب نے وفود وغیرہ کے ذریعہ اطاعت قبول کر لی تھی جیسا کہ آگے وفود کے بیان میں معلوم ہوگا۔ صرف بعض قبیلے رہ گئے تھے ورنہ یمن سے بحرین تک اور عمان سے تبوک تک سارا ملک اسلام کے اقتدار کے ماتحت آگیا تھا۔ اتنے بڑے ملک کا انتظام اور اس کے لئے فوجی قوت بحال رکھنے کے لئے کتنے بڑے مالی انتظام کی ضرورت ہے، اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ مغازی کے ضمن میں مالیات کے متفرق احکام بیان ہو چکے ہیں مگر ان تمام انتظامات کی تشریح اختصار کے ساتھ یہاں بیان کی جاتی ہے۔ اس سے اسلام کے مالی انتظامات کی بنیادی کیفیت واضح ہوجائے گی۔

فوج پر یا غربا مسکین پر جو مال رسول اللہ ﷺ تقسیم کرتے تھے وہ تین قسم کا تھا۔ زکوۃ، غنائم اور فئی ان تینوں قسم کے مال کی جمع و تقسیم کے احکام وقواعد قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اور اس کے متعلق حضور ﷺ کا طریقِ عمل مفصل احادیث میں مذکور ہے۔

اس کے بعد آخر میں کفار سے جزیہ لینے کا حکم ہوا۔ اور آپ ﷺ کے حکم سے جزیہ وصول کیا گیا۔ پانچویں چیز خراج ہے، اور چھٹی چیز عشر، ساتویں وہ ہدایا ہیں جو آپ ﷺ کی خدمت میں اطراف کے امراء وسلاطین نے یا اور کسی نے

Marfat.com

بھیجا۔ ان سب کے احکام اور ان کی جمع وخرچ کے متعلق حضور ﷺ کے طریقِ عمل کی مکمل تفصیلات کے لئے اصح السیر مفصل کی طرف رجوع کریں۔ یہاں صرف ہر ایک کی تعریف پر اکتفا کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ

ہر مسلمان عاقل بالغ پر جو نصاب نامی (بڑھنے والے) کا مالک ہو اور اس پر سال پورا ہوجائے زکوٰۃ فرض ہے اس پر اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ نماز وروزہ کی طرح زکوۃ بھی فرض ہے اس کا منکر کافر اور تارک فاسق ہے۔

مالِ زکوٰۃ کا نصاب ادائے زکوٰۃ کا وقت وطریقہ، مصرفِ زکوٰۃ سب حضور ﷺ نے بالتفصیل بتا دیا ہے۔ اور اس کا مکمل قانون جس میں پوری طرح تمام مصالح کا لحاظ رکھا گیا ہے خود حضور ﷺ کی تعلیم اور حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

غنائم

مقاتلہ اور جنگ کے بعد قہر اور غلبہ سے کفار کے جن اموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہو اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ خداوندِ کریم نے اس امت کے لئے غنیمت کو حلال کیا ہے۔

فئی

فئی اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر مقاتلہ اور جنگ کے کافروں سے حاصل ہو۔

جزیہ

جزیہ اس مال کو کہتے ہیں جو مقہور ومغلوب کفار سے ان کے نفوس کے بدلہ

Marfat.com

وصول کیا جائے۔

ہدایا و تحائف

کبھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھانے کی چیزیں، سواری کے جانور یا دوسری ضرورت کی چیزیں ہدیہ کرتے تھے اور حضور ﷺ کو قبول فرماتے تھے۔ اور کبھی ویسی ہی یا اس سے زیادہ قیمتی چیز اس کے بدلہ میں ان کو ہدیہ میں دیتے تھے۔ بسا اوقات سلاطین (بادشاہ) آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کا ہدیہ قبول فرما دیتے تھے۔ اور بعض مرتبہ سلاطین کے ہدیہ کو آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ اور جو چیز آپ ﷺ کو پسند ہوتی وہ اپنے لئے رکھ لیتے تھے جو مثل صفی (مالِ غنیمت میں سے جو چیز حضور ﷺ کو پسند ہوتی اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لینے کی اجازت تھی اسے صفی کہا جاتا ہے) کے آپ ﷺ کے لئے خاص ہوتی تھی۔ ایک دفعہ دیباج کی قبائیں آپ ﷺ کے پاس ہدیہ میں آئیں اور ان پر سونے کا کام تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرما دیا۔ اور ان میں سے ایک مخرمہ بن نوفل کے لئے نکال کر رکھی۔ مخرمہ بن نوفل اپنے لڑکے مسور کے ساتھ آئے تو آپ ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور وہ قبا ان کو دی۔ مقوقس حاکم اسکندریہ نے آپ ﷺ کو ہدیہ میں ماریہ قبطیہ اور سیرین دو باندیاں، ایک خچر، ایک گدھا اور کئی چیزیں بھیجیں تھیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خود پسند فرمایا وہ آپ ﷺ کی اُمّ الولد تھیں۔ سیرین کو حضرت حسان کو بخش دیا۔ نجاشی، شاہ حبشہ نے آپ ﷺ کو ہدیہ بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔ اور اس کے بدلہ میں خود بھی نجاشی کے لئے ہدیہ روانہ فرمایا مگر فرما دیا کہ اس کے پہنچنے سے پہلے ان کا انتقال

Marfat.com

ہوجائے گا اور ایسا ہی ہوا۔ فروہ ابن نفاثہ جذامی نے آپ ﷺ کو سفید خچر ہدیہ بھیجا جس پر آپ ﷺ غزوۂ حنین میں سوار تھے۔

ابوسفیان نے آپ ﷺ کو ہدیہ بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کے ہدیہ کو قبول فرمایا۔ اور عامر بن مالک نے ایک گھوڑا آپ ﷺ کو ہدیہ بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ اسی طرح عیاض مجاشعی نے آپ ﷺ کو ہدیہ دینا چاہا مگر آپ ﷺ نے قبول نہ کیا۔

ابوسفیان کا ہدیہ قبول فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صلح کا زمانہ تھا اور اس وقت قریش کے ساتھ آپ ﷺ کی جنگ موقوف تھی۔ مقوقس کا ہدیہ بھی آپ ﷺ نے اس لئے قبول کیا کہ اس نے آپ ﷺ کے سفیر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی عزت کی تھی اور آپ ﷺ کے نبی ہونے کا اقرار کیا تھا۔ آپ ﷺ کو اس کے اسلام سے مایوسی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن کسی مشرک محارِب کا ہدیہ آپ ﷺ نے کبھی قبول نہیں کیا۔

اموالِ مھجورہ

(ترک شدہ اموال و املاک)

جو کافر مسلمان ہو کر مدینہ آتا تھا تو کفار اس مسلمان کے اموال پر قبضہ کر لیتے تھے اور وہ مسلمانوں کو واپس نہیں ملتے تھے۔ نیز اگر کفر کی حالت میں اگر مسلمانوں کے جان و مال و تلف کر دیں یا قبضہ کر لیں اور اس کے بعد مسلمان ہوجائیں تو ان سے نہ ضمان دلوایا جاتا تھا اور نہ ہی مسلمانوں سے چھینے ہوئے اموال واپس کرائے جاتے تھے۔

زکوٰۃ، غنائم، فئی، جزیہ، عشر وخراج کی مکمل تفصیل کیلئے اصح السیر (مفصل) ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

تمرین

سوال: زکوۃ فرض ہونے کی شرط کیا ہے؟

سوال: غنیمت کسے کہتے ہیں؟

سوال: فئی کسے کہتے ہیں؟

سوال: جزیہ کی تعریف کریں؟

Marfat.com

حضور ﷺ کے قاصد

جب حضور ﷺ نے دین کے کام کو سنبھالنے اور حسن و خوبی کے ساتھ انجام دینے والوں کی ایک خاص جماعت تیار فرمالی تو آپ ﷺ مرکز (مدینہ منورہ) میں بیٹھ گئے۔ اور دعوتِ حق و جہاد فی سبیل اللہ کے نظام کو استحکام کے ساتھ چلاتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مختلف ملکوں میں قاصد بنا کر بھیجا۔

(ماخوذ از ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بتصرف ملفوظ ۱۶)

حضور ﷺ جب حدیبیہ سے لوٹ کر آئے۔ تو محرم ۷ھ میں دعوت اسلام کے خطوط دے کر اطراف کے ملوک و سلاطین (بادشاہوں) کے پاس ایک روز آپ ﷺ نے چھ قاصد روانہ کیے۔

جب حضور ﷺ نے ان قاصدوں کے ہاتھ بھیجنے کے لئے خطوط رکھے تو آپ ﷺ سے لوگوں نے کہا کہ سلاطین ان خطوط کو قبول کرتے ہیں اور نہ پڑھتے ہیں جن پر مہر نہ ہو۔ اس لئے آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ اور اس میں نام مبارک کندہ کرایا۔ تین سطریں تھیں محمد ایک سطر۔ رسول ایک سطر۔ اللہ ایک سطر جس کا نقش مبارک اس طرح تھا:

پھر اس سے خطوط پر مہر کر کے قاصدوں کو عنایت فرمایا۔ ایک روز جن چھ قاصد وں کو حضور ﷺ نے روانہ فرمایا وہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو حبشہ بھیجا۔

(۲) حضرت دحیہ ابن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ کو روم بھیجا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کو شاہِ ایران کے پاس بھیجا۔

Marfat.com

(۴) حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس کے پاس اسکندریہ بھیجا۔

(۵) حضرت شجاع ابن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ کو حارث ابن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا۔

(٦) حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس یمامہ بھیجا۔

(۱) حضرت عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے پاس بھیجا۔ (حبشہ کے بادشاہ کا یہ لقب ہے جس طرح ایران کے بادشاہ کا کسریٰ۔ روم کے بادشاہ کا قیصر۔ یمن کے بادشاہ کا تبع، مصر کے بادشاہ کا فرعون وغیرہ یہ کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں ہے۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے پاس خطوط روانہ کئے۔ لیکن یہ وہ نجاشی نہیں ہے جس کے جنازہ کی نماز غائبانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی۔

(۲) حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کے پاس جس کا نام ہرقل تھا روم بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میرے اس خط کو قیصر کے پاس کون لے جائے گا؟ اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

تو ایک شخص نے کہا کہ اگر قیصر قبول نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گو وہ قبول نہ کرے لے جانے والے کے لئے جنت ہے۔ وہ لے کر گئے تو قیصر راستہ میں ملا کیونکہ وہ بیت المقدس جا رہا تھا۔ انہوں نے خط کو اس کے قریب پھینک دیا اور علیحدہ ہو گئے۔ قیصر نے آواز دی کہ یہ خط کون لایا ہے سامنے آئے اس کو امن ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں لایا ہوں۔ قیصر نے کہا کہ میں بیت المقدس جا رہا ہوں۔ وہاں سے واپس آجاؤں تو تم میرے پاس آؤ۔

جب وہ لوٹ کر آیا تو یہ اس کے پاس گئے اس کے حکم سے محل کے سب دروازے بند کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے منادی سے اعلان کرایا کہ قیصر نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کر لی، اور نصرانیت ترک کر دی۔ جب یہ مشہور ہوا

Marfat.com

تو اس کی مسلح فوج نے اس کے محل کو گھیر لیا۔ تب قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد سے کہا کہ تم نے دیکھ لیا ہمیں اپنے ملک کا اندیشہ ہے۔

اس کے بعد اس نے اپنی فوج میں اعلان کرایا کہ ہم تمہارے اس فعل سے بہت خوش ہوئے۔ پہلا اعلان صرف تمہارے جوش مذہبی کی آزمائش کے لئے کیا گیا تھا۔

اس کے بعد قیصر نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور آپ ﷺ کے لئے اشرفیاں بھیجیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے وہ تو اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔ اور آپ ﷺ نے وہ اشرفیاں تقسیم کر دیں۔

ایک مفصل روایت ہے کہ جس زمانہ میں دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وہاں گئے تھے ابوسفیان وہیں تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ابوسفیان سے کچھ سوالات کئے ابوسفیان نے اس کے جوابات دیئے۔ اس نے جوابات کو سن کر کہا کہ جو کچھ تم نے کہا اگر یہ سچ ہے تو بلاشبہ وہ نبی ہیں۔ اور ان کی حکومت اس سرزمین تک پھیلے گی جہاں اس وقت میرا قدم ہے۔ اگر ہم وہاں ہوتے تو ان کے پیر دھوتے یعنی بہت عزت واحترام سے پیش آتے۔ ہم لوگوں کو ایک رسول کا انتظار تو تھا مگر یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم لوگوں میں ظاہر ہوں گے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے کسری بادشاہِ ایران کے پاس بھیجا۔ اس کا نام پرویز ابن ہرمز بن نوشیرواں تھا۔ عبداللہ بن حذافۃ السہمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خط عظیم بحرین کو دیا۔ اس نے کسری کو دیا۔ اس بدنصیب نے اس خط کو پڑھا اور پڑھ کر غصے میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب خبر ملی تو فرمایا کہ خدا اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کرے اور یہی ہوا۔

(۴) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے مقوقس شاہ

Marfat.com

اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ یہ قبطیوں کا بڑا سردار تھا۔ نہایت اچھی طرح حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے ملا لیکن مسلمان نہ ہوا۔ حضور ﷺ کے لئے ہدیہ بھیجا ایک باندی حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کی دو بہنیں ایک سیرین اور دوسری قیسری۔ اس کے علاوہ ایک ہزار مثقال سونا بیس قباطی کپڑے ایک سفید بغلہ یعنی دلدل، ایک سفید گدھا عفیر، ایک غلام جن کا نام مابور تھا۔ شاید یہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ ایک گھوڑا جس کا نام لزاز تھا، ایک شیشہ کا پیالہ اور شہد۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ خبیث ملک کی وجہ سے اسلام لانا بھول گیا حالانکہ اس کے مالک کو بقا نہیں ہے۔

(۵) حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا جو بلقا کا رئیس اعظم تھا۔

(۶) حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس یمامہ بھیجا۔ اس نے ان کی بہت عزت کی اور کپڑہ پہنایا جو ہجر کا بنا ہوا تھا۔ اور خود اپنی طرف سے ثمامہ بن اثال الحنفی کے پاس بھیجا۔ ہوذہ تو مسلمان نہ ہوا۔ اور ثمامہ بھی اس وقت مسلمان نہ ہوئے لیکن بعد میں ایمان لائے۔ مغازی میں ان کا حال بیان ہو چکا ہے۔

یہ چھ حضرات وہ ہیں جن کو حضور ﷺ نے ایک ہی دن روانہ کیا۔ ان کے علاوہ مختلف رؤسا اور ملوک کے نام مختلف اوقات میں آپ ﷺ نے خطوط بھیجے اور قاصد روانہ کئے۔

(۷) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ذیقعدہ ۸ میں جیفر بن الجلندی اور عبد بن الجلندی الازدی کے پاس عمان بھیجا۔ یہ دونوں بھائی تھے اور عمان کے رئیس تھے۔ دونوں نے اسلام قبول کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا کہ وہ ان کے مال اور رعایا کے مال سے شرعی احکام

Marfat.com

کے موافق صدقہ وصول کریں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ وہیں مقیم رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ان کو وہیں ملی۔

(۸) حضرت علاء الحضرمی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے لوٹنے کے بعد یا فتح مکہ سے بھی پہلے منذر بن ساوی عبدی کے پاس بحرین بھیجا اور وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہجر کے عامل مقرر ہوئے تھے۔ پھر جزیہ کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خط لکھا۔

(۹) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے لوٹے تو شاہانِ حمیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اسلام قبول کرنے کے خطوط بھیجے۔ ان میں حارث بن عبد کلال حمیری کا بھی خط تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہاجر ابن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو حارث مذکور کے پاس بھیجا تھا وہ مسلمان ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اس میں ایک شعر یہ تھا۔

ودینک دین الحق فیه طهارة
وانت بما فیه من الحق آمر

ترجمہ: ''آپ ہی کا دین حق ہے کہ جس میں پاکیزگی ہے۔ اور آپ اس دین کا حکم دینے والے ہیں جس میں حق ہے۔''

(۱۰، ۱۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول ۱۰ھ میں بھیجا تھا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ اور ان کی دعوت پر وہاں کے عام باشندے بخوشی بلا قتال خود ہی مسلمان ہوگئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا۔

(۱۲) حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالکلاع حمیری اور ذوعمر کی جانب بھیجا۔ وہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ بھی

Marfat.com

وہیں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔

ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت نہیں پائی اور رسول اللہ ﷺ کے وقت ہی میں مسلمان ہوئے۔ ذوالکلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ آئے۔ ان کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہت مکالمے ہوئے۔

ذوالکلاع کی کنیت ابوشرحبیل تھی۔ جب حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور حضور ﷺ کی حالت سنائی تو ذوالکلاع اور ان کی زوجہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ اور ذوالکلاع نے اس خوشی میں چار ہزار (۴۰۰۰) غلام آزاد کئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں وہ مدینہ طیبہ آئے تب بھی ان کے ساتھ چار ہزار (۴۰۰۰) غلام تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ان غلاموں کو میرے ہاتھ بیچ دو تاکہ ہم ان سے اسلامی خدمت کا کام لیں۔ انہوں نے کہا نہیں یہ آزاد ہیں۔ اور ان سب کو بھی آزاد کر دیا یہ دونوں ملوکِ یمن میں سے تھے۔

(۱۳، ۱۴) حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے مسیلمہ کذاب کی طرف یمامہ بھیجا۔ اور پھر دوسرا خط دے کر سائب بن العوام رضی اللہ عنہ یعنی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بھائی کو بھی مسیلمہ کی طرف بھیجا۔ مگر وہ بدنصیب ایمان نہ لایا۔

(۱۵) فروہ بن عمرو الجذامی قیصر روم کی طرف سے معان کے عامل تھے۔ اور اطراف کے شامی اور عربی علاقوں پر ان کی حکومت تھی۔ انہوں نے خود مسعود بن سعد کو حضور کی خدمت میں بھیجا اور اپنے اسلام کی خبر دی۔ اور ہدیہ بھی بھیجا جس میں ایک سفید خچر تھا جس کا نام فضہ تھا۔ ایک گھوڑا جس کا نام الضرب تھا۔ اور ایک گدھا جس کو یعفور کہتے تھے کچھ کپڑے، سندس کی قبا جس میں سونے کا کام تھا۔ حضور ﷺ نے ہدیہ قبول فرمایا۔ اور مسعود بن سعد کو بارہ اوقیہ سے کچھ زیادہ عنایت فرمایا۔

(۱۶) عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے حارث، مسروح، اور

Marfat.com

نعیم بن عبد کلال کی جانب بھیجا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے خطوط

صحیحین میں ہے کہ حضور ﷺ نے ہرقل قیصر روم کو خط لکھا۔ وہ خط یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم. من محمد رسول اللہ الی ہرقل عظیم الروم. سلام علی من اتبع الھدی. اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام. اسلم تسلم. یؤتک اللہ اجرک مرتین. فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین.

﴿ویٰاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا. وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ط﴾"(سورۃ آل عمران آیت: ۶۴)

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے ہرقل کی جانب جو روم کا عظیم ہے۔ سلام ہو اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے۔ اما بعد میں تم کو اسلام کے کلمہ کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے اور خدا تم کو دہرا اجر دے گا (اس لئے کہ جو اہلِ کتاب اسلام لے آئیں انہیں دوہرا اجر ملتا ہے)۔ لیکن اگر تم نے روگردانی کی تو تمہاری تمام جاہل رعایا کا گناہ تم پر ہوگا اور اہل کتاب تعالوا الی کلمۃ الآیۃ (آیت کریمہ کا ترجمہ) اے اہل کتاب ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے (وہ بات

Marfat.com

یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا خط شام میں گیا تھا تو ہم وہیں تھے۔ دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) وہ خط لائے تھے۔ انہوں نے بصریٰ کے امیر کو دیا تھا۔ اور امیر بصریٰ نے ہرقل کو دیا۔ ہرقل نے دریافت کیا کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرتا ہے کیا اس کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ اس لئے وہ لوگ مجھ کو اور میرے چند ساتھیوں کو ہرقل کے پاس لے گئے۔ ہرقل نے پوچھا کہ ان کا سب سے قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ میں ہوں اس لئے ابوسفیان کو ہرقل نے سامنے بٹھایا اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے۔ پھر ہرقل نے ترجمان کے ذریعہ کہا کہ مدعی نبوت کے بارہ میں ہم کچھ ان سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم سے یہ کوئی بات غلط کہیں تو تم لوگ ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان کا بیان ہے کہ اگر ہم کو جھوٹ ظاہر ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ضرور اس روز ہم بہت سی بات لگا کر کہتے۔

ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل نے پوچھا کہ ان کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارے درمیان ان کا خاندان بہت اچھا ہے۔ پھر پوچھا کہ ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ دعویٰ نبوت سے پہلے تم لوگوں نے ان کو کبھی جھوٹا پایا؟ میں نے کہا نہیں۔ پوچھا کہ ان کی اتباع شرفاء کرتے ہیں یا ضعفاء؟ میں نے کہا ضعفاء۔ پوچھا ان کے متبعین بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں؟ میں نے کہا بڑھتے ہیں۔ پوچھا ان کے متبعین میں سے کوئی ناراض ہو کر علیحدہ ہوتا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کیا ان کی تم لوگوں سے کبھی جنگ ہوئی؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پوچھا کیا حال رہا؟ میں نے کہا کہ کبھی

Marfat.com

ہم غالب ہوئے تو کبھی وہ۔ پوچھا کیا وہ کبھی عہد شکنی بھی کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں لیکن ایک معاہدہ ابھی ہمارے ان کے درمیان ہے معلوم نہیں اس میں کیا کریں گے۔ پوچھا کہ کیا تم میں کسی نے پہلے بھی ایسا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔

ہرقل نے ان جوابات کو سن کر کہا کہ انبیاء اسی طرح اچھے خاندان والے ہوتے ہیں۔ اگر ان کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو گمان ہوتا کہ اپنے آباء کا ملک حاصل کرنے کے لئے ایسا دعوی کرتے ہیں۔ اور انبیاء کے متبعین اسی طرح پہلے ضعفاء ہوا کرتے ہیں۔ اور جس شخص نے انسان پر جھوٹ نہ باندھا ہو وہ خدا پر کیونکر جھوٹ و افترا باندھ سکتا ہے۔ اور انبیاء کے متبعین راسخ الایمان ہوتے ہیں۔ اسی لئے مرتد نہیں ہوتے۔ اور انبیاء کے متبعین اسی طرح رفتہ رفتہ بڑھتے ہیں۔ لڑائیوں میں انبیاء کی یہی حالت ہوتی ہے کبھی غالب کبھی مغلوب۔ لیکن آخری کامیابی ان کی یقینی ہے۔ انبیاء اسی طرح غدار نہیں ہوا کرتے۔ ہاں اگر تم لوگوں میں کوئی پہلے ایسا دعوی کرتا تو گمان ہوتا کہ یہ بھی سن کر ایسا دعویٰ کر رہے ہیں۔

پھر پوچھا کہ اچھا بتاؤ وہ کس بات کا تم لوگوں کو حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا۔ نماز، روزہ، صلہ رحمی (رشتہ، ناتہ جوڑنے کا) اور عفاف (پاکدامنی) کا۔

اس پر ہرقل نے کہا کہ یہ جو کچھ تم نے کہا اگر صحیح ہے تو وہ ضرور نبی ہیں۔ ہم لوگ یہ تو جانتے تھے کہ ایک نبی کا ظہور ہونے کو ہے مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کا ظہور تم لوگوں میں ہوگا۔ میری خواہش ہے کہ کاش! ان کی زیارت ہوتی۔ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پیر دھوتا۔ ان کی حکومت اس مقام تک پہنچے گی جہاں اس وقت میرا قدم ہے۔

اور حضور ﷺ نے کسریٰ کو خط لکھا۔ اس کسریٰ کا نام پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں تھا۔

Marfat.com

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسری عظیم فارس سلامٌ علی من اتبع الھدی وامن باللہ ورسولہ وشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ ط ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس﴾

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم. محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے کسری عظیم فارس کی جانب۔ سلام ہو اس پر جو راہِ راست کی پیروی کرے اور ایمان لائے خدا پر اور خدا کے رسول پر اور گواہی دے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد خدا کے بندہ ہیں اور رسول ہیں۔ تجھ کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں میں سارے انسانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تاکہ ان کو خوف دلاؤں اور کافروں پر حجت قائم ہوجائے۔ اسلام قبول کرو سلامت رہو گے۔ اور اگر تم نے انکار کیا تو سارے مجوس کا وبال تم پر ہوگا۔"

حضرت عبداللہ بن حذافۃ السہمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خط بحرین کے رئیس کو دیا۔ اور اس نے کسری کو دیا۔ کسری نے جب اس خط کو سنا تو غصہ میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اس کے بعد ہی کسری مارا گیا۔ اور اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

اور حضور ﷺ نے نجاشی بادشاہِ حبشہ کو جو خط لکھا وہ یہ ہے۔

Marfat.com

﴿بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى النجاشي ملك الحبشه اسلم انت فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن واشهد ان عيسى بن مريم روح الله وكلمته القاها اى مريم البتول الطيبة الحصينة فحملت بعيسى فخلقه الله من روحه ونفخه كما خلق ادم بيده وانى ادعوك وجنودك الى الله عزوجل وبلغت و نصحت فاقبلوا نصيحتى والسلام على من اتبع الهدى ط﴾

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نجاشی بادشاہِ حبشہ کی جانب۔ اسلام قبول کرو میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے پاک ہے سارے عیب سے سالم ہے۔ اپنے رسولوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اپنے بندوں کو قیامت کے میدان میں امن دینے والا ہے۔ ان کو بلند رتبے عنایت کرنے والا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم خدا کی روح اور کلمہ ہیں۔ خدا نے اس کو مریم بتول پاک محصنہ پر ڈالا جس سے وہ حاملہ ہوئیں تو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی روح اور نفخ سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور میں تم کو اور تمہارے لشکروں کو خدائے عزوجل کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے خدا کا حکم پہنچا دیا اور نصیحت کر دی تم میری نصیحت قبول کرو اور سلام اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے۔"

Marfat.com

یہ خط محرم ۷ھ میں حضرت عمرو ابن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ کی معرفت آپ ﷺ نے حبشہ بھیجا۔ اس میں اختلاف ہے کہ نجاشی مسلمان ہوا یا نہیں۔

اور حضور ﷺ نے مقوقس بادشاہِ مصر و اسکندریہ کو یہ خط لکھا۔

"بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبدالله ورسوله الى المقوقس عظيم القبط. سلام على من اتبع الهدى. اما بعد فانى ادعوک بدعاية الاسلام. اسلم تسلم واسلم يوتک الله اجرک مرتين. ﴿فان توليت فعليک اثم اهل القبط يا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْ اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا. وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (سورۃ آل عمران آیت: ۶۴)

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے مقوقس کی جانب جو قبط کا عظیم ہے۔ سلام اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے اما بعد میں تم کو اسلام کے کلمہ کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرو سلامت رہوگے اسلام قبول کرو خدا تم کو دوہرا اجر دے گا (کیونکہ اہل کتاب کو اسلام قبول کرنے پر دوہرا اجر ملتا ہے)۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو سارے اہل قبط کا گناہ تم پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان متفق علیہ ہے کہ خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ ہم میں سے بعض بعض کو خدا کے سوا

Marfat.com

مالک نہ بنا لے۔ "فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ."

(سورۃ آل عمران آیت: ۶۴)

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ اس خط کو لے گئے۔ مقوقس کے پاس پہنچے تو کہا تم سے قبل ایک شخص تھا جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور وہ خدا کی گرفت میں آچکا ہے۔ تم کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

میں تم کو دین اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اور بلا شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت حضرت محمد ﷺ کے حق میں ویسی ہی ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں۔ میں تم کو آج قرآن کی طرف اسی طرح بلاتا ہوں جس طرح تم یہود کو انجیل کی طرف بلاتے رہے ہو۔ تم نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے غور کرو کہ اب تمہیں کیا کرنا چاہئے؟ مقوقس نے کہا کہ میں نے ان کے متعلق غور کیا ہے وہ کسی بری بات کا حکم نہیں دیتے۔ اور کسی اچھی بات سے منع نہیں کرتے۔ نہ وہ گمراہ ساحر ہیں، نہ جھوٹے کاہن۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں نبوت کی علامتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ مقوقس نے حضور ﷺ کے خط کو بہت عزت سے لیا اور ایک ہاتھی دانت کے ڈبہ میں محفوظ کر کے رکھا پھر ایک کاتب کو بلا کر عربی میں حضور ﷺ کے خط کا جواب لکھوایا۔

﴿بسم الله رحمن الرحيم لمحمد بن عبدالله من المقوقس عظيم القبط سلامٌ عليک اما بعد فقد قرات كتابک وفهمت ما ذكرت فيه وما تدعو اليه. وقد علمت ان نبيا بقي وكنت اظن انه يخرج بالشام. وقد اكرمت رسولک وبعثت اليک بجاريتين لهما مكانٌ في القبط عظيم وبكسوة اهديت اليک وبغلة لتركبها

Marfat.com

والسلام علیک﴾

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد بن عبداللہ کی جانب مقوقس عظیم قبط کی طرف سے سلام ہو آپ پر۔ اما بعد میں نے آپ کا خط پڑھا۔ اور اس میں جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے اور جس بات کی طرف آپ بلاتے ہیں اس کو سمجھا۔ مجھ کو یہ معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہیں مگر میرا گمان تھا کہ ان کا خروج شام میں ہوگا۔ میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی اور آپ کے لئے دو لونڈیاں بھیجیں جن کا قبط میں بڑا درجہ ہے اور کپڑہ آپ کو ہدیہ دیا ہے اور ایک خچر بھیجا تاکہ آپ اس پر سواری کریں۔ والسلام علیک۔"

انہوں نے اپنا اسلام لانا ظاہر نہ کیا۔ اس خط میں مقوقس نے ساری چیزوں کی فہرست نہیں دی ہے اس کے علاوہ اور چیزیں بھی تھیں۔ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس نے ایک سو مثقال سونا دیا اور کپڑہ پہنایا۔

اور حضور ﷺ نے ہوذہ بن علی صاحب یمامہ کو یہ خط بھیجا۔

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ھوذہ ابن علی سلامٌ علی من اتبع الھدی واعلم ان دینی سیظھر الی منتھی الخف والحاف فاسلم تسلم واجعل لک ما تحت یدیک﴾

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے ہوذہ بن علی کی جانب سلام ہو اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے اور جان لو کہ میرا دین وہاں تک پھیلے گا جہاں تک چوپائے اور گھوڑے جا سکتے ہیں تم اسلام قبول کرو۔ سلامت رہو گے

Marfat.com

اور جو کچھ تمہارے اختیار میں ہے اس کا مالک ہم تمہیں بنا دیں گے۔"

جب حضرت سلیط بن عمرو عامری رضی اللہ عنہ اس مہر شدہ خط کو لے کر ہوذہ بن علی کے پاس گئے۔ تو اس نے ان کو بڑی عزت کے ساتھ اتارا۔ خط سنا۔ پھر اس کا جواب لکھا۔

﴿ما احسن ماتدعو اليه واجمله والعرب تهاب مكانى فاجعل الى بعض الامر اتبعك﴾

ترجمہ: "کیسی اچھی اور کیسی بہترین بات ہے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں۔ عرب میرے مرتبہ کی عزت کرتے ہیں بعض اختیارات میرے سپرد کیجئے تو ہم آپ کی اتباع کریں گے۔"

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اس نے اچھا بدلہ دیا۔ اور ہجر کا بنا ہوا کپڑہ پہنایا اور خط دے کر رخصت کیا۔ یہ ان سب چیزوں کو لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے اور حضور ﷺ نے اس کا خط سنا تو فرمایا کہ اگر وہ ایک انگلی زمین یا ایک کھجور برابر زمین مانگے تو میں نہ دوں گا۔

حضور ﷺ جب فتح سے لوٹے تو حضرت جبرئیل نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ ہوذہ مر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب یمامہ سے ایک کذاب ظاہر ہوگا۔ اور میرے بعد قتل کیا جائے گا۔ ایک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کو کون قتل کرے گا؟ فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی۔ یہ مسیلمہ کذاب کے متعلق پیشین گوئی تھی۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ ہوذہ کے پاس دمشق کا ایک بڑا نصرانی تھا۔ اس نے ہوذہ سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق سوال کیا تو ہوذہ نے کہا کہ میرے پاس ان کا خط آیا تھا اسلام کی دعوت دی تھی میں نے قبول نہ کیا۔ پوچھا کیوں؟ ہوذہ

Marfat.com

نے کہا کہ مجھ کو اپنے دین سے حسنِ ظن ہے اور میں ایک قوم کا بادشاہ ہوں۔ ان کی اتباع کر لیتا تو اپنے ملک کا مالک نہ رہتا۔ نصرانی نے کہا کہ اگر تم ان کی اتباع کرتے تو بلا شبہ وہ تم کو مالک رہنے دیتے۔ اور تمہارے لئے بھلائی یہی تھی کہ ان کی اتباع کرتے۔ وہ عرب کے نبی ہیں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

حارث بن ابی شمر غسانی کو حضور ﷺ نے خط لکھا اور شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے بھیجا۔

﴿بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى الحارث ابن ابی شمر. سلامٌ على من اتبع الهدى و امن به وصدق وانى ادعوک الى ان تؤ من بالله وحده لا شريک له يبقى لک ملکک﴾

ترجمہ: "بسم الله الرحمن الرحيم" محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث ابن ابی شمر کی جانب سلام ہو اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے اور اس پر ایمان لائے۔ اور سچا جانے میں تم کو بلاتا ہوں اس کی طرف کہ خدا پر ایمان لاؤ۔ جو ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں (اگر تم ایمان لے آؤ) تو تمہارا ملک تمہارے پاس باقی رہے گا۔"

یہ ہرقل کی جانب سے حوران کا عامل تھا۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مسلمان نہ ہوا۔ حارث کے مرنے کے بعد اس کی جگہ جبلہ بن الایہم والی ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ خط حضور ﷺ نے جبلہ بن الایہم کے پاس بھیجا تھا۔

اور عمان کے بادشاہ کو حضور ﷺ نے خط لکھا۔ یہ خط حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے۔

Marfat.com

﴿بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد بن عبداللّٰہ الی جیفر وعبدا بنی الجلندی. سلام علی من اتبع الھدی. اما بعد فانی دعو کما بدعایۃ الاسلام. اسلما تسلما. فانی رسول اللّٰہ الی الناس کافۃً لا نذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین فانکما ان اقور تما بالاسلام ولیتکما. وان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان ملککما زائل عنکما وخیل تحل بساحتکما وتظھر نبوتی علی ملککما﴾

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد بن عبداللہ کی جانب سے جیفر اور عبد کو جو دونوں بیٹے ہیں جلندی کے۔ سلام ہو اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے اما بعد میں تم دونوں کو اسلام کے کلمہ کی طرف بلاتا ہوں۔ دونوں مسلمان ہوجاؤ دونوں سلامت رہو گے۔ میں خدا کا رسول ہوں۔ تمام انسان کی طرف تاکہ ان کو خدا کی مخالفت سے ڈراؤں اور خدا کی حجت کافروں پر تمام ہوجائے۔ تم دونوں نے اگر اسلام کا اقرار کر لیا تو ہم تم دونوں کو تمہارے ملک پر والی رکھیں گے اور اگر تم نے اسلام سے انکار کیا تو تمہارا ملک تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ سوار تمہاری زمین میں داخل ہوں گے اور میری نبوت تمہارے ملک میں آشکارا ہوگی۔"

اس خط کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ اور اس پر مہر کی گئی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس خط کو لے کر عمان پہنچا تو وہاں پہلے عبد ابن

Marfat.com

الجلندی سے ملا کیونکہ وہ نہایت حلیم اور نرم مزاج تھے۔ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں تمہاری طرف اور تمہارے بھائی کی طرف آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے بھائی سے ملو وہ مجھ سے بڑے ہیں اور وہی بادشاہ ہیں۔ میں تم کو ان کے پاس پہنچا دیتا ہوں۔ پھر پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جس کو تم دعوت دیتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں تم کو خدا کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس طرف بلاتا ہوں کہ خدا کے سوا اور جتنی چیزیں پوجی جاتی ہیں ان کی پرستش چھوڑ دو۔ اور گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عبد نے کہا کہ اے عمرو! تم اپنی قوم کے ایک سردار کے لڑکے ہو۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے باپ نے کیا کیا؟ کیونکہ اس میں میرے لئے ایک رہنمائی ہے۔ میں نے کہا وہ مر گئے مگر محمد ﷺ پر ایمان نہ لائے اور میری دلی خواہش یہ ہے کہ کاش وہ مسلمان ہوگئے ہوتے۔ میں بھی انہیں کی رائے پر تھا مگر خدا نے ہم کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی۔ اس نے پوچھا کہ تم نے کب ان کی اتباع کی؟ میں نے کہا تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ پوچھا تم کہاں مسلمان ہوئے؟ میں نے کہا نجاشی کے پاس۔ اور میں نے اس کو یہ بھی بتایا کہ نجاشی مسلمان ہوگیا ہے۔ پھر پوچھا کہ اس کی قوم نے اپنے بادشاہ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ میں نے کہا کہ اس کو قائم رکھا اور اس کی اتباع کی۔ پوچھا کہ کیا سردار اور رُہبانوں نے بھی اس کی اتباع کی؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو اس نے کہا کہ اے عمرو! دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو؟ جھوٹ سے زیادہ بری خصلت اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ میں نے کہا کہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہمارے دین میں جھوٹ جائز ہے۔ اس نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ نجاشی کے اسلام کی خبر ہرقل کو نہیں ہوئی۔ میں نے کہا کہ ہاں ہوئی۔ پوچھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ میں نے کہا کہ نجاشی ہرقل کو خراج بھیجتا تھا جب مسلمان ہوا تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم ہرقل نے ایک درہم بھی ہم سے طلب کیا تو ہم نہ دیں گے۔ ہرقل

کو اس کی خبر ہوئی تو اس کے بھائی نیاق نے کہا کہ کیا تم اس غلام کو اس طرح چھوڑ دو گے کہ خراج ادا نہ کرے اور ایک نیا دین جو تمہارے دین کے خلاف ہے قبول کر لے۔ ہرقل نے کہا کہ کسی کو کسی دین کی طرف رغبت ہوئی اس نے اس کو قبول کیا تو ہم کیا کریں۔ اور اگر ملک کا خیال نہ ہوتا تو ہم بھی وہی کرتے جو اس نے کیا۔ عبد نے کہا کہ عمرو! دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا خدا کی قسم سچ کہہ رہا ہوں۔

عبد نے کہا کہ اچھا بتاؤ محمد (ﷺ) کس کام کا حکم دیتے ہیں اور کس بات سے منع کرتے ہیں؟ میں نے کہا اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم کرتے ہیں معصیت سے منع کرتے ہیں۔ احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ظلم اور عدوان سے منع کرتے ہیں۔ زنا اور شراب سے منع کرتے ہیں پتھر بت، اور صلیب سب کی عبادت سے منع کرتے ہیں۔ عبد نے کہا۔ یہ کیسی اچھی باتیں ہیں جن کی طرف وہ لوگوں کو بلاتے ہیں۔ اگر بھائی ساتھ دیتے تو ہم ابھی سوار ہوتے اور محمد ﷺ پر ایمان لاتے اور ان کی تصدیق کرتے۔ لیکن بھائی کو ملک کی محبت ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اس کو چھوڑ دیں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو رسول اللہ ﷺ ان کی قوم پر انہیں کو حاکم بنائیں گے۔ ان کے اغنیاء سے صدقہ وصول کریں گے اور ان کے فقراء پر تقسیم کریں گے۔ کہا یہ تو بہت ہی اچھا اخلاق ہے۔ اچھا بتاؤ صدقہ کیا ہے؟ تب جس طرح رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فرض کیا ہے میں نے وہ سمجھا دیا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں چند روز وہاں ٹھہرا عبد بن الجلندی اپنے بڑے بھائی کو روزانہ میری خبر دیتا تھا۔ ایک روز جیفر بن الجلندی نے مجھے بلایا۔ میں عبد کی مدد سے وہاں پہنچا۔ مجلس میں بیٹھنا چاہا تو سب نے بیٹھنے نہیں دیا۔ میں نے جیفر کی طرف دیکھا تو اس نے کہا کہ بولو تمہاری کیا حاجت ہے؟

Marfat.com

میں نے رسول اللہ ﷺ کا خط دیا۔ اس نے مہر توڑی اور پورا خط پڑھا۔ اس کے بعد اپنے بھائی کو دیا اس نے بھی پورا پڑھا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ قریش نے کیا کیا؟ میں نے کہا سب نے اتباع کی یا تو رغبت سے دین قبول کر کے یا تلوار سے مقہور (مجبور) ہو کر۔ پوچھا کہ ان کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رغبت اور خوشی سے ان کے دین کو قبول کر لیا ہے اور سب کے مقابلہ میں انہیں کو اختیار کر لیا ہے۔ اور اپنی عقلوں سے اور اس ہدایت سے جو خدا نے ان کو عطا کی ہے یہ سمجھ گئے ہیں کہ ہم پہلے گمراہی میں تھے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ اب اس سرزمین میں تمہارے سوا اور کوئی باقی رہ گیا ہو جس نے ان کی اطاعت نہ کی ہو۔ اور تم نے بھی اگر اسلام قبول نہ کیا اور ان کی اتباع نہ کی تو ان کے سوار آئیں گے اور تمہارے سبزہ زار کا صفایا کر دیں گے۔ اسلام قبول کرو سلامت رہو گے۔ اور وہ تم کو تمہاری قوم پر حکومت کرنے کا اختیار دیں گے کوئی سوار اور پیدل حملہ کرنے نہ آئے گا۔

اس گفتگو کے بعد اس نے کہا کہ اچھا آج تو ہمیں سوچ لینے دو کل پھر آئیو۔ میں وہاں سے آیا تو پھر اس کے بھائی سے ملا۔ اس نے کہا کہ اے عمرو! ہم کو تو امید ہوگئی ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ دوسرے روز میں پھر گیا تو اندر جانے کی مجھے اجازت نہ ملی۔ میں پھر اس کے بھائی کے پاس گیا تو ہمیں اس نے اس کے پاس پہنچایا۔

جیفر نے کہا کہ جس بات کی تم نے ہمیں دعوت دی اس پر ہم نے غور کیا۔ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اگر یہ سب کچھ ہم ان کو دے دیں تو عرب میں مجھ سے زیادہ ضعیف اور کوئی نہ ہوگا۔ اور ان کی فوج تو یہاں آئے گی نہیں اور اگر آئی تو مجھے لڑنا پڑے گا اور یہ لڑائی دوسروں کی لڑائی کی طرح نہ ہوگی۔

میں نے کہا بہتر ہے تو ہم کل جا رہے ہیں۔ جب میری روانگی کا ان سب کو

Marfat.com

یقین ہو گیا تو عبد بن الجلندی پھر اپنے بھائی سے تنہائی میں ملا اور سمجھایا کہ ایک تم ہی باقی رہ گئے ہو ورنہ جس کے پاس انہوں نے قاصد بھیجا سب نے قبول کیا۔

تب اس نے پھر ہمیں بلا بھیجا اور دونوں بھائی مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔ صدقہ وصول کرنے کا ہمیں اختیار دیا۔ اور قوم کے نزاعات میں بھی ہمیں (فیصلہ کرنے والا) تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اگر کوئی میری مخالفت کرتا تو دونوں بھائی میرے معین ہوتے۔

تمرین

سوال: مہر مبارک بنوانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

سوال: مہر مبارک کس طرح کی تھی؟

سوال: حضور ﷺ نے تقریباً کتنے قاصد روانہ فرمائے؟

سوال: حضور ﷺ نے جن بادشاہوں کی طرف خطوط ارسال فرمائے ان میں سے کتنے مسلمان ہوئے؟

سوال: اہل کتاب کو کون سی آیت کریمہ لکھ کر دعوت دی؟

سوال: حضور ﷺ نے اہلِ یمن کی تعریف میں کیا فرمایا؟

سوال: وفد بنی حارث کے آنے کی وجہ کیا بنی؟

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جب یہود و نصاریٰ کا اختلاف ہوا تو کون سی آیت کریمہ نازل ہوئی؟

سوال: مباہلہ کسے کہتے ہیں؟

سوال: حضرت ضمام بن ثعلبہ نے واپس آ کر قوم کو کیسے دعوت دی؟

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حج

حضور ﷺ جب تبوک سے واپس آئے تو بقیہ رمضان اور شوال و ذیقعدہ ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر حج کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ مسلمانوں کو حج کرائیں مدینہ طیبہ سے ان کے ساتھ تین سو [۳۰۰] آدمی روانہ ہوئے اور رسول اللہ نے ان کے ساتھ دس بدنہ (قربانی کے اونٹ) روانہ کئے جن کی تقلید اور اشعار رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے کی تھی۔ اور ان پر حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود اپنی طرف سے پانچ بدنہ لے گئے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد سورۂ برات کی آیتیں نقضِ عہد (عہد توڑنے) کے بارہ میں نازل ہوئیں تب حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی اونٹنی العضباء پر روانہ کیا تاکہ وہ سورۂ برات کو کفار کے سامنے پڑھ دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مقام العرج میں پہنچے تو ان کے پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ العضباء پر سوار پہنچے۔ اور ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو پوچھا کہ آپ امیر بن کر آئے ہیں یا مامور بن کر؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مامور بن کر۔ اس کے بعد دونوں حضرات مل کر روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مناسکِ حج ادا کرانے کے لئے آپ کو حکم دیا ہے؟ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ نہیں۔ مجھ کو تو اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ لوگوں کو سورۂ برات پڑھ کر سنا دوں اور جس کے ساتھ عہد ہے اس کا عہد واپس کر دوں۔

الغرض حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کرایا خطبہ پڑھا۔ حج کے احکام کی تعلیم دی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یوم النحر میں جمرہ کے مقام کے قریب

Marfat.com

کھڑے ہو کر اعلان کیا جیسا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا۔ اور جس کے ساتھ عہد تھا اس کا عہد واپس کرنے کا اعلان کیا اور کہا کہ اے لوگو! کوئی کافر جنت میں نہیں جائے گا۔ اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا عہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی معین مدت کے لئے ہے وہ عہد باقی رہے گا۔

حضرت زید بن نفیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپ حج میں کس کام کے لئے بھیجے گئے تھے۔ فرمایا کہ چار احکام لے کر گیا تھا اول: یہ کہ جنت میں مؤمن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ دوم: یہ کہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ سوم: یہ کہ مسلمان اور کافر اس سال کے بعد کعبہ میں جمع نہ ہوں۔ چہارم: یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس کا معاہدہ کسی معین مدت کے لئے ہے وہ معاہدہ اس مدت تک قائم رہے گا، اور جس کا معاہدہ کسی معین مدت کے لئے نہیں ہے اس کو چار مہینہ کی مہلت ہے۔

سورۂ برات کی تیس[۳۰] یا چالیس[۴۰] آیتوں کا اعلان ہوا تھا لیکن اس کی ابتدائی آیتیں جن میں معاہدہ کے متعلق ذکر ہے ذیل میں درج کرتا ہوں اس سے معاہدہ کے متعلق اعلان کا مطلب معلوم ہو جائے گا:

﴿بَرَآئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكَافِرِيْنَ ۞ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ

Marfat.com

غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْآ اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (سورۃ التوبہ آیت: ۱ تا ۵)

ترجمہ: ''صاف جواب ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تم نے صلح کا عہد کیا تھا تو اے مشرکو! چل پھر لو زمین میں چار مہینے۔ اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہ سکو گے اور جان لو کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ اور اطلاع ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے لوگوں کو حجِ اکبر کے دن کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ مشرکوں سے بیزار ہے۔ اور اگر توبہ کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہ سکو گے۔ اور خبر سنا دے کافروں کو دردناک عذاب کی۔ مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کر رکھا تھا۔ اور انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی عہد شکنی نہیں کی اور نہ کسی کی تمہارے خلاف امداد کی تو ان کے عہد کو مدت تک پورا کرو۔ اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب اشہر حرم نکل جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو جہاں پاؤ۔ اور ان کو پکڑو، گھیرو، اور ہر گھات کی جگہ

Marfat.com

ان کی تاک میں بیٹھو۔ اس کے بعد اگر توبہ کرلیں، اور نماز قائم رکھیں، زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

کتاب الوفود

فتح مکہ کے بعد سارے عرب کے خیالات میں ایک تغیر عظیم واقع ہوا۔ حضور ﷺ جب فتح سے لوٹے تو جلد تبوک چلے گئے۔ مگر وہاں سے لوٹ کر جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو عرب کے بہت سے قبائل نے خود اپنے آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجے اور اسلام قبول کیا۔ یمن کے ملوک حمیر نے بھی خطوط بھیجے اور اسلام قبول کرنے کی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر خدا کا شکر اور اس کی حمد بیان کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ سورۃ نصر میں ہے۔ بعض وفود اس سے پہلے بھی آئے تھے مگر چونکہ اس سال وفود کثرت سے آئے اس لئے اس سال کو سنۃ الوفود کہتے ہیں۔

حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب وفود سے ملتے تو خود بھی لباس فاخرہ پہنتے اور اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس کا حکم دیتے۔ ہم صرف ان وفود کا ذکر کرتے ہیں جن میں حضور ﷺ کی سیرت کے متعلق کوئی اہم بات پائی جاتی ہے۔

وفد ثقیف

جب حضور ﷺ طائف سے لوٹے اور عمرہ جعرانہ ادا کرنے کے بعد مدینہ جا رہے تھے تو راستہ ہی میں مدینہ پہنچنے سے پہلے عروہ بن مسعود ثقفی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ثقیف کے بڑے معزز شخص تھے۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عروہ کی مثال اپنی قوم میں ایسی ہے جیسی صاحب یٰسین کی (سورۃ یٰسین میں ایک شخص (حبیب نجار) کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت دی۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو انہیں کے ساتھ تشبیہ دی گئی) حضور ﷺ اس کے بعد تبوک چلے گئے اور بنی ثقیف ایک مہینہ تک عروہ رضی اللہ عنہ کے بعد اپنی حالت پر غور کرتے رہے۔ آخر ایک مہینہ کے بعد انہوں نے ایک جلسہ کیا اور اس میں طے کیا کہ ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اطرف کے تمام عربوں کا ہم مقابلہ کریں۔ اور یہ سب مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس لئے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا ہم عمر اور ہم رتبہ دوسرا شخص ان میں عبد یالیل بن عمرو بن عمیر تھا۔ اس کے پاس سب گئے۔ اس نے کہا کہ میں یہ نہیں کر سکتا جب تک کچھ اور آدمی بھی میرے ساتھ نہ کرو۔ وہ ڈرا کہ جو سلوک ان لوگوں نے عروہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کہیں وہی سلوک میرے ساتھ نہ کریں۔

وہ لوگ اس پر راضی ہوئے اور حلیف قبائل میں سے دو آدمی اور بنی مالک کے تین آدمی ان کے ساتھ کئے۔ پانچ آدمیوں کے ساتھ عبد یالیل مدینہ گیا۔

ان لوگوں نے جو شرطیں پیش کیں ان میں ایک بات یہ تھی کہ ان کا بت لات تین برس تک منہدم نہ کیا جائے۔ حضور ﷺ نے نہ مانا۔ ایک مہینہ تک کی شرط رکھی مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا آخرکار ان کی اس درخواست کو حضور ﷺ نے قبول فرمالیا کہ وہ خود منہدم نہ کریں گے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ ابن شعبہ جا کر منہدم کر دیں گے۔

انہوں نے خواہش کی کہ ہمیں دو باتیں معاف کر دی جائیں اول یہ کہ اپنے بتوں کو ہم اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے۔ اور دوم یہ کہ ہمیں نماز معاف کر دی

Marfat.com

جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم ان کو یہ بات معاف کرتے ہیں کہ اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑیں۔ مگر جس دین میں نماز نہیں ہے اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ یعنی نماز نہیں معاف ہوسکتی۔ اس کے بعد وہ سب مسلمان ہوگئے اور حضور ﷺ نے ان کو ایک تحریر لکھ کر دی۔ اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر کر دیا۔ یہ ان میں سب سے کم عمر تھے مگر اس عرصہ میں یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ ان کو احکام اسلامی کے سیکھنے کا شوق ہے اور کچھ سیکھ بھی لیا تھا۔

جب یہ لوگ فارغ ہو کر مدینہ طیبہ سے لوٹے تو حضور ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا۔ وہاں پہنچنے کے بعد مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ جب لات کو منہدم کرنے گئے تو اندیشہ تھا کہ کوئی ان کو بھی تیر نہ مار دے۔ جس طرح عروہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں نے مارا تھا اس لئے بنی مغیث ان کی حفاظت کرتے رہے۔ انہوں نے لات کو منہدم کیا تو ثقیف کی عورتیں نکل کر آئیں اور حسرت سے کھڑی روتی رہیں۔ منہدم کرنے کے بعد اس میں سے سونا اور چاندی بہت نکلا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سب کو ابوسفیان کے پاس جمع کر دیا۔

اس وفد کے ساتھ کنانہ بن عبد یا لیل تھا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! زنا کی ہمیں اجازت دیجئے کیونکہ اس کے بغیر تو ہم لوگوں کو چارہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خدا نے حرام کر دیا ہے فرمایا "لا تقربوا الزنا" اس کے قریب بھی مت جاؤ بہت ہی بری بات ہے۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! ربوا (سود) کی اجازت دیجئے کیونکہ وہی ہم لوگوں کا مال ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اصل سرمایہ تم لوگوں کا ہے وہ لے لو۔ زیادتی کو خدا نے منع کر دیا ہے فرمایا:

﴿لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا﴾ (سورۃ آل عمران آیت: ۱۳۰)

Marfat.com

ترجمہ: "سود مت کھاؤ"

اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! شراب کی اجازت دیجئے وہ تو رس ہے۔ حضور نے فرمایا وہ شیطانی چیز ہے۔ حرام ہے پلید ہے۔ خدا نے اس کو رجس (گندی چیز) کہا ہے:

﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الآية﴾ (سورۃ المائدۃ آیت: ۱۹۰)

اس پر سب حضور ﷺ کے پاس سے اٹھ گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ آخر یہ طے پایا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس کو تسلیم کر لیا جائے کیونکہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے ورنہ اہل مکہ کا سا حال ہوگا۔ اس مشورہ کے بعد پھر سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ جو آپ فرمائیں تسلیم ہے۔ مگر معبودوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب کو منہدم کر دو۔ سب نے کہا کہ اوہو کہیں معبودوں کو معلوم ہوگیا کہ ان کے قتل کا ارادہ ہے تو سارے باشندوں کو قتل ہی کر دیں گے۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عبد یالیل یہ کیسی جہالت کی بات کر رہے ہو۔ وہ سب معبود تو بے حس و حرکت پتھر ہیں۔ سب نے کہا کہ اے ابن خطاب! ہم سب تمہارے پاس نہیں آئے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ خود منہدم کرائیے ہم تو ان کو ہرگز منہدم نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہتر۔ اس کو ہم خود منہدم کرادیں گے۔ الغرض اس کے بعد مصالحت ہوگئی اور سب مسلمان ہوگئے۔

لیکن اس کے بعد جب یہ لوگ طائف گئے۔ اور بنی ثقیف کے لوگوں کو اس مصالحت اور اسلام کا حال معلوم ہوا تو ان میں بڑا جوش پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو لڑیں گے۔ اور ایسی شرطوں کو ہرگز تسلیم نہ کریں گے۔ مگر دو روز کے بعد

Marfat.com

یہ جوش خود بخود ٹھنڈا ہو گیا۔ اور کہنے لگے کہ سارا عرب محمد کے ساتھ ہو گیا ہے ہم کس کس سے لڑائی کریں گے۔ موسی بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ بتوں کو توڑنے کے لئے جو لوگ طائف گئے تھے ان میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! شیطان میرے اور نماز وقراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے جب ایسا معلوم ہو تو تعوذ پڑھو اور تین مرتبہ اپنے بائیں مونڈھے پر تھک تھکا لو۔ عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس پر عمل کیا تو خدا نے اس کو مجھ سے ہٹا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبوک سے واپس آنے کے بعد رمضان میں یہ وفد آیا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس وفد کے لوگوں نے یہ شرط لگائی تھی کہ ان پر صدقہ (زکوۃ) اور جہاد فرض نہ ہو۔ لیکن جب اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صدقہ بھی دیں گے اور جہاد میں بھی شریک ہوں گے۔

وفدِ عبدالقیس

عبدالقیس کا وفد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کس قوم کا وفد ہے؟ کہا ربیعہ کا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا ہے اس قوم کو یا مرحبا ہے اس وفد کو۔ ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلے کے کفار رہتے ہیں اس لئے ہم لوگ سوائے شہر حرام (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم کو شہر حرام کہا جاتا ہے کیونکہ ان مہینوں میں لڑائی حرام ہے) کے حاضر نہیں ہو سکتے۔ آپ ہم لوگوں کو واضح اور مفصل احکام بتا دیں تا کہ ہم بھی ان پر عمل کریں اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو بھی اس پر عمل کرنے کے لئے کہیں۔ اور اس

Marfat.com

کی وجہ سے ہم جنت میں جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم چار امور کا تم کو حکم دیتے ہیں اور چار چیزوں سے منع کرتے ہیں۔ حکم یہ ہے کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ۔ یعنی اس کی شہادت دو کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، اور غنیمت میں سے خمس دیا کرو۔ اور چار چیزوں سے منع کرتے ہیں۔ دبا، حنتم، نقیر اور مزفت سے۔ (ان چار چیزوں کی تعریف اور منع کی وجہ آگے آئے گی) ان چیزوں کو یاد کرلو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو بھی ان باتوں کی دعوت دو۔

رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے کہا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جو خدا کو پسند ہیں حلم اور اناۃ یعنی عقل اور تحمل۔ رسول اللہ ﷺ نے جس بات سے خوش ہو کر ان کے خصلتوں کی تعریف کی وہ یہ تھیں کہ جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو ان کے اور ساتھی تو فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ لیکن یہ ٹھہر گئے۔ اپنے اونٹ کو باندھا۔ ہاتھ منہ دھویا اور کپڑے وغیرہ درست کر کے تب خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد باتیں ہوئیں پھر جب سب بیعت پر راضی ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم لوگ اپنے اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرتے ہو؟ تو سب نے کہا کہ ہاں مگر الاشج نے کہا کہ یا رسول اللہ! جو میرے اختیار کی بات ہے اسی کا ہم ذمہ لے سکتے ہیں۔ ہم صرف اپنی بیعت کر سکتے ہیں۔ قوم کی طرف دعوت بھیجئے جو تسلیم کریں گے وہ ہمارے ساتھی ہیں اور جو نہ مانیں گے ان سے ہم لوگ لڑیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہت صحیح ہے اور آپ ﷺ ان کی گفتگو سے بہت خوش ہوئے۔ اور اسی پر آپ ﷺ نے ان کی دو صفتیں بیان کیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ دو باتیں مجھ میں اب پیدا ہوگئی ہیں یا پہلے سے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قدیمی (پرانی) ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہماری فطرت میں

Marfat.com

اس نے ایسی دو صفتیں رکھی ہیں جن سے خدا اور خدا کے رسول ﷺ خوش ہیں۔

وفد عبدالقیس میں چودہ سوار تھے۔ الاشج العصری ان کے رئیس تھے۔

اس وفد کے آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ منقذ ابن حیان ایام جاہلیت میں ہجر سے یثرب (مدینہ طیبہ) تجارت کا مال لایا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد وہ بھی وہ مال لے کر آئے۔ وہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور اسی طرف سے رسول اللہ ﷺ جا رہے تھے۔ وہ دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ منقذ بن حیان! اور آپ نے ان سے خیرت پوچھی اس کے بعد ان کی قوم کے شرفا میں سے ایک ایک کا نام لے کر ان کا حال دریافت کیا۔ ان کو تعجب ہوا اور مسلمان ہوگئے۔ پھر انہوں نے سورۂ فاتحہ اور سورہ اقرأ باسم سیکھی۔ اس کے بعد ہجر کی جانب روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عبدالقیس کی جماعت کے نام خط دیا۔

منقذ رضی اللہ عنہ جب واپس گئے تو وہاں کچھ عرصہ تک اپنے اسلام کو ظاہر نہ کیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد ان کی زوجہ کو معلوم ہوگیا۔ ان کی زوجہ منذر الحارث کی لڑکی تھیں اور یہی منذر الاشج ہیں۔ ان کو الاشج رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں کہ ان کے چہرہ پر کچھ نشانات تھے اور اسی لقب سے مشہور ہوگئے۔ منقذ رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے۔ چونکہ یہ نئی بات ان کی زوجہ (بیوی) کو پسند نہ آئی اس لئے انہوں نے اپنے باپ سے ذکر کیا۔ کہ میرے شوہر اس دفعہ جب سے یثرب (مدینہ طیبہ) سے واپس آئے ہیں۔ نہ معلوم وہ کیا کرتے ہیں؟ ہاتھ پیر دھوتے ہیں پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ کبھی کھڑے ہوتے ہیں۔ کبھی جھکتے ہیں۔ کبھی زمین پر سر رکھتے ہیں۔ الاشج نے جب یہ سنا تو اپنے داماد سے ملے۔ باتیں ہوئیں تو ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی۔ وہ اپنی قوم عصر اور محارب کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر گئے اور ان کو سنایا۔ ان کے دلوں میں اسلام کی

Marfat.com

طرف رغبت پیدا ہوئی۔ اور سب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔

اس وفد کو حضور ﷺ نے چار چیزوں سے منع کیا۔ ایک (دباء) سوکھے کدو کو کہتے ہیں دوم (حنتم) ایک قسم کا سبز مرغن برتن ہوتا تھا اور اسی برتن میں مدینہ میں شراب آیا کرتی تھی۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مٹی کے ہر روغن دار برتن کو حنتم کہتے ہیں۔ ایسے برتن میں نبیذ بنانے سے نشہ جلد آتا ہے۔ سوم (نقیر) اس کی تفسیر تو خود رسول اللہ ﷺ نے بیان کر دی کہ بانس یا کھجور کی جڑ کو کھوکھلا کر کے اس میں کھجور کی شراب بنائی جاتی تھی۔ چہارم (مزفت) جس برتن پر زفت چڑھایا گیا ہو بعض روایات میں بجائے مزفت کے مقیر آیا ہے یعنی جس برتن پر قیر چڑھا ہو۔ قیر اور زفت تقریباً ایک ہی قسم کی چیز ہے۔ (تارکول کی طرح ہوتا ہے)۔

اس منع کا مطلب یہ تھا کہ اس قسم کے برتنوں میں نبیذ بنا کر نہ پیا کرو۔ منع کی وجہ یہ تھی کہ ان برتنوں میں نبیذ میں جلد نشہ آجاتا ہے۔

وفد عبدالقیس کے ساتھ جارود بن العلاء آئے تھے وہ نصرانی تھے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں ایک حق دین پر ہوں۔ لیکن میں اپنا دین آپ کے مقابلہ میں ترک کر دیتا ہوں۔ کیا آپ ضمانت لیتے ہیں کہ آپ کا دین میرے دین سے بہتر ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں اس بات کا ضامن ہوں کہ جس کی طرف میں بلاتا ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس پر تم ہو۔ وہ مسلمان ہوگئے۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ انہوں نے اس کے بعد حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ سواری عنایت فرمایئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ واللہ میرے پاس سواری نہیں ہے جو تم کو دوں۔ تب انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! راستہ میں لوگوں کے بھلائے ہوئے اونٹ ہیں کیا یہ ہوسکتا ہے کہ میں اس پر سوار ہو کر اپنی جگہ پہنچ

Marfat.com

جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ آگ ہے یعنی ہرگز ایسا نہ کرو۔

وفد بنی حنیفہ

حضور ﷺ کی خدمت میں بنی حنیفہ کا وفد آیا اور اس میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ تو مسیلمہ کذاب نے کہا کہ اگر محمد اپنے بعد اپنا خلیفہ مجھے نامزد کر دیں تو میں ان کی اتباع کروں اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت آدمی آئے تھے۔ وہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو اس وقت حضور ﷺ کے پاس ثابت بن قیس ابن شماس تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک کھجور کی لکڑی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑہ مانگے تو میں یہ بھی نہ دوں گا اور حضور ﷺ نے فرمایا مجھ کو خواب میں جو خدا نے دکھایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ تو ہی ہے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں سونے کے دو ٹکڑے ہیں۔ آپ ﷺ پر وحی ہوئی کہ اس پر دم کرو۔ جب دم کیا تو وہ دونوں ٹکڑے غائب ہوگئے۔ آپ ﷺ نے اس کی تعبیر کی کہ دو کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے جن میں سے ایک مسیلمہ کذاب ہے اور دوسرا اسود عنسی تھا۔

وفد طی

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنی طی کا وفد آیا۔ اور اس میں زید الخیل تھے جو کہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ یہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا یہ سب مسلمان ہوگئے اور اچھے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جتنے عرب آئے میں نے ان کو اس فضیلت سے کم پایا جتنی فضیلت ان کی پہلے مجھ سے بیان کی گئی تھی۔ لیکن زید الخیل کی جو خوبیاں میں نے سنی تھیں اس سے ان کو زیادہ پایا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رکھا اور ان کے لئے زمین کا ایک قطعہ لکھ

Marfat.com

دیا۔ ان کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام کے آخر میں ہوا۔ ان کے دو لڑکے تھے مکنف اور حریث یہ دونوں مسلمان ہوئے۔ دونوں صحابی ہیں اور دونوں مرتدین کے مقابلہ میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اس میں شہید ہوئے۔

وفد کندہ

کندہ ایک قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کی جانب سے حضرت اشعث بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی ۸۰ یا ساٹھ ۶۰ سواروں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ یہ لوگ جب سواریوں سے اترے تو کنگھی کی، خوبصورت جبے پہنے جس کے اطراف میں ریشم کا کام تھا۔ سلاح آراستہ کیا۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے؟ سب نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمہاری گردنوں میں یہ ریشم کیوں ہے؟ اس پر سب نے ریشم چاک کر دیا۔

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ریشم مرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور گو بظاہر ریشم کا چاک کر دینا مال کا ضائع کرنا معلوم ہوتا ہے۔ مگر حرام سے بچنے کے لئے ایسا کرنا مال کا ضائع کرنا نہیں ہے۔

Marfat.com

تمرین

سوال: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتنے آدمی حج کے لئے روانہ ہوئے؟

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر کیا اعلان کیا؟

سوال: سورۃ النصر کب نازل ہوئی؟

سوال: وفد ثقیف نے جب نماز کی معافی کی درخواست کی تو کیا جواب ملا؟

سوال: وفد عبدالقیس کو کن چار کاموں کے کرنے اور کن چار کاموں سے منع فرمایا؟

سوال: مسیلمہ کذاب نے کیا مطالبہ پیش کیا اور کیا جواب ملا؟

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیل کی کس طرح تعریف فرمائی؟

سوال: وفد کندہ کے پہنے ہوئے ریشم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟

Marfat.com

وفد الاشعریین

حضور ﷺ کے پاس یمن کے الاشعریین کا وفد آیا۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اہلِ یمن آئے ہیں اور یہ دنیا کے لوگوں میں سب سے اچھے ہیں۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا۔ اور ہم لوگ یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ ساکت رہے۔ پھر اس نے پوچھا تب بھی آپ ﷺ ساکت رہے۔ تیسری دفعہ اس نے پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم لوگ بھی (اچھے ہو)۔ مگر دھیمی آواز سے۔ حضور ﷺ نے اہل یمن کو فرمایا کہ یہ لوگ رقیق القلب اور کمزور دل ہیں۔ ایمان یمن کا ہے اور حکمت یمن کی ہے۔ حضور ﷺ نے بنی تمیم سے کہا کہ تم کو بشارت ہے اے بنی تمیم! ان لوگوں نے کہا کہ بشارت تو آپ نے دی مگر کچھ عطا بھی تو فرمایئے۔ (بنی تمیم کا یہ جواب اس وجہ سے تھا کہ فی الواقع ان کا ایمان اب تک کامل نہ تھا یہ لوگ مولفۃ القلوب میں تھے)

حضور ﷺ کا چہرہ غصہ سے متغیر ہوگیا۔ اس کے بعد اہل یمن آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بشارت قبول کرو بنی تمیم نے قبول نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم قبول کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم دین سیکھنے آئے ہیں۔ اور حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے کیا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا اور خدا نے لوح میں ہر چیز لکھ دی ہے۔ اور یہ وفد یمن کے حمیر کا تھا۔

وفد ازد

صرد بن عبداللہ الازدی بنی ازد کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئے۔ اسلام قبول کیا اور اچھے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے اطرف میں جو مشرک قبائل ہیں ان سے جہاد کریں۔ اس کے بعد صرد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے۔ جرش اس وقت یمن کا ایک حصار بند محفوظ شہر تھا۔ اور وہاں یمن کے قبائل رہتے تھے۔ جب صرد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو خثعم کے لوگوں نے اہل جرش کو مسلمانوں کے آنے کی خبر دی اور سب نے شہر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت صرد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شہر کا محاصرہ کیا۔ ایک مہینہ تک یہ محاصرہ کیئے رہے اور وہ لوگ اندر سے مدافعت کرتے رہے۔

ایک مہینہ کے بعد حضرت صرد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے محاصرہ اٹھالیا اور وہاں سے روانہ ہوگئے۔ اہل جرش نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ پسپا ہو کر واپس جا رہے ہیں۔ اس لئے شہر سے نکل کر تعاقب کیا۔ ایک پہاڑ کے پاس جس کو شکر کہتے تھے یہ لوگ پہنچے تو حضرت صرد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور بری طرح قتل کیا۔

اس سے پہلے اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ دونوں اس وقت عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی عرصہ میں رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ شکر کس علاقہ میں ہے؟ اہلِ جرش نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کے متعلق کیا بات ہے جو آپ نے دریافت فرمایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہاں خدا کے ذبیحے قربان ہو رہے ہیں۔ ان دونوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورے سے دعا کی خواہش کی۔ حضور ﷺ نے دعا کی کہ خداوند تعالیٰ تمہاری قوم کو اس مصیبت سے بچا لے۔ یہ لوگ جب جرش واپس گئے تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی روز اسی وقت اہلِ جرش قتل کیے گئے تھے جس وقت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی

Marfat.com

تھی۔ اس کے بعد جرش کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور سب مسلمان ہوگئے۔

وفد بنی حارث بن کعب

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو بنی حارث بن کعب کی طرف نجران بھیجا۔ اور ان کو حکم دیا کہ قتال سے پہلے تین دفعہ اسلام کی دعوت دو۔ اگر قبول کرلیں تو تم بھی ان کے اسلام کو قبول کرلو اور نہ مانیں تو لڑائی کرو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر دو سواروں کو مقرر کیا۔ انہوں نے ہر طرف اعلان کیا کہ اے لوگو اسلام قبول کرو سلامت رہو گے۔ تو وہ سب مسلمان ہوگئے اور احکام اسلام کو قبول کرلیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ انہیں کے پاس ٹھہرے رہے۔ اور ان کو احکام الٰہی سکھاتے رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے اسلام کا حال لکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم چلے آؤ اور اپنے ساتھ ان کا وفد لیتے آؤ۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا جو وفد آیا اس میں یہ لوگ تھے قیس بن حصین ذی القصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن قراد، شداد بن عبداللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تم ایام جاہلیت میں اپنے دشمنوں پر کس وجہ سے غالب ہوجایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں اتحاد رکھتے ہیں لڑتے نہیں۔ اور ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے قیس بن حصین کو ان کا امیر مقرر کردیا۔ اور وہ شوال کے آخر میں یا ذیقعدہ میں واپس گئے۔ اس کے چار مہینہ بعد رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔

وفد ہمدان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت

Marfat.com

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اہل یمن کی طرف بھیجا تا کہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ چھ مہینہ تک اسلام کی دعوت دیتے رہے کسی نے قبول نہ کیا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو واپس بلایا مگر کہہ دیا کہ خالد کے ساتھیوں میں سے جو علی کے ساتھ رہنا چاہے وہ رہ جائے اس لئے میں رہ گیا۔ اس کے بعد جب ہم لوگ قوم کی طرف پہنچے تو وہ لوگ ہماری طرف نکلے ہم لوگوں نے نماز پڑھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امامت کی اور ہم سب ایک صف میں کھڑے ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا تو سارے کے سارے ہمدانی مسلمان ہوگئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے اسلام کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ خط سنا تو سجدہ میں گر گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا۔ السلام علی ہمدان۔ السلام علی ہمدان (ہمدان پر سلامتی ہو)۔

وفد مزینہ

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مزینہ کے چار سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر جب ہم نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! جاؤ ان کو راستہ کے لئے توشہ دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس تو اور کچھ نہیں ہے۔ تھوڑی سی کھجور ہیں اور میرا گمان نہیں ہے کہ وہ ان کے مناسب حال ہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر جاؤ اور ان کو زادِ راہ دو۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو لے کر اپنی جگہ گئے۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب کو اپنی چھت پر لے گئے جہاں وہ رہتے تھے۔ جب ہم داخل ہوئے تو دیکھا

Marfat.com

کہ بڑے اونٹ کی طرح کھجور کا ایک ڈھیر ہے۔ ساری قوم نے اپنی اپنی حاجت کے موافق اس میں سے لے لیا۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سب سے بعد میں نکلا۔ اور دیکھا کہ ایک کھجور بھی اپنی جگہ سے کم نہیں ہوئی تھی۔

یہ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے فتح کے روز مزینہ کا علم انہیں کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے اس وفد میں ان کا آنا اپنے اسلام کے لئے نہ تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض گھر ایمان کے ہیں اور بعض نفاق کے۔ آل مقرن کا گھر ایمان کا گھر ہے۔

وفد نجران

نجران کے نصاری کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آیا اس وفد کے لوگ عصر کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہوئے اور وہ ان لوگوں کی نماز کا وقت تھا اس لئے ان لوگوں نے اپنی نماز پڑھنی چاہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے چاہا کہ ان کو اس طریقہ کی نماز سے روکیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دو پڑھنے دو۔ اس کے بعد انہوں نے مشرق کی طرف رخ کر کے اپنے قاعدہ سے نماز ادا کی۔

اس وفد میں ساٹھ[60] سوار تھے جس میں چوبیس[24] ان کے شرفا اور معززین تھے۔ اور تین[3] اشخاص ایسے تھے کہ جن کے ہاتھوں میں وہاں کے سارے اختیارات تھے۔ ایک عاقب جس کا نام عبدالمسیح تھا۔ یہ شخص امیر قوم، صاحب الرائے اور صاحب مشورہ تھا۔ اہل نجران جو کام کرتے تھے وہ اس کے حکم اور مشورہ سے کرتے تھے۔ دوسرا شخص سید جس کا نام ایہم تھا۔ جماعت کی ترتیب اور سواری کا انتظام وغیرہ اس سے متعلق تھا۔ تیسرا شخص ابوحارثہ بن علقمہ تھا ان کے مذہب کا بڑا عالم اور امام تھا۔

Marfat.com

ابوحارثہ بنی بکر بن وائل کا شخص تھا۔ مگر نصرانیوں میں رہا۔ ان کی کتابیں پڑھیں۔ اور ان میں کمال حاصل کیا شاہان روم نصرانی تھے۔ ان کو جب اس کے مذہبی علم اور اجتہاد کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اس کی بڑی عزت کی اور خوب خدمت کی۔ اس کے لئے ایک کنیسہ (گرجا) بنوا دیا۔

یہ سب لوگ جب مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے تو ابوحارثہ نے راستہ میں ایک موقع پر اپنے بھائی کرز بن علقمہ سے یہ کہا تھا کہ خدا کی قسم یہ وہی نبی امی ہیں جن کا ہم لوگوں کو انتظار تھا۔ لیکن اگر اس بات کو ظاہر کر دوں تو یہ سب ہمارے خلاف ہوجائیں گے۔ کرز بن علقمہ نے اس بات کو اپنے ذہن میں رکھا اور جب مدینہ طیبہ پہنچے تو اسی بنا پر وہ مسلمان ہوگئے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس یہود اور نصاریٰ جمع ہوئے اور دونوں اس بات پر لڑنے لگے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا تھے؟ علماء یہود کہتے تھے کہ وہ یہودی تھے۔ اور نصاریٰ کہتے تھے کہ وہ نصرانی تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ﴾ (سورۃ آل عمران آیت: ۶۵)

ترجمہ: ”کہہ دو کہ اے اہل کتاب ابراہیم کے بارہ میں کیوں لڑتے ہو۔ ہم نے تو توریت اور انجیل دونوں ان کے بعد ہی نازل کی ہے۔“

انہیں آیات میں اس کے بعد خدا نے یہ بتایا کہ وہ نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی۔ وہ مسلم حنیف یعنی کفر وشرک سے اعراض کر کے اسلام کے لئے یکسو تھے اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ اور پیروی میں سب سے بہتر یہ نبی اور مؤمنین ہیں۔

Marfat.com

جب حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو علماء یہود میں سے ایک نے کہا کہ یا محمد! کیا آپ کی غرض یہ ہے کہ جس طرح نصرانی حضرت عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح ہم آپ کی پرستش کریں؟ پھر اس کے بعد نجران کے نصاریٰ نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ معاذ اللہ۔ یہ ناممکن ہے کہ خدا کے سوا اور کسی کی میں پرستش کروں۔ یا کسی کو غیر خدا کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ مجھ کو خدا نے اس لئے بھیجا نہ ایسا حکم دیا۔ پھر آیت نازل ہوئی:

﴿مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ﴾ (سورۃ آل عمران آیت: ۷۹)

ترجمہ: ”کسی شخص کے لئے جس کو اللہ نے کتاب، حکم اور نبوت عنایت کی ہو۔ یہ جائز نہیں ہے کہ لوگوں سے کہے کہ میرے بندے ہو جاؤ۔“

حضرت یونس رضی اللہ عنہ جو پہلے نصرانی تھے۔ پھر مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اس وفد کا پورا قصہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے اہلِ نجران کو یہ خط لکھا تھا:

﴿باسم اله ابراهیم واسحٰق ویعقوب اما بعد فانی ادعو کم الی عبادة اللّٰه من عبادة العباد. وادعو کم الی ولایة اللّٰه من ولایة العباد فان ابیتم فالجزیة. فان ابیتم فقد آذنتکم بحرب والسلام﴾

ترجمہ: ”(حضرت) ابراہیم (حضرت) اسحٰق اور (حضرت) یعقوب (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اما بعد

Marfat.com

میں تم کو بندوں کی عبادت سے خدا کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں۔
اور بندوں کی حکمرانی سے خدا کی حکمرانی کی طرف بلاتا ہوں اگر تم نے
اس سے انکار کیا تو تم پر جزیہ ہے اور اگر تم نے اس سے بھی انکار کیا
تو پھر لڑائی کی اطلاع دیتا ہوں والسلام۔"

یہ خط جب اسقف (پادری) کے پاس پہنچا تو وہ بہت مضطرب اور پریشان ہوا اور نجران کے ایک شخص شرجیل بن وداعہ کو بلایا۔ جو ہمدان کا رہنے والا تھا۔ اور ہر اہم بات میں سب سے پہلے اس سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ ایہم، سید، عاقب سب اس کے بعد تھے۔ اسقف نے اس کو رسول اللہ ﷺ کا خط دیا اور کہا کہ اے ابومریم! اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ایک نبی ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ وہی ہوں۔ میں نبوت کے بارے میں کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ یہ دنیا کا معاملہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اسقف نے عبداللہ بن شرجیل کو بلایا۔ یہ اہل نجران میں حمیر کا ایک بہت معزز شخص تھا۔ اس نے بھی وہی رائے دی۔ تب اسقف نے اس کے بعد جبار بن قیس کو بلایا۔ یہ بنی حارث بن کعب کا ایک معزز شخص تھا اور نجران میں رہتا تھا اس نے بھی وہی رائے دی۔

جب سب معززین کی متفقہ رائے معلوم ہوگئی تو اسقف نے حکم دیا کہ تمام اہل وادی جمع کئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے ہر جگہ ناقوس بجایا گیا جس سے فوراً تمام اہل وادی کو طلب کی خبر ہوگئی۔ اور سب آ کر جمع ہوگئے ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا گیا اور رائے دریافت کی گئی۔ اہل وادی نے آخر میں یہ بات مان لی کہ شرجیل بن وداعہ ہمدانی، عبداللہ بن شرجیل حمیری اور جبار بن قیس حارثی کو بھیجا جائے کہ وہ رسول اللہ سے مل کر ان کی پوری خبر لائیں۔

جب یہ وفد مدینہ طیبہ پہنچا تو سب نے سفر کا لباس اتار دیا۔ اور حبرہ کا حلہ

Marfat.com

پہنا جس کا دامن زمین پر گھسٹ رہا تھا اور سب نے سونے کی انگوٹھیاں پہنیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلاموں کا جواب نہ دیا۔ یہ بہت انتظار کرتے رہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے کوئی بات نہ کی۔ یہ سب بہت پریشان ہوئے۔ مدینہ طیبہ میں دو شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ لوگ جانتے تھے۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات جاہلیت کے زمانہ میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے۔

یہ لوگ ان دونوں حضرات سے ملے اور کہا کہ تمارے نبی نے ہمیں خط لکھا۔ اس پر ہم آئے ہیں۔ مگر نہ تو وہ ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں نہ کچھ کلام کرتے ہیں۔ اب ہم لوگ کیا کریں کیا واپس چلے جائیں؟ ان دونوں حضرات نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے حلہ اور انگوٹھیوں کو اتار دیں اور سفر کے لباس میں رسول اللہ ﷺ سے ملیں۔ چنانچہ وفد کے لوگوں نے یہی کیا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب بھی دیا اور باتیں بھی کیں۔

ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سے سوالات کئے اور حضور ﷺ نے ان کے جوابات دیئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک سوال یہ کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ تاکہ آپ کا خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہم قوم کو بتا سکیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ٹھہرو اس کے متعلق جو کچھ ہمیں بتایا جائے گا میں تم کو اس کی خبر دوں گا۔ دوسرے روز یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ

Marfat.com

قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۞ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ۞ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۞ ﴾ (سورۃ ال عمران آیت: ۵۹ تا ۶۱ پارہ ۳)

ترجمہ: ''عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال خدا کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی طرح ہے مٹی سے ان کو پیدا کیا پھر کہا کہ ہوجا تو ہوگئے۔ یہ حق ہے خدا کی جانب سے تو شک کرنے والوں میں نہ ہوجاؤ اور جب تمہارے پاس علم حق آگیا تو جو تم سے اس بارے میں لڑے تو اس سے کہو کہ آؤ ہم لوگ لائیں اپنی اولاد کو اور تمہاری اولاد کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اپنی ذات کو اور تمہاری ذات کو پھر مباہلہ کریں۔ اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت طلب کریں۔''

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو صفت خداوند پاک نے بیان کی اس کو قبول کرنے سے انہوں نے انکار کیا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے حکم کے موافق مباہلہ (ایک دوسرے پر لعنت کرنے) کی تیاری کی۔ دوسرے روز صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین کو گود میں لیا اور حسن کی انگلی پکڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت فاطمۃ الزہراء، اور ان کے پیچھے حضرت علی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

جب اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لئے تیار ہو کر تشریف لائے تو شرجیل ہمدانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اے عبداللہ بن شرجیل! اور اے جبار بن قیس تم کو معلوم ہے کہ سارے اہلِ وادی نے اس معاملہ کو ہم لوگوں کی رائے پر چھوڑ

Marfat.com

دیا ہے؟ اور خدا کی قسم ہمارے سامنے ایک امر عظیم ہے۔ اگر یہ شخص خدا کا نبی اور نبی مرسل ہے اور ہم نے اس کے ساتھ ملاعنت (ایک دوسرے پر لعنت کرنا) کر لی تو ہم میں کوئی ناخن اور بال برابر بھی باقی نہ رہے گا۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ پھر تمہاری کیا رائے ہے کیا کیا جائے؟ شرحبیل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اس معاملہ کو انہیں کی رائے پر چھوڑ دیا جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص ہرگز بے انصافی کا حکم نہ کرے گا۔ دونوں نے کہا کہ تم کو اختیار ہے یہ کر سکتے ہو۔ اس کے بعد شرحبیل حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں ملاعنت سے بہتر صورت آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ شرحبیل نے کہا کہ میں آپ ہی کو حکم تسلیم کرتا ہوں۔ اس وقت سے شام تک اور ساری رات صبح تک آپ کو موقع ہے۔ اس درمیان میں آپ جو حکم دیں گے وہ ہم سب لوگ قبول کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اقرار تو کرتے ہو مگر ممکن ہے کہ جو لوگ تمہارے ساتھ نہیں ہیں وہ تمہاری مخالفت کریں۔ شرحبیل نے کہا کہ اس کو آپ میرے ساتھیوں سے دریافت کیجئے۔ شرحبیل کے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ اہل وادی کے انکار و اقرار کا مدار شرحبیل کی رائے پر ہے جس بات کو یہ قبول کر لیں گے اس کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا اس کے بعد حضور ﷺ لوٹ گئے اور ملاعنت نہ ہوئی۔

دوسرے روز صبح کے وقت حضور ﷺ نے ان کے لئے یہ عہد نامہ لکھوایا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحریر ہے جو محمد نبی اور خدا کے رسول نے نجران کے لئے لکھی ہے جب کہ ان کا حکم ہو گیا وہاں کے تمام کھجور پر ہر زرد اور ہر سفید و سیاہ پر اور ہر رقیق و غلام پر۔ انہوں نے اہلِ نجران پر احسان کیا اور یہ ساری چیزیں ان کو چھوڑ دیں اس شرط پر کہ وہ دو

Marfat.com

ہزار (۲۰۰۰) حلہ ہر سال ادا کریں۔ ایک ہزار (۱۰۰۰) ہر رجب میں اور ایک ہزار (۱۰۰۰) ہر صفر میں۔ ہر حلہ ایک اوقیہ کا اور اوقیہ پر جو زیادتی یا کمی ہو وہ حساب میں محسوب ہوگی۔ دُرّہ۔ گھوڑا۔ اونٹ یا جو چیز ان سے لی جائے گی وہ اسی حساب میں۔ اور اہل نجران پر میرے قاصد کے رہنے کا انتظام لازم ہوگا۔ اور کوئی قاصد ایک مہینہ سے زیادہ نہیں رکے گا۔ اگر یمن میں کوئی نزاع پیش آجائے تو اہل نجران پر لازم ہوگا کہ وہ تیس ۳۰ درع۔ تیس ۳۰ گھوڑے۔ اور تیس ۳۰ اونٹ بطور عاریت دیا کریں گے اور جو چیزیں عاریۃً ہوں گی ان میں سے کوئی چیز ہلاک یا ضائع ہو تو اس کا ضمان میرے آدمی پر لازم ہوگا جب تک ادا نہ کر دے۔"

"اور اہلِ نجران کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی ذات، دین، زمین، اموال ملت اور اراضی، سب کو امن ہے۔ ان لوگوں کو جو حاضر ہیں اور ان کو جو غائب ہیں چاہے ان کے قبیلہ کے آدمی ہوں یا ان کے متبعین ہوں۔ اور شرط یہ ہے کہ جس حالت میں وہ ہیں اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے ان کے حقوق میں سے کسی حق کو بدلا نہ جائے۔ نہ ان کے اساقفہ میں سے کسی اسقف (پادری) بدلا جائے نہ رہبانو میں سے کسی راہب کو بدلا جائے اور جو قلیل و کثیر ان کے ہاتھوں میں ہے اس میں تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ وہ جاہلیت کے کسی اشتباہ میں ماخوذ نہ ہوں گے جاہلیت کے کسی خون کا کوئی مطالبہ ان سے نہ ہوگا کوئی ان پر حملہ نہ کرے گا۔ کوئی فوج ان کی زمین میں داخل نہ ہوگی۔ ان میں سے کوئی شخص اگر حق کا مطالبہ کرے تو ظالم و مظلوم کے درمیان

Marfat.com

انصاف ہوگا۔ اگر کوئی صاحب وجاہت ان میں سے ربوا (سود) کھائے تو میرا ذمہ اس سے بری ہے۔ ان میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کے ظلم کی وجہ سے ماخوذ نہ ہوگا اور ان تمام باتوں پر جو اس صحیفہ میں ہیں خدا کا جوار اور محمد رسول اللہ ﷺ کا ذمہ ہے حتیٰ کہ خدا کا حکم آجائے۔"

اس پر ابوسفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف، اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے دستخط کئے۔

یہ تحریر جب مکمل ہوئی اور وہ لوگ اس کو لے کر واپس ہوئے تو اسقف اور نجران کے معززین ایک روز کی مسافت تک ان کے استقبال کو آئے۔ اسقف کے ساتھ اس کا ایک بھائی تھا۔ جس کا نام بشر بن معاویہ تھا اور کنیت ابوعلقمہ تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ کا خط اسقف کو دیا گیا۔ اور سب اس خط کو دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ آرہے تھے۔ ایک موقع پر اسقف نے کہا کہ واللہ یہ نبی مرسل ہیں۔ یہ سن کر بشر بن معاویہ نے اپنے اونٹ کو مدینہ طیبہ کی طرف پھیر کر زور سے ہنکایا۔ اسقف نے بہت پیچھا کیا اور روکتا رہا مگر یہ نہ رکے مدینہ طیبہ میں آکر دم لیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو کر یہیں رہے حتیٰ کہ ایک غزوہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

توضیح

حضور ﷺ نے ہرقل، مقوقس، نجاشی اور دوسرے اہل کتاب وغیر اہل کتاب کو جتنے خطوط بھیجے سب کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی جب کہ اس خط کے ابتدائی الفاظ حضور ﷺ کی سیرت اور عادت کے خلاف ہیں۔ ممکن ہے کہ راوی نے الفاظ محفوظ نہ کئے ہوں۔

Marfat.com

مباہلہ

مباہلہ کا لغوی معنی ہے ایک دوسرے پر لعنت کرنا اس لئے جو مخالف مجادِل اور معاند ہو۔ براہین اور حجج کا اس پر اثر نہ ہو تو اس سے مباہلہ کیا جا سکتا ہے۔ خدا نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ اس کے لئے تیار ہوئے مگر مباہلہ ہوا نہیں۔ اور بظاہر اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ایک دفعہ اپنے مخالفین کو مباہلہ کی دعوت دی تھی اور امام اوزاعی نے بھی حضرت سفیان ثوری کو رفع یدین کے مسئلہ میں مباہلہ کی دعوت دی تھی۔

ربوا

حضور ﷺ نے اہل نجران کے عہد نامہ میں شرط لگائی کہ اگر تم میں سے کسی نے ربوا (سود) کھایا تو میرا ذمہ نہ رہے گا ظاہر یہ ہے کہ اہل نجران کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کوئی ذمی ربوا کا کاروبار نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو عقد ذمہ باقی نہیں رہتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ذمی کو شرعی احکام کے ماننے پر مجبور کیا جائے۔ بلکہ اس لئے ربوا خود ان کے مذہب میں بھی حرام ہے۔

خوراک و عاریت

اہل نجران سے حضور ﷺ نے یہ شرط لگائی کہ میرے قاصدوں کا انتظام وغیرہ تمہارے ذمہ ہوگا اور آپ ﷺ نے یہ بھی شرط لگائی تھی کہ ضرورت کے وقت تیس ۳۰ درع، تیس ۳۰ گھوڑے۔ اور تیس ۳۰ اونٹ ہمیں عاریۃً دینا ہوں گے اس سے ثابت ہوا کہ اگر ضرورت ہو تو امام ایسی شرط بھی لگا سکتا۔ عقدِ ذمہ کے بعد جو مال کفار سے حاصل ہوتا ہے وہ جزیہ ہے۔ اور جزیہ کے مصارف قرآن پاک میں

Marfat.com

مقرر ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ قاصدوں کو جو خوراک وغیرہ کفار سے اس شرط کے موافق ملے گی اس کا حکم وہ نہ ہوگا۔ وہ جزیہ کے مصارف میں تقسیم نہ ہوگی بلکہ وہ قاصدوں کے لئے مخصوص ہوگی۔ اور عاریت کی چیزیں جنگ میں استعمال کے بعد بعینہٖ ذمیوں کو واپس کر دی جائیں گی۔

فروۃ الجذامی کے قاصد کی آمد

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ فروہ بن عمرو الجذامی ثم النفاثی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا قاصد بھیجا۔ اپنے اسلام کی خبر دی۔ اور سفید بغلہ ہدیہ بھیجا۔ یہ فروہ معان میں تھے اور روم کی طرف سے عرب شام کے اس تمام علاقہ کے عامل تھے جو معان کے اطراف میں تھا۔ جب روم کو ان کے اسلام کی خبر ہوئی تو ان سب نے ان کو طلب کیا اور گرفتار کر کے قید کیا۔ اور پھر اس کے بعد فلسطین کے ایک مقام عفراء میں سولی دی اور فروہ رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت کہا تھا:

بلغ سراۃ المسلمین بانني

سلم لربي اعظمي ومقامي

ترجمہ: ''مسلمانوں کے لشکروں تک میری یہ بات پہنچا دو کہ میرے اعضاء و جوارح میرے رب کے حوالے کر دیئے گئے۔''

ضمام بن ثعلبہ کی آمد

بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ اپنے اونٹ پر مسجد کے دروازہ تک آئے۔ اتر کر اونٹ کو دروازے سے باندھ دیا اور خود اندر آ گئے۔ حضور ﷺ وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے جاتے ہی پوچھا کہ تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے؟ حضور ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا کہ ابن عبدالمطلب میں ہوں۔ کہا کہ محمد (ﷺ)؟ فرمایا کہ "ہاں" کہا کہ اے ابن عبدالمطلب! میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور سوال میں ذرا سختی ہوگی آپ ناراض نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں ناراض نہ ہوں گا جو چاہتے ہو پوچھو۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جو آپ کا معبود ہے۔ آپ کے اہل کا معبود ہے۔ ان سب کا معبود ہے جو آپ سے پہلے تھے۔ اور ان سب کا معبود ہے جو آپ کے بعد آئیں گے کیا واقعی آپ کو اللہ نے ہم لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا "اللھم نعم" یعنی ہاں۔ کہا کہ تب میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جو آپ کا معبود ہے آپ کے اہل کا معبود ہے۔ ان کا معبود ہے جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان کا معبود ہے جو آپ کے بعد آئیں گے۔ کیا یہ حکم آپ کو اللہ نے دیا ہے کہ ہم صرف اسی کی پرستش کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں؟ اور ان تمام بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء پرستش کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "اللھم نعم" یعنی ہاں۔ اس کے بعد وہ اسلام کے ایک ایک فریضہ کے متعلق قسم دے کر اس طرح پوچھتے گئے۔

جب ضمام بن ثعلبہ ان سوالات سے فارغ ہوئے تو کہا "اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ" یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کہا کہ میں ان تمام فرائض کو ادا کروں گا جن کا آپ نے حکم دیا ہے اور ان باتوں سے بچوں گا جن سے آپ نے منع کیا ہے اور اپنی طرف سے نہ کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا۔ یہ کہہ کر حضور ﷺ کے پاس سے نکلے تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر اس زلفوں والے نے اپنی بات کو سچ ثابت کیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ ضمام بن ثعلبہ سفید سرخ آمیز رنگت کے تھے اور ان کی زلفیں تھیں۔

Marfat.com

یہ باہر آئے اپنے اونٹ کو کھولا اور روانہ ہوگئے۔ جب اپنی قوم میں پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے۔ وہاں پہلی بات جو انہوں نے کہی تھی وہ یہ تھی کہ لات اور عزیٰ کو برا کہا۔ سب نے کہا کہ ضمام یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کہیں برص، جنون یا جذام نہ ہوجائے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا برا ہو یہ سب تو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ اپنی کتاب بھیجی ہے۔ اور تم لوگوں کو ان برائیوں سے پاک کرنا چاہتا ہے جن میں تم مبتلا تھے۔ "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله" میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں ان کے پاس سے تمہارے پاس ان احکام کو لے کر آیا ہوں جن کا وہ حکم کرتے ہیں یا جن سے وہ منع کرتے ہیں اس کے بعد شام بھی نہ ہونے پائی تھی کہ قبیلہ کے سارے مرد و عورت مسلمان ہوگئے۔ کسی قبیلہ کے وفد میں کوئی آنے والا شخص حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے افضل ثابت نہ ہوا کیونکہ ان کی دعوت پر پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

تمرین

سوال: حضور ﷺ نے اہل یمن کی تعریف میں کیا فرمایا؟

سوال: وفد بنی حارث کے آنے کی وجہ کیا بنی؟

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جب یہود و نصاریٰ کا اختلاف ہوا تو کون سی آیت کریمہ نازل ہوئی؟

سوال: مباہلہ کسے کہتے ہیں؟

سوال: حضرت ضمام بن ثعلبہ نے واپس آ کر قوم کو کیسے دعوت دی؟

Marfat.com

وفد تجیب

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ تجیب کے تیرہ ۱۳ آدمی حاضر ہوئے۔ اور اپنے ساتھ مویشی اور اموال کے صدقات جو ان پر فرض تھے وہ خود لے کر آئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے اموال میں اللہ تعالیٰ کا حق تھا وہ ہم آپ کے پاس لے آئے ہیں۔ حضور ﷺ ان سے بہت خوش ہوئے لیکن فرمایا کہ اس کو واپس لے جاؤ اور اپنے ہی یہاں کے فقراء پر تقسیم کرو۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس وہی مال لائے ہیں جو وہاں کے فقراء پر تقسیم کرنے کے بعد بچا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ان کا یہ جواب سنا تو فرمایا کہ یا رسول اللہ عرب کا کوئی وفد ایسا نہیں آیا جیسا اس قبیلہ تجیب کا وفد۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہدایت خدا کے اختیار میں ہے۔ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے قلب میں ایمان کے لئے انشراح پیدا کر دیتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ باتیں پوچھیں جو حضور ﷺ نے ان کے لئے لکھ دیں۔ اس کے بعد پھر انہوں نے قرآن اور سنت کے متعلق کچھ سوالات کئے۔ اس سے اور بھی ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو رغبت پیدا ہوئی اور آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کی ضیافت بہت اچھی طرح کریں۔ وہ بہت کم ٹھہرے اور جلد واپس جانا چاہا۔ کہا گیا کہ اس قدر عجلت کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ جلد واپس جا کر اپنی قوم کو رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کا حال اور تعلیمات کی کیفیت سنائیں۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان کو بدلہ اور زادِ راہ اس سے زیادہ دیا جتنا عموماً وفود کو دیا کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کوئی تم میں سے باقی تو نہیں رہا؟ ان

Marfat.com

لوگوں نے کہا کہ ایک نوجوان ہے جو ہم سب میں چھوٹا ہے اس کو سواری اور اسباب کے پاس چھوڑ دیا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو بلوایا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بنی ابذی کا آدمی ہوں۔ میرے ساتھیوں کی حاجت تو آپ نے پوری کر دی۔ اب میری حاجت بھی پوری کر دیجئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میری حاجت اور طرح کی ہے۔ میرے ساتھی بھی گو اسلام کی رغبت سے آپ کی خدمت میں آئے اور اپنے صدقات لے کر آئے۔ مگر میں تو صرف اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے مغفرت کی دعاء کردیں۔ اور خدا سے سوال کریں کہ وہ مجھ پر رحم کرے۔ اور میرے دل کو غنی کر دے۔ یہ سن کر حضور ﷺ اس لڑکے کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا کی:

﴿اللهم اغفر له وارحمه واجعل غناه فی قلبه﴾

ترجمہ: ”اے اللہ اس کو بخش دیں اوراس پر رحم فرمائیں اور غنا کو اس کے دل میں بھر دیں۔“

پھر اس کو بھی اس کے ساتھیوں کی طرح تحائف دیئے گئے اور یہ سب رخصت ہو کر روانہ ہو گئے۔

حجۃ الوداع کے ایام میں بنی ابذیٰ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے منیٰ میں ملے۔ حضور ﷺ نے ان سے اس لڑکے کا حال پوچھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے ایسی قناعت کرنے والا شخص نہ دیکھا نہ سنا اس کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی اس کے سامنے ساری دنیا تقسیم کرے تو وہ اس طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد جب یمن میں اِرتداد پھیلا

Marfat.com

تو اسی لڑکے نے اپنی قوم کو سنبھالا اور ان میں کا ایک بھی مرتد نہ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس لڑکے کی حالت برابر دریافت کیا کرتے تھے۔ اور زیاد بن لبید کو لکھا تھا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔

مدارج کا اعتبار

حضور ﷺ کی ساری سیرت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے حسنِ سلوک میں بھی ہمیشہ مدارج کا لحاظ رکھا ہے۔ مخلص اور منافق متقی اور غیر متقی کے ساتھ آپ ﷺ ایک طرح کا سلوک نہیں کرتے تھے اور نہ اس کو پسند کرتے تھے۔ سارے وفود قبائل کی طرف سے اسلام قبول کرنے کے لئے آتے تھے مگر ان کے ساتھ سلوک ان کے مدارج اور خلوص کے اعتبار سے ہوتا تھا۔ تجیب کے وفد کا خلوص اور اسلام کی طرف ان کی رغبت جب ان کے اعمال اور سوالات کے ذریعہ معلوم ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان کو تحائف بھی زیادہ دیئے اور زادِ راہ بھی اوروں سے زیادہ دیا رسول اللہ ﷺ کی سنت یہی ہے کہ حسنِ سلوک میں تقویٰ اور خلوص کے مدارج کا لحاظ رکھا جائے۔ متقی اور فاسق دیندار اور بے دین کے برتاؤ میں فرق کیا جائے جس کا عنداللہ راجح ہونا معلوم ہے اس کو دنیا کے برتاؤ میں بھی ترجیح دینا دین کی محبت کی دلیل ہے۔

وفد بنی سعد ہذیم

ابونعمان اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت سارے عرب پر رسول اللہ ﷺ کا اثر قائم ہوگیا تھا۔ دو طرح کے آدمی تھے ایک وہ جنہوں نے رغبت سے اسلام قبول کیا تھا دوسرے وہ جو تلوار کے خوف سے تابع ہوگئے تھے۔

Marfat.com

ہم لوگ جب مدینہ آئے تو شہر کے باہر ٹھہرے۔ وہاں سے پھر مسجد کی طرف آئے۔ دروازے پر پہنچے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد کے اندر جنازہ کی نماز پڑھا رہے تھے۔ ہم نماز میں یہ سمجھ کر شریک نہ ہوئے کہ ابھی نہ رسول اللہ ﷺ سے ملے ہیں نہ بیعت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر جب واپس ہوئے تو ہم لوگوں کو دیکھا۔ پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ بنی سعد ہذیم۔ پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ کیا تم اپنے بھائی کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے؟ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے سمجھا کہ جب تک آپ کی بیعت نہ کر لیں اور مسلمان نہ ہوجائیں یہ جائز نہیں ہے۔ فرمایا کہ تم جہاں بھی مسلمان ہوئے مسلمان ہو۔ اس کے بعد ہم سب نے اسلام پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور لوٹ کر اپنی جگہ آئے۔ مگر اسباب کی حفاظت کے لئے وہاں ایک لڑکے کو چھوڑ دیا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے پھر بلایا۔ ہم اپنے ساتھی کو لے کر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بھی اسلام پر بیعت لی۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ تو ہم سے چھوٹا ہے اور ہمارا خادم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹا قوم کا خادم ہوتا ہی ہے۔ خدا اس کو برکت دے۔

اس کے بعد جب ہم لوگ واپس آئے تو وہ لڑکا ہمیشہ بھلائیوں میں ہم سے بڑھا رہتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اسی کو ہم سب پر امیر مقرر کر دیا تھا۔ وہی ہم سب کی امامت کرتا تھا۔ اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت تھی۔

جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا۔ تو حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے ہم میں سے ہر شخص کو کئی کئی اوقیہ چاندی دی۔ ہم جب وہاں سے لوٹ کر اپنی قوم میں آئے تو خدا نے ساری قوم کو اسلام نصیب کیا۔

Marfat.com

وفدِ بنی فزارہ

رسول اللہ ﷺ جب تبوک سے لوٹے تو آپ ﷺ کی خدمت میں بنی فزارہ کا وفد آیا۔ اس میں بیس؍ سے کم آدمی تھے۔ انہیں میں خارجہ ابن حصین اور حسن بن قیس بن حصین بھی تھے۔ یہ سب بنت الحارث کے مکان میں ٹھہرے اور اسلام کا اقرار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے علاقے کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارے علاقے تباہ ہوگئے۔ ہمارے مویشی ہلاک ہوگئے ہمارے باغات ویران ہوگئے اور ہمارے عیال سوک کر کانٹا ہوگئے۔ خدا سے دعاء کیجئے کہ پانی برسائے اور اپنے رب سے میری سفارش کیجئے۔ اور چاہیئے کہ آپ کا رب آپ سے میری سفارش کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر خرابی ہو۔ یہ تو نے کیا کہا؟ میں تو اپنے خدائے بزرگ و برتر سے تمہاری سفارش کروں گا۔ مگر وہ کون ہے؟ جس کے پاس خدائے ذوالجلال سفارش کرے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کی عظمت و جلال سارے آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اس حماقت اور گمراہی کے کلام پر خدا بھی ہنستا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا خدا بھی ہنستا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے خدا کو ہرگز نہ چھوڑو جو ہنستا ہے اس جملہ پر حضور ﷺ کو بھی ہنسی آگئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔ دعا میں آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ یہاں تک بلند کئے کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہوگئی۔ استسقاء کے لئے جو اس وقت آپ ﷺ نے دعا کی اس کے یہ الفاظ محفوظ ہیں:

﴿اللھم اسق بلادک وبھائمک. وانشر رحمتک.

Marfat.com

واحی بلادک المیت اللھم اسقنا غیثاً مغیثاً مریحاً مریعاً طبقاً واسعاً عاجلاً غیر اجلٍ نافعاً غیر ضارٍ. اللھم سقیا رحمۃ لا سقیا عذابٍ ولا ھدمٍ ولا غرقٍ ولا محق.

اللھم اسقنا الغیث وانصرنا علی الاعداء﴾

ترجمہ: ”اے اللہ شہروں اور چوپایوں کو سیراب فرما دیجئے۔ اور اپنی رحمت کو وسیع فرما دیں اور بنجر زمین کو زرخیز بنا دیں۔ اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرما دیں جو موسلا دھار اور راحت پہنچانے والی اور سبزہ اگانے والی اور عمومی اور وسعت والی اور جلد آنے والی اور بغیر نقصان پہنچائے نفع پہنچانے والی ہو۔ اے اللہ رحمت والی بارش عطا فرمائیں اور عذاب اور مکانات گرانے والی اور ڈبونے والی اور آبادیوں کے نام ونشان مٹانے والی نہ ہو۔ اے اللہ ہمیں موسلا دھار بارش سے سیراب فرما دیں اور دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما دیجئے۔“

وفدِ بنی اسد

بنی اسدؓ کے دس آدمیوں کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں وابصہ بن معبد اور طلحہ بن خویلد بھی تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے بولنے والے نے حضور ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم نے خود توحید اور رسالت کی شہادت دی۔ اور یا رسول اللہ ہم خود آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ نے ہم لوگوں کے پاس اپنا آدمی نہیں بھیجا۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ محمد بن کعب القرظی نے کہا کہ اللہ پاک نے انہیں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

﴿يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكَ اَنْ هَدَاكُمْ لِلْاِيْمَانِ. اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ (سورۃ الحجرات آیت نمبر:۱۴)

ترجمہ: ''وہ لوگ آپ پر احسان کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ کریں۔ بلکہ یہ تم پر خدا کا احسان ہے کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی کی۔''

ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عیافت۔ کہانت۔ اور ضرب الحصٰی کے بارے میں دریافت کیا حضور ﷺ نے ان سب سے منع کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ جاہلیت کے ایام میں ہم لوگ یہ سب کیا کرتے تھے۔ ایک بات اور باقی رہ گئی ہے اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ حضور نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ کہا خط یعنی تحریر۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو کسی نبی کی تعلیم ہے اس سے بہتر علم اور کیا ہوگا۔

نوٹ: (۱) عیافۃ: عربوں کا قاعدہ تھا پرندوں کے نام، پرندوں کی آواز اور ان کے اڑنے کی سمت اور طریقہ سے فال لیا کرتے تھے۔ یہ ان میں کثرت سے رائج تھا۔ اور ان کے اشعار میں اس کا ذکر بہت آتا ہے۔ اور خاص بنی اسد کے متعلق بھی معتبر روایتوں میں اس کا ذکر آتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے منع کر دیا۔

(۲) کہانت: غیب کی اور آئندہ پیش آنے والی باتوں کی خبر دریافت کرنے کا شوق عربوں میں بہت تھا۔ بہت سے کاہن تھے جو گول گول باتیں اس طرح بتایا کرتے جیسا واقعہ ظاہر ہوتا اس کے مطابق اس عبارت کی تطبیق ہوجاتی تھی اور لوگ ان کو ہر حال میں سچا سمجھتے تھے۔ ان میں بعض بڑے بڑے مشہور کاہن

Marfat.com

تھے۔ جیسے الشق اور سطیح وغیرہ۔ حضور ﷺ نے کاہنوں کے پاس جانے اور سوال کرنے سے منع کر دیا۔ اور کہانت کو غلط اور فریب قرار دیا۔

(۴) ضرب الحصی سے مراد شاید بیع الحصٰی ہے۔ ایامِ جاہلیت میں ایک قسم کی بیع (خرید و فروخت) یہ تھی کہ کوئی قیمت مقرر کر کے مشتری (خریدنے والا) کنکری مارتا تھا جس چیز میں کنکری لگ جائے اس کی بیع ہوجاتی تھی۔ یا زمین کی بیع میں یہ ہوتا تھا کہ مشتری کنکری پھینکتا تھا جہاں تک وہ کنکری جاتی تھی وہ مشتری کی زمین ہوجاتی تھی۔ اس بیع سے حضور ﷺ نے منع کر دیا۔

وفدِ بھراء

واقدی کریمہ بنت المقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی ماں ضباعۃ بنت الزبیر ابن عبدالمطلب نے ان سے بیان کیا کہ یمن کے قبیلہ بھراء کا وفد آیا تو اس میں تیرہ ۱۳ آدمی تھے۔ وہ لوگ اپنی سواریوں پر ہی مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے دروازہ تک آئے۔ اس وقت ہم سب لوگ اپنے گھروں میں تھے جو بنی جذیلہ میں تھے۔ مقداد نکل کر گئے مرحبا کہا اور ان کو وہاں اتارا۔ اس کے بعد آئے اور ایک بڑے پیالہ میں حیس تھا (حیس ایک کھانا ہوتا تھا جو کھجور، چربی، اور ستو ملا کر پکاتے تھے۔ اور کبھی ستو کی بجائے اقط یعنی جما ہوا دودھ ڈالتے تھے) جو ہم لوگوں نے اپنے لئے پکایا تھا وہ لے گئے۔ ان لوگوں نے اس کو سیر ہو کر کھایا اور پیالہ واپس آیا تو اس میں کچھ باقی رہ گیا تھا۔ کہتی ہیں کہ جو رہ گیا تھا اس کو ہم نے ایک چھوٹے پیالہ میں جمع کر کے اپنی لونڈی سدرۃ کی معرفت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ اس وقت حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تھے۔ پوچھا کہ کیا ضباعہ نے بھیجا ہے؟ سدرۃ نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا رکھو پھر آپ ﷺ نے مہمانوں کا حال پوچھا۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور ﷺ نے اور جو لوگ وہاں موجود تھے سب نے سیر ہو کر اس سے کھایا اور سدرۃ نے بھی کھایا اور اس میں کچھ بچا رہا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے مہمانوں کے لئے لے جاؤ۔ سدرۃ کہتی ہیں کہ ہم اس کو لے گئے اور جب تک مہمان مقیم رہے وہی ان کے پاس آتا جاتا رہا اور کم نہ ہوا۔ مہمانوں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابومعبد! تم نے ایسا لذیذ کھانا ہمیں کھلایا کہ یہاں کے علاوہ کبھی ایسا مرغوب کھانا ہم نے نہیں کھایا۔ ابومعبد رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ یہ لذت رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کی وجہ سے ہے سب مسلمان ہوگئے اور سب کو رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا یقین ہوگیا۔ پھر ان لوگوں نے چند روز قیام کیا۔ فرائض سیکھے۔ تب رخصت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرچ مرحمت فرمایا جیسا کہ وفود کو دیا کرتے تھے اور وہ لوگ روانہ ہوگئے۔

وفدِ عذرہ

صفر ۹ھ میں بارہ[۱۲] آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس میں حمزہ بن النعمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ ان کے بولنے والے نے کہا کہ ہم لوگ بنوعذرہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرحبا اہلاً وسہلاً۔

سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو شام کی فتح کی بشارت دی اور خبر دی کہ ہرقل اس ملک سے بھاگ جائے گا۔ حضور ﷺ نے ان کو کاہن کے سوال سے منع کیا۔ اور وہ بتوں کے نام پر مختلف ذبائح اور قربانیاں کرتے تھے اس سے منع کیا۔ اور حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا اور کسی طرح کا ذبیحہ نہ کرو۔ وہ لوگ چند روز رملہ کے مکان میں ٹھہرے پھر چلے گئے جاتے وقت ان کو حضور ﷺ نے خرچ اور زادِ راہ دیا جیسے وفود کو دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

وفدِ بلی

ربیع الاول ۹ میں قبیلہ بلی کا وفد آیا۔ رویفع بن ثابت البلوی رضی اللہ عنہ چونکہ ان کی قوم سے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرایا اور پھر اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ میری قوم کے لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرحبا ہے تم کو اور تمہاری قوم کو۔ اس کے بعد وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "**الحمد الله الذی هداكم للاسلام فكل من مات علی غير الاسلام فهو فی النار**" (یعنی خدا ہی کے لئے ساری تعریفیں ہیں کہ جس نے تم کو اسلام کی ہدایت دی پس ہر وہ شخص جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مرا وہ جہنمی ہے)۔

ان میں ایک شخص ابوالضبیب شیخِ وفد تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو ضیافت کی بڑی رغبت ہے۔ تو کیا اس میں میرے لئے کوئی اجر ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہر اچھا کام جو تم کروغنی کے لئے ہو یا فقیر کے لئے وہ صدقہ ہے (یعنی اگر غریب کو کھلاؤ گے تو صدقہ کا ثواب ملے گا اور اگر مالدار کو کھلاؤ گے تو اکرام مسلم کا ثواب ملے گا) تب انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضیافت کی مدت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن۔ اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے۔ اور مہمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس کے بعد تمہارے یہاں ٹھہرا رہے اور تم کو حرج پہنچائے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میدان اور جنگلوں میں گم شدہ بکری بھیڑ وغیرہ ملتی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہاری ہوگی یا تمہارے بھائی کی یا بھیڑیئے کی۔ پوچھا اور گم شدہ اونٹ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تم نہیں لے سکتے۔ اس کو چھوڑ دو تا کہ اس کا مالک تلاش کر لے۔

Marfat.com

رویفع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ لوٹ کر میرے مکان پر آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ ان کے لئے کھجور لے کر آئے اور دے گئے۔ وہ لوگ تین روز اس کے بعد رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو زادِ راہ وغیرہ دیا تب اپنے بلاد کی طرف لوٹ گئے۔

ضیافت کا حکم

ابوالضبیب رضی اللہ عنہ کے سوال اور رسول اللہ ﷺ کے جواب سے معلوم ہوا کہ مہمان کو تین دن سے زیادہ میزبان کے یہاں ٹھہرنا حلال نہیں ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اگر میزبان کو اس سے حرج واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔

گم شدہ بکری

بکری اور دیگر گری ہوئی چیزوں کے پائے جانے کی صورت میں اعلان و تشہیر کے بعد اگر مالک کے ملنے کی امید نہ ہو تو اصل مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور اگر خود مستحق ہو تو خود بھی رکھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

وفد ذی مرہ

حضور ﷺ کی خدمت میں ذی مرہ کا وفد آیا۔ اس میں تیرہ ۱۳ آدمی تھے۔ اور ان کے سردار حارث بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کی قوم اور قبیلہ میں سے ہیں۔ ہم لوی بن غالب کی اولاد ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر تبسم فرمایا۔ اور حارث سے پوچھا کہ تم نے اپنے اہل کو کہاں چھوڑا؟ کہا کہ مقام سلاح میں حضور ﷺ نے دریافت کیا کہ تمہارے بلاد کی کیا حالت ہے؟ کہا یا رسول اللہ! خشک سالی سے تباہ ہیں۔ جانوروں کے سر میں مغز باقی نہیں رہا۔ ہم لوگوں کے لئے خدا سے دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

﴿اللهم اسقهم الغيث﴾

ترجمہ: ”اے اللہ انہیں بارش سے سیراب فرما۔“

وہ لوگ چند روز مقیم رہے جانے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ سے رخصت ہونے کے لئے آئے۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو ان میں سے ہر شخص کو دس اوقیہ چاندی دی اور حارث بن عوف رضی اللہ عنہ کو بارہ اوقیہ۔ یہ لوگ لوٹ کر اپنے وطن گئے تو دیکھا کہ وہاں پانی برسا ہے اور علاقہ سرسبز ہے۔ دریافت کیا کہ پانی کب برسا تو معلوم ہوا کہ اسی روز پانی برسا تھا جس روز رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی تھی۔

وفدِ خولان

شعبان ۱۰ھ میں خولان کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس میں دس آدمی تھے انہوں نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے۔ ہم نے اونٹوں پر سفر کیا۔ سخت و نرم زمین پر چلے اور سفر کی تمام تکلیفیں برداشت کیں صرف اس لئے کہ آپ کی زیارت کریں۔ یہ خدا اور خدا کے رسول کا ہم پر احسان ہے کہ ہم کو یہ توفیق ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفر کی تکلیفوں کا جو تم نے ذکر کیا سو اللہ پاک نے تمہارے اونٹوں کے ہر قدم کے بدلہ تمہارے لئے ایک نیکی لکھی ہے۔ اور جو تم نے میری زیارت کا ذکر کیا سو جس نے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے عم انس کے بارے میں پوچھا۔ عم انس خولان کا بت تھا جس کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کو تو خدا نے بدل دیا اب تو ہم آپ کے لائے ہوئے احکام کے تابع

Marfat.com

ہیں۔ کچھ بوڑھے لوگ اس کے تابع رہ گئے ہیں ہم واپس جائیں گے تو اس کو بالکل منہدم کر دیں گے۔

انہوں نے پھر بیان کیا کہ یا رسول اللہ! ہم لوگ تو عم انس (بت) کی وجہ سے بڑے فتنہ میں مبتلا ہو گئے تھے بڑی سخت خشک سالی تھی تو ہم لوگوں نے ہمت کے مطابق مال جمع کیا اور ایک سو بیل خریدے اور سب کو ایک روز عم انس کے لئے قربانی کر کے چھوڑ دیا۔ اس کو درندے کھاتے رہے حالانکہ ہم لوگ درندوں سے زیادہ حاجت مند تھے۔ اتفاق یہ کہ دوسرے روز پانی برس گیا کہنے والے کہنے لگے کہ عم انس نے ہم پر انعام کیا۔

اور ان لوگوں نے ذکر کیا کہ ہماری قوم اپنے جانور اور کھیت میں ایک حصہ عم انس کا مقرر کرتی تھی اور ایک حصہ اللہ پاک کا۔ زراعت کرتی تو ایک طرف عم انس کا حصہ چھوڑ دیتی تھی اور ایک طرف اللہ پاک کا۔ کبھی ہوا پلٹتی تو اللہ پاک کا حصہ بھی عم انس کے لئے کر دیتی مگر عم انس کا حصہ اللہ پاک کے لئے کبھی نہ کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے متعلق میرے پاس خدا نے وحی بھیجی ہے:

﴿وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا الآيه﴾

(سورۃ الانعام آیت نمبر: ۱۳۶)

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشی میں اس کا ایک حصہ رکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہمارے خیال میں یہ حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔“

انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنے جھگڑوں میں عم انس کو حکم بناتے تھے تو وہ بولتا تھا اور فیصلہ کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم سے شیطان بولتا تھا۔

Marfat.com

اس کے بعد انہوں نے فرائض سیکھے۔ اور حضور ﷺ نے ان کو چند باتوں کی تاکید فرمائی کہ عہد کرو تو اس کو پورا کرو۔ ہمیشہ امانت ادا کرو۔ پڑوس کا پورا پورا خیال رکھو اور کسی پر کبھی ظلم نہ کرو "الظلم ظلمات یوم القیمة" (ظلم قیامت کے دن کی اندھیریاں ہیں) پھر جب وہ رخصت ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کو زاد راہ دیا وہ لوگ اپنی قوم میں گئے تو کمر کھولنے سے پہلے عم انس کو منہدم کیا۔

وفدِ محارب

حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ کی خدمت میں محارب کا وفد آیا۔ عربوں میں یہ لوگ بڑے شدید اور بداخلاق تھے۔ ابتداءِ اسلام میں جب حضور ﷺ قبائل میں گھوم کر اسلام پیش کر رہے تھے تو ان لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بڑی سختی کی تھی۔ اس وفد میں دس آدمی تھے اور اپنی قوم کی طرف سے نائب بن کر آئے تھے۔ ایک روز ظہر سے عصر تک یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر رہے تو ان میں سے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ نے پہچانا اور اس کو دیر تک غور سے دیکھتے رہے۔ جب محاربی نے اس طرح رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرف دیکھتے دیکھا تو پوچھا کہ یا رسول اللہ! شاید آپ میرے متعلق کچھ خیال فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شاید میں نے تم کو کہیں دیکھا ہے۔ محاربی نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم آپ نے مجھے دیکھا ہے اور گفتگو کی ہے اور میں نے آپ سے بڑی ہی قبیح گفتگو کی ہے۔ اور میں نے آپ کو عکاظ (بازار) میں بری طرح دھتکارا یہ اس وقت جب آپ قبائل میں گھوم کر اسلام پیش کر رہے تھے۔ اور اسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس وقت ہمارے ساتھیوں میں کوئی شخص ہم سے زیادہ آپ کا اور اسلام کا دشمن نہ تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے باقی رکھا میں نے آپ کی تصدیق کی۔ دوسرے لوگ جو اس وقت میرے ساتھ تھے وہ سب اپنے دین پر

Marfat.com

مر گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قلوب خدائے عزوجل کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ محاربی نے کہا کہ یا رسول اللہ! خدا سے دعا کیجئے کہ میری مغفرت کرے اور جو برتاؤ میں نے آپ کے ساتھ کیا ہے اس کو معاف کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کفر کی باتوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنے اہل کی طرف لوٹ گئے۔

وفدِ صُداء

۸ھ میں صداء کا وفد آیا۔ قصہ یوں ہے کہ جب جعرانہ سے حضور ﷺ واپس آئے تو مختلف اطراف میں آپ ﷺ نے گروہ روانہ کئے۔ اس وقت چار سو۴۰۰ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ ﷺ نے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت قناۃ کی طرف روانہ کی۔ ان کو ایک سفید علم دیا اور کئی سیاہ جھنڈیاں بھی دیں۔ اور ان کو یہ بھی حکم دیا کہ یمن کے علاقہ میں اس طرف بھی جائیو جہاں صداء ہیں۔ صداء کے ایک شخص کو لشکر کا اور اس حکم کا علم ہوا تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کی طرف سے آیا ہوں۔ آپ اپنے جیش کو واپس بلا لیجئے میں اپنی قوم کو لے کر خود خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو قناۃ سے واپس بلا لیا۔ اس کے بعد صدائی گئے اور اپنی قوم کے پندرہ۱۵ آدمیوں کو لے کر پھر حاضر ہوئے۔ یہ سب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ٹھہرے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب نے اسلام پر بیعت کی اور اپنی قوم میں اشاعت اسلام کا ذمہ لیا۔ جب یہ لوگ واپس ہوگئے تو ان میں اسلام خوب پھیل گیا اور حجۃ الوداع میں ان کے ایک سو۱۰۰ آدمی آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔

اور زیاد بن الحارث الصدائی جنہوں نے حضور ﷺ سے لشکر کی واپسی کی

Marfat.com

استدعا کی تھی وہ کہتے ہیں کہ جب میں اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اخو صداء تمہاری قوم تمہاری خوب اطاعت کرتی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! یہ خدا اور خدا کے رسول کا احسان ہے۔

یہ زیاد رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض سفر میں بھی رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے رات کے وقت سفر کیا۔ میں قوی آدمی تھا، اس لئے اور لوگ تو متفرق ہوجاتے تھے مگر میں برابر ساتھ رہتا تھا۔ چلتے چلتے صبح کا وقت آگیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اذان دو! میں نے اونٹ ہی پر اذان دی۔ اور پھر چلتے رہے۔ ایک جگہ حضور ﷺ اترے اور حاجت ضروریہ کے لئے گئے۔ جب واپس آئے تو پوچھا کہ تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں تھوڑا سا ہے۔ کہا کہ لاؤ! میرے پاس جو کچھ پانی تھا وہ میں نے آپ ﷺ کے برتن میں ڈال دیا۔ اتنے میں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آگئے۔ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی اس پر رکھی تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے بیچ سے چشمے کی طرح پانی نکل رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور فرمایا کہ اعلان کر دو کہ جس کو وضو کرنا ہو وہ آکر وضو کر لے! حتیٰ کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے آکر وضو کیا۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور چاہا کہ اقامت کہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اخو صداء نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے۔ تب میں نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔

یہی زیاد ابن الحارث الصدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے استدعا کرتا تھا کہ مجھ کو میری قوم کا امیر بنا دیجئے اور تحریر لکھ دیجئے تاکہ صدقہ وصول کر سکوں۔ حضور ﷺ نے مجھ کو امیر بھی بنا دیا اور تحریر بھی لکھ کر دے دی لیکن اس وقت جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے کھڑے ہو

Marfat.com

کر اپنے عامل کی شکایت کی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے امارت میں خیر نہیں ہے۔ پھر ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو صدقہ میں سے کچھ عنایت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کی تقسیم کو خدا نے نہ اپنے مقرب فرشتہ پر چھوڑا ہے نہ نبی مرسل پر۔ اس کے آٹھ حصے مقرر کر دیئے ہیں اگر تم ان میں سے ہو تو تمہیں دیں گے اور اگر تم غنی ہو تو یہ سر کا درد ہے اور پیٹ کی بیماری ہے۔

میں نے جب یہ دونوں باتیں سنیں تو کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کی تحریر حاضر ہے واپس لے لیجئے......! آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں؟ میں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے امارت میں خیر نہیں ہے اور میں مسلمان ہوں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ غنی کے لئے صدقہ سر کا درد اور پیٹ کی بیماری ہے اور میں غنی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بات وہی ہے جو میں نے کہی ہے اور تحریر واپس لے لی۔ پھر کہا کہ اچھا اپنی قوم کے کسی اور شخص کے بارے میں بتاؤ کہ جس کو عامل بناؤں۔ چنانچہ میں نے ایک شخص کا نام بتا دیا اور حضور ﷺ نے اسی کو عامل مقرر کر دیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگوں کا ایک کنواں ہے جس کا پانی سردیوں کے موسم میں سب کے لئے کافی ہو جاتا ہے مگر گرمیوں میں خشک ہو جاتا ہے اس لئے سب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں۔ اسلام ابھی ہم لوگوں میں بہت قلیل ہے اور منتشر ہونے میں (ارتداد کا) خطرہ ہے اس لئے ہم لوگوں کے کنویں کے لئے خدا سے دعا کیجئے! آپ ﷺ نے سات کنکریاں طلب کیں۔ ان کنکریوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر ملا اور پھر دے دیا اور فرمایا کہ خدا کا نام لے کر ایک ایک کنکری اس کنواں میں ڈال دیجیو۔ زیاد صدائی کہتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا اور اس کے بعد سے آج تک اس پانی کی گہرائی کا

Marfat.com

ہم کو اندازہ نہ ہوا۔

بعض مسائل

اس قصہ سے بعض مسائل پر روشنی پڑتی ہے اور بعض فوائد معلوم ہوتے ہیں جو مختصراً بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ سواری پر اذان جائز ہے جیسا کہ صدائی نے دی۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ فوج جب کوچ کی حالت میں ہو تو یہ جائز ہے کہ ایک مقام پر اذان کہی جائے اور اس کے بعد سفر جاری رکھا جائے۔ اور نماز آگے بڑھ کر کسی مقام میں پڑھی جائے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو روک دیا اور صدائی نے اذان کہی تھی انہیں کو اقامت کے لئے کہا اور یہ بھی فرما دیا کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔ مگر اس کے خلاف بھی جائز ہے۔

(۴) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص امارت کا سوال کرے اس کو امیر بنانا جائز ہے۔ حضرت زید بن الحارث الصدائی رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت چاہی اور حضور ﷺ نے ان کو امیر بنا دیا۔ اور یہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ایسے شخص کو اپنا عامل نہیں بناتا جو خود امارت کا خواہش مند ہو۔ اس لئے کہ جو شخص اپنی نفسانی خواہش کے لئے امارت چاہتا ہے وہ نہیں بنایا جا سکتا لیکن جو شخص مصالح عامہ اور خدمت خلق کے لئے محض نیک نیتی سے اس کی خواہش ظاہر کرے وہ یقیناً اس کا مستحق ہے۔ اور امام اس فرق کو دریافت کر سکتا ہے کہ اس کی نیت کیسی ہے۔

(۵) اس قصہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم عمال کی شکایت امام تک پہنچانا جائز

Marfat.com

ہے کیونکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک شخص نے کھڑے ہو کر اپنے عامل کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے نہ اس کو منع کیا اور نہ ہی ناراض ہوئے۔

(۶) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امارت اور ولایت کا ترک کرنا ایک مؤمن کے لئے اس کے قبول کرنے سے بہتر ہے جیسا کہ حضرت زیاد صدائی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ دینے کے قبل یہ جان لینا چاہئے کہ طالب مصرف صدقہ ہے یا نہیں۔ حضور ﷺ نے طالب صدقہ سے اسی لئے دریافت کیا۔

(۷) اس قصہ میں ایک معجزہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ کی انگلیوں سے چشمہ کی طرح پانی نکلا اور تھوڑا سا پانی اتنا زیادہ ہوگیا کہ لشکر کے تمام لوگوں نے اس سے وضو کیا۔ یہ معجزہ حضور ﷺ سے بہت دفعہ ظاہر ہوا ہے۔ مختلف مقامات میں اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا ہے۔ مگر ہر دفعہ یہ ہوا کہ پہلے سے تھوڑا پانی تھا۔ یا حضور ﷺ نے تھوڑا سا پانی کسی سے لیا اور اس میں ہاتھ دیا تو وہ اس کی برکت سے بہت زیادہ ہوگیا ایسا کبھی نہیں ہوا کہ خشک برتن سے پانی ظاہر ہوا ہو۔ مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر اس کی وجہ بیان کرنے میں ایک عجیب نکتہ لکھتے ہیں کہ مطلق پانی نہ ہونے کی صورت میں پانی کا پیدا کرنا تخلیق کی صفت ہے اور وہ صفت خدا کے لئے مخصوص ہے اور پانی میں زیادتی برکت ہے جو حضور ﷺ سے ظاہر ہوئی۔

Marfat.com

تمرین

سوال: وفدِ تجیب کے نوجوان نے اپنی کس حاجت کا اظہار کیا؟

سوال: حضور ﷺ مدارج کا اعتبار کس طرح فرماتے تھے؟

سوال: وفدِ بنی فزارہ کے لئے حضور ﷺ نے بارش کی دعا کس طرح فرمائی؟

سوال: عیافت۔کہانت اور ضرب الحصٰی کا کیا حکم ہے؟

سوال: وفدِ عذرہ کو کن چیزوں سے منع کیا گیا؟

سوال: ضیافت اور گم شدہ چیز کا کیا حکم ہے؟

سوال: وفدِ خولان کی مشقتوں کے بارے میں حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

سوال: بعض مسائل میں سے پانچ بیان کریں؟

Marfat.com

وفدِ غسان

غسان عربوں کا ایک بڑا اور زبردست قبیلہ تھا۔ یہ سب نصرانی تھے اور قیصر کی طرف سے عرب کے ایک علاقہ پر حکومت کرتے تھے۔ ۱۰ھ کے رمضان میں غسان کے تین آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے اور کہا کہ معلوم نہیں ہماری قوم قبول بھی کرے گی کہ نہیں۔ وہ تو اس بات کے خواہش مند ہیں کہ ان کا مالک باقی رہے اور قیصر کا تقرب حاصل رہے۔ بہرکیف حضور ﷺ جس طرح وفود کو اخراجات دیا کرتے تھے ان کو بھی دے کر رخصت کیا۔ یہ لوگ واپس گئے مگر ان کی قوم نے نہ ان کی باتیں سنیں اور نہ مسلمان ہوئے۔ یہ لوگ پوشیدہ مسلمان رہے۔ ان میں سے دو شخصوں کا انتقال ہوگیا اور دونوں مسلمان مرے۔ تیسرے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایام میں جب یرموک کی جنگ تھی اس وقت یرموک آئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور اپنے مسلمان ہونے کی خبر دی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

وفدِ سلامان

حضور ﷺ کی خدمت میں سلامان کا وفد آیا۔ اس میں سات آدمی تھے، سب مسلمان ہوئے اور انہیں میں حبیب ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز اپنے (مستحب) وقت پر ادا کرنا اور اس کے بعد طویل حدیث بیان کی ہے۔ ان لوگوں نے اس روز ظہر اور عصر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ حبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ظہر کے قیام سے عصر کی نماز ہلکی تھی۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے علاقے کی خشک سالی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے

Marfat.com

ان کے لئے پانی کے واسطے دعاء کی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تین روز قیام کیا برابر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ضیافت جاری رہی۔ جب رخصت ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہمیں نوازنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ہم میں سے ہر شخص کو پانچ اوقیہ دیا اور عذر کیا کہ آج ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اس سے زیادہ اور اس سے بہتر مال اور کیا ہوگا۔ اس کے بعد ہم لوگ اپنے علاقے میں آئے تو یہاں پانی برساتھا۔ اور معلوم ہوا کہ اسی روز برسا تھا جس روز رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی۔ یہ وفد ۱۰ کے شوال میں آیا تھا۔

وفدِ بنی عبس رضی اللہ عنہ

بنی عبس کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارے قراء نے ہمیں خبر دی ہے کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام مقبول نہیں ہے اور ہم لوگوں کے پاس اموال اور مویشی ہیں اور وہی ہماری معیشت ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے کہ اسلام بغیر ہجرت کے مقبول نہیں ہے تو ان سب کے رکھنے میں ہمارے لئے خیر نہیں ہے۔ ان سب کو بیچ کر ہم سب کے سب ہجرت کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاں رہو خدا سے ڈرتے رہو۔ پھر ان سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ خالد بن سنان کا کوئی شخص ہے یا نہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ کوئی نہیں صرف ایک لڑکی تھی مگر اسی پر ان کا سلسلۂ نسب ختم ہوگیا۔ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ وہ نبی تھے ان کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا۔

وفدِ غامد

۱۰ھ میں غامد کا وفد آیا۔ وہ دس آدمی تھے اور بقیع میں ٹھہرے تھے۔ پھر وہاں سے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور سواری و اسباب کے پاس

Marfat.com

اپنے ایک کم عمر آدمی کو چھوڑ دیا۔ وہ سو گیا اتنے میں ایک چور آیا اور ایک شخص کا تھیلا چرا کر لے گیا جس میں اس کے کپڑے تھے۔

یہ سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ سلام کیا اور اسلام قبول کیا۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو ایک تحریر دی جس میں احکامِ شریعت کی تعلیم تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم نے اپنے اسباب کے پاس کس کو چھوڑا ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں ایک کم عمر شخص ہے اس کو وہاں چھوڑا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ سو گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور ایک آدمی کا تھیلا اٹھا کر لے گیا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! تھیلا تو میرے سوا ان لوگوں میں سے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ تھیلا چور لے گیا تھا مگر پھر مل گیا اور اپنی جگہ آ گیا۔

یہ لوگ جلد اپنے مال کے پاس آ گئے۔ لڑکے کو دیکھا۔ حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہم نیند سے چونکے تو دیکھا کہ تھیلا نہیں ہے۔ تلاش میں نکلے۔ ایک آدمی کو کچھ دور دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس طرف چلے تو وہ ہم کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ ہم اس مقام پر پہنچے جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھا تو زمین کھدی ہوئی ہے اور اس میں وہی تھیلا تھا۔ ہم نکال کر لے آئے۔ سب نے کہا کہ بلاشبہ یہ رسول برحق ہیں۔ وہ لڑکا جو باقی رہ گیا تھا وہ بھی آ کر مسلمان ہو گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے ان سب کو قرآن پڑھنا سکھایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ جس طرح وفود کو زادِ راہ دیا کرتے تھے ان کو بھی دیا اور یہ سب اپنے بلاد کو واپس گئے۔

وفدِ ازد

سوید بن الحارث روایت کرتے ہیں کہ ہم سات آدمی اپنی قوم کی طرف سے

Marfat.com

ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے جب گفتگو ہوئی تو حضور ﷺ ہماری طرز اور روش سے بہت خوش ہوئے۔ اور پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم سب مؤمن ہیں۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ ہر قول کی کچھ حقیقت ہوتی ہے آخر تمہارے ایمان اور اس دعوے کی کیا حقیقت ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں۔ پانچ وہ جن پر آپ کے قاصد نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ اور پانچ وہ جن پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور پانچ خصلتیں وہ ہیں جو ایام جہالت سے اب تک ہم میں ہیں لیکن آپ اگر ان میں سے کسی کو برا سمجھیں تو ہم چھوڑ دیں گے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ کیا کیا ہیں؟ ہم نے کہا کہ جن پانچ پر ایمان لانے کا آپ کے قاصد نے حکم دیا وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں۔ اور اس بات پر ایمان لائیں کہ مرنے کے بعد انسان پھر اٹھایا جائے گا اور اس کے اعمال کا حساب ہوگا۔ جن پانچ پر عمل کا حکم دیا وہ یہ ہیں کہ ہم لا الہ الا اللہ کا اقرار کریں، نماز ادا کریں، زکوٰۃ دیں، روزہ رکھیں، اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کریں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ جو خصلتیں جہالت کے ایام سے تم میں ہیں وہ کیا ہیں؟ ہم نے کہا۔ "الشکر عندالرخاء، والصبر عندالبلاء، والرضاء بمرالقضاء، والصدق فی مواطن اللقاء، وترک الشماتة بالاعداء" یعنی جب اللہ فراغت دے تو شکر ادا کرنا، مصیبت کے وقت صبر کرنا، قضاءِ الٰہی پر راضی ہونا، مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہنا، دشمنوں کو گالی نہ دینا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی یہ تعلیم ہے وہ حکماء، علماء تھے ان کی سمجھ انبیاء کرام کی سی تھی اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں پانچ خصلتیں اور بتاتا ہوں تاکہ بیس پوری ہوجائیں۔ "لا تجمعوا مالا تاکلون. ولا تبنوا مالا تسکنون. ولا تنافسوا فی شئ انتم عنه غداً تزولون. واتقواالله الذی الیه ترجعون.

Marfat.com

وارغبوا فی ماعلیہ تقدمون وفیہ تخلدون" یعنی وہ چیزیں جمع نہ کرو جو تم کھاؤ گے نہیں، وہ عمارت نہ بناؤ جس میں تم رہو گے نہیں، ایسی چیز کے لئے لڑائی نہ کرو جس سے کل تم جدا ہو جاؤ گے، خدا سے ڈرو جس کی طرف تم کو جانا ہے، اس چیز کی رغبت کرو جس کی طرف تم کو جانا ہے اور جس میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔

وفد بن المنتفق

لقیط بن عامر۔ اور ان کے ایک ساتھ نہیک بن عاصم بن مالک بن المنتفق ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے۔ لقیط بن عامر کہتے ہیں کہ ہم جب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور کچھ اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو علم غیب نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مفاتیح غیب (علم غیب کی کنجیاں) خدا کے قبضہ میں ہیں، پھر آپ ﷺ نے ان پانچ چیزوں کو بتایا جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اس کے بعد موت اور حشر ونشر کے متعلق بہت سی باتیں بتائیں۔ لقیط کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے جسم کے ریزے ریزے ہو جائیں گے۔ ہوا، بلا، اور درندے اس کو کہیں سے کہیں منتشر کر دیں گے تو خداوند کریم ہمارے اجزاء کو پھر جمع کیوں کرے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو یہ بات خدا کی دی ہوئی نشانیوں سے سمجھاتا ہوں۔ ایک سرسبز زمین درخت اور پودوں سے بھری رہتی ہے مگر پھر اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ تم سمجھنے لگتے ہو کہ یہ زمین اب کبھی زندہ اور شاداب نہ ہو گی۔ اس کے بعد خداوند کریم پانی برسا دیتا ہے۔ اور وہی زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور تمام درخت اور پودے نکل آتے ہیں تو جو خداوند کریم گھاس او. پودوں کے اجزاء کو جمع کرتا ہے وہ تمہارے منتشر اجزاء کو جمع کرنے پر بھی ویسا ہی

Marfat.com

قادر ہے۔ تم لوگ اپنی قبروں سے نکلو گے اور خداوند کریم کے سامنے حاضر ہوں گے۔ وہ تم کو دیکھے گا اور تم اس کو دیکھو گے۔ لقیط کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہوگا؟ ہماری تعداد تو اتنی ہے کہ اس سے ساری زمین بھر جائے گی اور خدا کی ایک ذات ہے پھر کیونکہ وہ ہم سب کو دیکھے گا اور ہم سب اس کو دیکھیں گے؟ فرمایا کہ سورج اور چاند کو ساری دنیا ایک ساتھ دیکھتی ہے اسی طرح وہ سب کو ایک ساتھ دیکھتے ہیں۔ یہی ایک مثال سمجھ لو۔ تب لقیط نے پوچھا کہ جب ہم خدا کے سامنے ہوں گے تو خدا ہمارے ساتھ کیا کرے گا یا رسول اللہ ﷺ؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے حشر کی کیفیت، اس روز مؤمن اور کافر کا حال، اعمال کے حساب کا طریقہ، صراط سے گزرنے کا حال، حوضِ کوثر کی صفت اور اس روز خداوند کریم کے جلال و جبروت کی حالت کی تفصیل بیان کی۔ لقیط نے پوچھا کہ ہماری نیکی اور برائی کا بدلہ کیوں کر ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک نیکی کا بدلہ دس اور ایک برائی کا بدلہ ایک، لیکن (ہوسکتا ہے) اس کو بھی خداوند کریم معاف کر دیں۔ لقیط کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنت و دوزخ کیا ہے؟ فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور کسی دو دروازوں میں ستر برس کی راہ سے کم کا فاصلہ نہیں ہے اور جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ اور کسی دو دروازوں میں ستر برس کی راہ سے کم کا فاصلہ نہیں ہے۔ لقیط کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جنت میں کیا ہے؟۔ فرمایا کہ عسلِ مصفی (شہد) کی نہریں ہیں اور شراب کی نہریں ہیں جس سے نہ دردِ سر ہو نہ ندامت، دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ کبھی متغیر نہیں ہوتا، ماء غیر آسن ہے یعنی ایسا پانی جو کبھی خراب نہیں ہوتا، ہر قسم کے میوے ہیں، پاک بیبیاں ہیں، اور ہر طرح کی بھلائیاں ہیں جن کی مثال نہیں ہوسکتی۔ تب پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی بیعت کس بات پر کریں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ نماز کے قائم کرنے پر، زکوۃ کے

Marfat.com

ادا کرنے پر اور اس بات پر کہ کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گے۔ لقیط نے کہا کہ کیا مجھ کو مشرق و مغرب میں اختیار ہوگا؟ اتنا سن کر حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور سمجھا کہ میں ایسی شرط لگا رہا ہوں جو ناممکن ہے۔ پھر جب میں نے وضاحت کی کہ جہاں چاہوں جاؤں، اپنے نفس اور اپنے ارادہ کے سوا اور کوئی روک نہ ہو؟ جب یہ کہا تو حضور ﷺ نے پھر ہاتھ پھیلایا فرمایا کہ ہاں تم کو یہ اختیار ہوگا کوئی روک نہ ہوگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے گزشتہ لوگوں کے نجات و عدم کا حال، انبیاء متقدمین علیہ السلام اور ان کی قوم کی حالت، قریش بنی عامر اور دوس کے متقدمین کا ذکر کیا۔

وفدِ نخع

نخع یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس قبیلہ کا وفد نصف محرم ۱۱ھ میں آیا اور یہ سب سے آخری وفد تھا، اس میں دو سو آدمی تھے۔ سب آ کر دارالضیافت میں ٹھہرے پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اقرار کیا کیونکہ یہ لوگ پہلے ہی حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔

ان لوگوں میں ایک شخص زرارہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس سفر میں عجیب عجیب خواب دیکھے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا کہ نعمان ابن المنذر بالی اور زیورات پہنے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عرب کا ملک ہے جو اپنی بہترین شکل وصورت کی طرف لوٹا ہے اور اس کی اچھی زینت ہوئی ہے۔

زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور ہم نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت بڑے لمبے بال والی زمین سے نکلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عرب کے سوا

Marfat.com

دوسرے ملکوں کی حالت ہے۔

انہوں نے کہا کہ اور ہم نے دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی ہے اور وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ فتنہ ہے جو آخر میں ظاہر ہوگا۔ پوچھا کہ فتنہ کیا یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور مسلمان آپس میں خونریزی کریں گے۔ ایک مسلمان کا قتل کرنا دوسرے مسلمان کو پانی پینے سے زیادہ مرغوب ہوگا۔ اگر تمہارا بیٹا پہلے مر گیا تو تم اس فتنہ کو دیکھو گے اور اگر تم پہلے مر گئے تو تمہارا بیٹا دیکھے گا۔ حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! دعاء کیجئے کہ اللہ تعالیٰ یہ فتنہ ہمیں نہ دکھائے۔ حضور ﷺ نے دعاء کی کہ اے اللہ ان کو فتنہ نہ دکھا۔ چنانچہ ان کا کچھ دن کے بعد انتقال ہوگیا لیکن ان کا بیٹا امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مخالفین کے ساتھ تھا۔

تمرین

سوال: وفد بن عبس نے ہجرت کے بارے میں کیا عذر کیا اور حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

سوال: وفد ازد کی اچھی خصلتیں کیا تھیں؟

سوال: وفد بنی المنتفق نے کیا سوال کیا اور کیا جواب ملا؟

سوال: زرارہ بن عمرو کے آخری خواب کی کیا تعبیر بتلائی گئی؟

Marfat.com

ہجرت کا دسواں سال

اس سال دو اہم واقعے ہوئے۔

(۱) حجۃ الوداع: اس سال آپ ﷺ خود حج کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ایسی باتیں فرمائیں جیسے وداع (رخصت) کرنے والا کرتا ہے لہٰذا یہ حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ آپ ﷺ کے حج کی خبر سن کر مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے۔ ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔

(۲) آپ ﷺ کا وصال: ربیع الاول میں آپ ﷺ نے سفرِ آخرت اختیار فرمایا۔

کتاب حجۃ الوداع

۱۰ھ میں آپ ﷺ نے حج ادا کیا۔ یہ آپ ﷺ کا آخری حج تھا۔ اور ہجرت کے بعد یہی آپ ﷺ کا پہلا حج تھا۔ اسلام کی تکمیل، آخری وصیت، اہم اسلامی احکام کا اظہار اور بے شمار دوسرے فوائد کا تعلق حجۃ الوداع سے ہے۔ اس لئے ذرا وضاحت سے حجۃ الوداع کا ذکر کیا جا رہا ہے مگر حجۃ الوداع کو سمجھنے کے لئے اس سے پہلے حج وعمرہ کے متعلق چند فوائد کا ذکر مناسب ہے تا کہ اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے۔

حج وعمرہ

اقرار شہادت کے بعد اسلام کے چار عظیم الشان ارکان ہیں۔ ان میں سے ایک حج بھی ہے یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوۃ۔ حج تمام عمر میں ایک بار فرض ہے اور اس کا وقت شوال ذیقعد اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں اور عمرہ سنت موکدہ ہے اور سال کے ہر حصہ میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

نزدیک یوم عرفہ اور چار دن اس کے بعد اس سے مستثنیٰ ہیں کہ ان میں عمرہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔

حج میں احرام۔ وقوف عرفہ اور طواف زیارت فرض ہے اور وقوف مزدلفہ، سعی بین الصفا و المروہ رمی جمار، طواف صدر، آفاقی (مکہ مکرمہ سے باہر رہنے والوں کے لئے، اور حلق یہ سب واجب ہے لیکن عمرہ کے ارکان صرف دو ہیں طواف اور سعی۔ البتہ اس سے پہلے احرام شرط ہے اور حلق یا قصر اس کے بعد شرط ہیں۔ عمرہ میں وقوف عرفہ وغیرہ نہیں ہے۔

فقہاء کی اصطلاح میں حج کی تین قسمیں ہیں۔ قران، تمتع اور افراد یعنی حج کے ساتھ اگر عمرہ کی نیت بھی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ دونوں کے مناسک ایک ساتھ ادا کرنے کی نیت ہو تو قران ہے۔ اور دونوں کے مناسک علیحدہ علیحدہ ادا کرنے کی نیت ہو تو تمتع ہے اور حج کے ساتھ عمرہ نہ ہو تو افراد ہے۔

حج اسلام سے پہلے بھی کفار قریش بلکہ کفار عرب میں رائج تھا اور اسلام کے بعد جب تک حضور ﷺ مکہ میں رہے حج سے منع نہ فرمایا بلکہ ہجرت حبشہ کی روایتوں میں معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے حضور ﷺ کی تعلیمات کا ذکر کیا تو اس میں حج کا بھی ذکر کیا۔ البتہ جب تک آپ ﷺ مکہ میں تھے حج فرض نہ تھا۔

حضور ﷺ کا عمرہ

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے سوا اور کوئی حج ادا نہیں کیا اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ حجۃ الوداع ۱۰ھ میں ہوا۔ لیکن عمرہ آپ ﷺ نے چار مرتبہ کیا ہے۔ ایک حجۃ الوداع کے ساتھ اور تین اس سے پہلے۔ ایک عمرہ حدیبیہ، دوسرا عمرۃ القضا، تیسرا عمرہ جعرانہ۔ عمرہ حدیبیہ ۶ھ میں

Marfat.com

ہوا۔ آپ ﷺ عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھ کر روانہ ہوئے حدیبیہ تک پہنچے مگر کفار نے نہ جانے دیا اور آپ ﷺ مکہ میں داخل نہ ہوسکے اس لئے طواف و سعی جو عمرہ کے ارکان ہیں اس کو ادا نہ کر سکے۔ حدیبیہ ہی میں آپ ﷺ نے جانوروں کو نحر اور قربان کیا۔ اور حلق کرا کے احرام سے باہر ہوگئے خود حضور ﷺ بھی اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ احرام میں شریک تھے وہ بھی اسی طرح حلال ہوگئے۔ عمرۃ القضا حدیبیہ کے دوسرے سال اس شرط کے موافق جو کفار سے طے ہوئی تھی آپ ﷺ عمرہ کے لئے نکلے۔ اس دفعہ آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے مناسک کو ادا کیا۔ تین دن مکہ میں رہے پھر واپس چلے آئے۔ عمرہ جعرانہ۔ تیسری دفعہ فتح مکہ کی غرض سے آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔ اس دفعہ آپ ﷺ نے احرام نہ باندھا تھا۔ نہ عمرہ یا حج کی نیت کی تھی۔ تھوڑی سی جنگ کے بعد مکہ فتح ہوگیا تو آپ ﷺ وہیں سے حنین اور طائف کے غزوات کے لئے تشریف لے گئے۔ ان دونوں غزوات سے فارغ ہونے کے بعد جعرانہ میں آپ ﷺ نے غنیمت کا مال تقسیم کیا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ آئے۔ رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ اسی وقت عمرہ ادا کیا اور صبح ہونے سے پہلے ہی مکہ سے روانہ ہوگئے حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس عمرہ کا علم بھی نہ ہوسکا۔ چوتھا عمرہ حج کے ساتھ تھا۔

حج کب فرض ہوا

حج ۹ھ میں یا اس کے بعد فرض ہوا اور فرض ہونے کے بعد جیسا کہ تمام احکام الٰہی کے متعلق آپ ﷺ کی سیرت شاہد ہے فوراً آپ ﷺ نے حج ادا کیا۔

حضور کا حج کس قسم کا تھا

حج کی تین اقسام ہیں قرآن، تمتع، اور افراد لیکن علماء کا اس میں اختلاف ہے

Marfat.com

کہ حضور ﷺ کا حج کس قسم کا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الفاظ سے اس کی تعیین بہت مشکل ہے۔ احادیث صحیحہ بظاہر ہر طرف ہیں جس سے فیصلہ میں دقت واقع ہوتی ہے۔ لیکن غور کرنے کے بعد صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قران تھا۔ اور حضور ﷺ قارن تھے۔

روانگی کا دن

حضور ﷺ نے روانگی سے پہلے مدینہ طیبہ میں ممبر پر ایک خطبہ دیا۔ اس میں احرام کا قاعدہ اور محرم کے لباس وغیرہ کا حکم بیان کیا یہ خطبہ جمعہ کے روز تھا اس لئے کہ یہ ثابت نہیں ہے کہ اس خطبہ کے لئے یا ان مسائل کو بتانے کے لئے آپ ﷺ نے لوگوں کو کسی اور وقت جمع کیا ہو۔ لہٰذا جمعہ کے روز خطبہ میں حضور ﷺ نے ان باتوں کی لوگوں کو تعلیم دی اور اس کے بعد ہفتہ کے روز روانہ ہو گئے۔

مدینہ سے خروج

رسول اللہ ﷺ نے جب حج کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ میں حج کے لئے جاؤں گا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلنے کی تیاری کر لی یہ خبر جب اطراف مدینہ میں مشہور ہوئی تو ہر طرف سے لوگ یہ نیت کر کے چل پڑے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج ادا کریں گے۔ راستہ میں اتنی مخلوق کا اجتماع ہو گیا جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آپ ﷺ کے سامنے اور پیچھے دائیں اور بائیں جہاں تک نظر کام کر سکتی تھی آدمی آدمی نظر آتے تھے۔ حضور ﷺ نے پہلے خطبہ دیا جس میں احرام کا قاعدہ اور اس کے واجبات و سنن کی لوگوں کو تعلیم دی۔ روانگی کے روز چار رکعت نماز ظہر آپ ﷺ نے مسجد میں ادا کی۔ اس کے بعد سر میں تیل ڈالا اور کنگھی کی پھر ازار اور رداء مبارک پہن کر

Marfat.com

ظہر اور عصر کے درمیان آپ ﷺ مدینہ منورہ سے روانہ ہوگئے۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قیام کیا۔ (ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اہل مدینہ کا یہی میقات ہے) اور عصر کی دو رکعت نماز ادا کی یعنی نماز میں قصر کیا اور وہیں آپ ﷺ رات کو ٹھہر گئے مغرب اور عشاء کی نماز وہاں پڑھی اور دوسرے روز صبح اور ظہر کی نماز بھی آپ ﷺ نے وہیں ادا کی یعنی ذوالحلیفہ میں آپ ﷺ نے پانچ وقت کی نماز پڑھی۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سب ساتھ تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو خطمی اور شنان سے دھویا اور خوشبو لگائی۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احرام کے وقت خوشبو لگایا کرتی تھی اتنا کہ آپ ﷺ کے بالوں پر خوشبو کے نشان لگ جایا کرتے تھے جن کو گویا میں اس وقت دیکھ رہی ہوں۔ دارقطنی میں ہے کہ مشک جو آپ ﷺ کے سر اور داڑھی پر لگایا جاتا تھا وہ نمایاں ہوتا تھا اس کو آپ ﷺ دھوتے نہ تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ازار اور رداء پہنی۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ اور مصلیٰ ہی پر حج اور عمرہ کے لئے تہلیل کہی (تہلیل کا معنی لا الہ الا اللّٰہ" کہنا اور تسبیح پڑھنا) احرام سے پہلے ہی آپ نے تقلید کی یعنی بدنہ کے گلہ میں نعلین لٹکائے۔ اور اشعار کیا یعنی اونٹ کے کوہان کو داہنے جانب شق کیا جس سے خون بہنے لگا۔ نماز اور تہلیل کے بعد اونٹ پر سوار ہوئے، جب بیٹھ گئے تو پھر آپ ﷺ نے تہلیل کہی۔ بیداء کی بلندی پر جب اونٹ چلا تو پھر آپ ﷺ نے تہلیل کہی آپ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے:

﴿لبیک اللھم لبیک. لبیک لا شریک لک لبیک. ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''تیرے سامنے حاضر ہیں۔ اے اللہ! ہم تیرے سامنے حاضر ہیں۔ اے اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں۔ سب تعریف تیرے لئے ہے۔ نعمت تیری ہے ملک تیرا ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔''

حضور ﷺ تلبیہ بلند آواز سے کہتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیتے تھے کہ تلبیہ میں آواز بلند کرو۔ جس اونٹ پر آپ ﷺ سوار تھے اس پر ہودج (کجاوہ) وغیرہ کچھ نہ تھا۔ اس طرح آپکا اونٹ جا رہا تھا اور تلبیہ کہتے جا رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی اس طرح کہتا تھا۔کوئی کچھ کم کوئی زیادہ مگر آپ ﷺ نے کسی کو منع نہ کیا۔

روحاء

جب حضور ﷺ روحاء میں پہنچے تو ایک وحشی گدھا کسی کا ذبح کیا ہوا پڑا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو شاید اس کا مالک آئے گا۔تھوڑی دیر میں وہ آیا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو اس گدھے میں اختیار ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو تقسیم کر دو۔ (وحشی گدھے کا حکم دوسرے گدھے کی طرح نہیں بلکہ یہ جنگلی گدھا حلال ہے)۔

اثایہ

جب آپ ﷺ اثایہ میں پہنچے۔ (جو رویثہ اور عرج کے درمیان ایک جگہ ہے) تو دیکھا کہ ایک ہرن سایہ میں پڑا ہے جس کو کسی نے تیر مارا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ اس کے پاس کھڑا رہے جب تک سب لوگ آگے نہ بڑھ جائیں اور کسی کو اس کے پاس نہ جانے دے۔ ابن قیم زادالمعاد میں لکھتے ہیں کہ ان دونوں قصوں میں فرق یہ ہے کہ گدھا غیر محرم کا ذبح کیا ہوا تھا

Marfat.com

اس کے کھانے کی آپ ﷺ نے اجازت دی اور ہرن کے تیر مارنے والے کا حال معلوم نہ تھا کہ وہ محرم تھا یا غیر محرم اس لئے اس کے کھانے سے منع فرما دیا اور آدمی نگرانی کے لئے مقرر کر دیا۔ جو اس امر میں شدید احتیاط کی دلیل ہے۔

عرج

حضور ﷺ کے سامان اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامان کا اونٹ ایک ہی تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام کے ساتھ تھا۔ جب سب حضرات مقام عرج میں پہنچے تو غلام نہ آیا تھا حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب حضرات ایک جگہ بیٹھ کر غلام کا انتظار کرنے لگے۔ غلام کچھ دیر کے بعد آیا اور اس کے ساتھ اونٹ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اونٹ تو گم ہوگیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک اونٹ کی بھی تو حفاظت نہ کر سکا اور یہ کہہ کر اس کو مارنا شروع کیا۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ دیکھو یہ احرام میں ہیں اور کیا کر رہے ہیں حضور ﷺ نے صرف اتنا فرمایا اور تبسم فرمایا لیکن مارنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منع نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ غلام وغیرہ کو تنبیہ وغیرہ کے لئے مارنے کی گنجائش ہے۔

ابواء

اس کے بعد حضور ﷺ جب ابواء میں پہنچے تو صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے حمار وحشی کی ران آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کی۔ آپ ﷺ نے قبول نہ فرمائی۔

Marfat.com

مقام سرف

حضور ﷺ جب مقام سرف میں پہنچے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایام مخصوص شروع ہوگئے اور وہ احرام کی حالت میں تھیں۔ حضور ﷺ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ دریافت کیا پھر فرمایا کہ حج کے تمام افعال حاجیوں کی طرح ادا کرو۔ البتہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتی ہو۔

ذی طویٰ و مکہ

وہاں سے حضور ﷺ روانہ ہوئے اور ذی طویٰ پہنچے۔ اتوار کی شب کو وہاں ٹھہرے چار تاریخیں ذی الحجہ کی گزر چکی تھیں۔ صبح کی نماز حضور ﷺ نے وہیں پڑھی۔ غسل کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ثنیۃ العلیا کی طرف سے جوحجون کی طرف بلندی پر ہے آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور سیدھا مسجد تشریف لے گئے۔ ضحیٰ کے وقت یعنی جب سورج بلند ہو چکا تھا مسجد میں داخل ہوئے باب بنی عبد مناف سے جس کو اب باب بنی شیبہ کہتے ہیں حضور ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور جب مسجد پر آپ ﷺ کی نظر پڑتی تھی تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے تھے:

﴿اللھم انت السلام و منک السلام حینا ربنابالسلام اللھم زدھذا البیت تشریفاً وتعظیماً وتکریماً ومھابة. وزد من حجه واعتمره تکریماً وتشریفاًو تعظیماً﴾

"اے اللہ تیرے لئے سلامتی ہے۔ اور تیری طرف سے سلامتی ہو۔ اے رب ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ: اے اللہ! اس گھر کی عظمت شرف، عزت اور آبرو زیادہ کر اور جو اس گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے

Marfat.com

تو اس کی عزت اس کا شرف عظمت اور بھلائی کو زیادہ کر۔"

سعید بن المسیب نے یہ دعا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ مسجد میں جب حضور ﷺ داخل ہوئے تو طواف کیا جب حجرِ اسود کے سامنے حضور ﷺ تشریف لے گئے تو استلام کیا اور طواف کیا۔ طواف کے درمیان یا میزاب کے پاس یا پشت کعبہ کی طرف یا باب کے سامنے یا ارکان کے سامنے کوئی معین دعاء حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ رکنین کے سامنے البتہ آپ ﷺ نے یہ دعاء کی ہے:

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (سورۃ بقرہ آیت: ۲۰۱)

"اے رب ہمیں دنیا کی بھلائی عطا کر۔ اور آخرت کی بھلائی عطا کر۔ اور جہنم کے عذاب سے بچا۔"

طواف کے وقت تین شوط (چکر) میں آپ ﷺ نے رمل کیا۔ یعنی قدم نزدیک نزدیک اور جلد جلد رکھتے تھے۔ اور چار شوط میں بلا رمل یعنی معمولی چال سے چلے۔ ہر دفعہ جب حجرِ اسود کے سامنے جاتے تھے تو مِجن سے اشارہ کرتے تھے اور مِجن کے سرے کو بوسہ دیتے تھے۔ مِجن آپ کا ایک عصا تھا جس کا سرا ٹیڑھا تھا۔ حجر اسود کا استلام کبھی آپ ﷺ نے عصا کے ذریعہ کیا ہے کبھی ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو بوسہ دیا ہے۔ کبھی لب مبارک کو حجر اسود پر رکھ کر بوسہ دیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ کبھی رکن یمانی کا استلام بھی آپ ﷺ نے کیا ہے۔

جب طواف سے حضور ﷺ فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آئے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استلام کیا اور سامنے کے دروازہ سے صفا کی جانب روانہ ہوئے۔ قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی:

Marfat.com

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ (سورۃ بقرہ آیت: ۱۵۸)

ترجمہ: ''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

صفا پر پہنچنے کے بعد قبلہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا:

﴿لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير. لا اله الا الله وحده. وانجز وعده. ونصر عبده. وهزم الاحزاب وحده﴾

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔
اسی کا ملک ہے اسی کے لئے حمد مخصوص ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔
کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔
اپنے بندہ کی مدد کی اور ساری جماعتوں کو تنہا شکست دی۔''

یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد معمولی چال سے مروہ کی جانب چلے۔ جب بطن وادی میں آپ ﷺ کا قدم ٹھہرا تو وہاں سے سعی کی۔ یعنی تیز چلے۔ جب وادی ختم ہوئی اور مروہ پر چڑھنے لگے تو پھر معمولی چال سے چلے۔ حضور ﷺ کو دیکھنے کے لئے صفا پر بڑا مجمع ہوگیا تھا حتیٰ کہ عورتیں اپنے گھروں سے نکل آئیں تھیں اور حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے لوگ ہر طرف کہتے تھے کہ وہ محمد (ﷺ) ہیں۔

جب حضور ﷺ مروہ پہنچے تو وہاں بھی قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر کہی اور تمجید یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی اور جس طرح صفا پر آپ ﷺ نے دعائیں پڑھی تھیں یہاں بھی پڑھیں۔ اس کے بعد صفا کی طرف روانہ ہوئے۔ اس طرح سات مرتبہ آپ ﷺ نے سعی کی۔ وادی میں جس مقام سے جہاں تک آپ ﷺ نے سعی کی تھی یعنی تیز چلے تھے۔ ان دونوں مقامات پر نشانیاں بنا دی گئی

Marfat.com

ہیں جس کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔ آخری سعی آپ ﷺ کی باتفاق مروہ پر تمام ہوئی۔ یعنی صفا سے مروہ تک ایک۔ پھر مروہ سے صفا تک دوسری اس طرح سات مرتبہ کیا۔

کچھ عنوانات (فسخ الحج وغیرہ) کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اصح السیر مفصل ملاحظہ فرمائیں)۔

تمرین

سوال: حضور ﷺ نے کتنے حج کیے؟

سوال: حضور ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟

سوال: حضور ﷺ حج کے لئے کس دن روانہ ہوئے؟

سوال: تلبیہ کے الفاظ کیا تھے؟

سوال: حضور ﷺ نے مسجدِ حرام پر نظر پڑنے پر کیا دعا پڑھی؟

سوال: صفا پر پہنچ کر کیا پڑھا؟

سوال: سعی کتنے چکر پر مشتمل ہوتی ہے؟

Marfat.com

حج کا بقیہ حال

مروہ سے اتر کر حضور ﷺ نے مکہ سے باہر قیام فرمایا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ تک آپ ﷺ کے ساتھ وہیں رہے۔ اتوار، سوموار، منگل، بدھ یہ چار روز آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا اور اس درمیان میں برابر نماز قصر ادا کرتے رہے۔ جمعرات کے روز یعنی آٹھ ذی الحجہ کو صبح کے وقت سورج بلند ہونے کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ جو لوگ حلال ہوگئے تھے انہوں نے یہیں سے ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا۔ احرام کے لئے یہ لوگ مسجد نہ گئے بلکہ مکہ سے باہر ہی احرام باندھا۔ منیٰ میں پہنچ کر آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور رات کو وہیں رہے۔ یہ جمعہ کی رات تھی۔ پھر جمعہ کے روز سورج طلوع ہوا تو ضب کے راستہ سے عرفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تلبیہ کہتے تھے اور بعض تکبیر۔ آپ ﷺ سن رہے تھے مگر کسی کو منع نہ فرمایا۔ عرفات کے مشرقی جانب اس وقت ایک بستی جس کا نام نمرہ تھا، آپ ﷺ کے حکم سے وہیں قبہ نصب ہوا تھا، اسمیں آپ ﷺ اترے۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد آپ ﷺ کی ناقہ قصوی آئی۔ اس پر سوار ہوئے اور وہاں سے عرفہ کے بطنِ وادی میں آئے۔ اور وہاں اونٹ ہی پر وہ خطبۂ عظیمہ ارشاد فرمایا جو اسلام کی سب سے بڑی دولت ہے۔

عرفہ کا خطبہ

اس خطبہ میں حضور ﷺ نے اسلام کے قواعد کو محکم اور پکا کیا۔ کفر اور جاہلیت کے قواعد کو ختم کیا اور اس خطبہ میں آپ ﷺ نے اس حرمت کی تقریر کی جو تمام ملتوں میں بالاتفاق حرام ہے فرمایا کہ تمہارا خون، تمہارے اموال اور تمہاری

Marfat.com

آبرو ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے تمام رسوم جاہلیت کو اپنے پیروں کے نیچے کیا یعنی ہمیشہ کے لئے ان کے مٹنے کا اعلان فرمایا۔ جاہلیت کی سودخوری کو بالکل مٹادیا اور باطل کر دیا اور اپنی امت کو وصیت کی کہ عورتوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرو۔ پھر تشریح فرمادی کہ عورتوں کے حقوق مردوں پر اور مردوں کے حقوق عورتوں پر کیا ہیں؟؟؟

آپ ﷺ نے اس خطبہ میں اپنی تمام امت کو وصیت کی کہ کتاب اللہ کو پکڑے رہیں اور فرمایا کہ جب تک لوگ اس کتاب اللہ کو پکڑے رہیں گے گمراہ نہ ہوں گے۔

خطبہ تمام ہونے کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ تم سے یہ سوال کیا جائے گا کہ یہ سب احکام تم لوگوں کو پہنچے یا نہیں تو تم لوگ کیا شہادت دو گے؟ سب نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے خدا کے احکام پہنچا دیئے۔ آپ نے اپنا حق ادا کر دیا اور آپ نے پوری طرح نصیحت کر دی۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ! تو گواہ رہ۔ اے اللہ! تو گواہ رہ۔ اے اللہ! تو گواہ رہ۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ ان تمام احکام کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو حاضر نہیں ہیں۔

جب خطبہ تمام ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان کہی۔ پھر اس کے بعد اقامت کہی۔ اور آپ ﷺ نے اس روز ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی۔ اس میں قرأت آہستہ پڑھی حالانکہ جمعہ کا دن تھا۔ مگر آپ ﷺ نے جمعہ نہ پڑھا۔ اس کے بعد دوسری اقامت ہوئی اور آپ ﷺ نے عصر کی بھی دو رکعت نماز پڑھی۔

Marfat.com

وقوف عرفہ

نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ موقف میں آئے۔ پہاڑ کے نیچے صخرات کے پاس قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے اور جبل مشاۃ آپ ﷺ کے سامنے تھا۔ آپ ﷺ اونٹ پر سوار تھے اور نہایت گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرتے رہے، اسی طرح غروب آفتاب تک دعا کرتے رہے اور فرمایا کہ ہم نے اس جگہ وقوف کیا لیکن پورا میدان عرفات موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے اور فرمایا کہ حج یوم عرفہ ہے اور بہترین دعاء یوم عرفہ کی دعا ہے۔ دعا کے وقت آپ ﷺ سینہ تک ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ جس طرح فقیر کھانا مانگتے وقت اٹھاتا ہے۔ آپ ﷺ کی اس وقت کی دعائیں احادیث صحیحہ میں مروی ہیں۔

دین کی تکمیل

یہیں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً﴾ (سورہ المائدہ آیت نمبر: ۳)

"آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔ تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔"

یہ اس امر کا اشارہ تھا کہ خدا نے جس مقصد کے لئے آپ ﷺ کو دنیا میں بھیجا تھا وہ پورا ہو چکا۔ آپ ﷺ کے ذریعہ سے جو احکام خداوندی آنے تھے وہ آگئے۔ اس لئے اب دنیا میں آپ ﷺ کے رہنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔

محرم کا انتقال

یہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ جو احرام کی حالت میں تھے سواری سے گر گئے اور

Marfat.com

ان کا انتقال ہوگیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو غسل دیا جائے اور احرام ہی کے کپڑے کو کفن بنایا جائے۔ خوشبو نہ لگائی جائے۔ اور ان کا سر اور چہرہ چھپایا نہ جائے اور فرمایا کہ یہ قیامت کے روز تلبیہ کہتے ہوئے اٹھیں گے۔

مزدلفہ ومنیٰ

جب غروب آفتاب کے بعد شفق کی زردی چھپ گئی تو آپ ﷺ عرفہ سے روانہ ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور آہستہ آہستہ وہاں سے چلے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تیزی میں بھلائی نہیں ہے۔ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آپ ضب کے راستہ سے عرفہ گئے تھے اور ماء زمین کے راستہ سے واپس ہوئے۔ یہ آپ ﷺ کا ہمیشہ قاعدہ تھا کہ عیدین میں جس راستہ سے جاتے تھے واپس اس راستہ سے نہ آتے تھے بلکہ دوسرا راستہ اختیار فرماتے تھے۔ راستہ میں آپ ﷺ کے اونٹ کی چال نہ بہت تیز تھی نہ بہت سست۔ جب کسی بلندی پر چڑھنا ہوتا تھا تو باگ ذرا ڈھیلی کر دیتے۔ اور سارے راستہ میں برابر تلبیہ کہتے رہے تھے۔ کسی وقت آپ ﷺ نے تلبیہ بند نہ کیا۔ راستہ میں ایک جگہ اترے، پیشاب کیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! نماز کا وقت ہے۔ فرمایا کہ نماز کی جگہ آگے ہے۔ جب مزدلہ میں پہنچے تو فوراً وضو کیا۔ اور موذن کو اذان کے لئے حکم دیا انہوں نے اذان اور اقامت کہی اور آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ یہ اونٹ کو کھولنے اور سامان اتارنے سے پہلے کیا۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں نے اونٹ کھولا۔ سامان اتارا اور اس کا انتظام کیا۔ اس کے بعد پھر اقامت ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے عشا کی نماز پڑھی یعنی اذان ایک ہوئی اقامت دو۔

اس کے بعد حضور ﷺ سو گئے اور رات کی نماز کے لئے نہ اٹھے جیسا کہ

Marfat.com

آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ بلکہ صبح کی نماز کے لئے اٹھے۔ یوں بھی عیدین کی شب میں رات کی نماز کے لئے آپ ﷺ کا اٹھنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے۔

رات ہی کے وقت آپ ﷺ نے اپنے اہل میں سے کمزوروں کو منیٰ روانہ کر دیا اور منع کر دیا کہ رمی جمار طلوع آفتاب سے پہلے نہ کریں۔

فجر طلوع ہونے کے بعد اول وقت اذان و اقامت کے ساتھ آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر وہاں سے سوار ہو کر موقف میں مشعر حرام کے پاس آئے اور دعاء و گریہ و زاری اور تکبیر و تہلیل میں مشغول رہے حتیٰ کہ خوب صبح ہوگئی مگر آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ پورا مزدلفہ موقف ہے۔ یہاں سے اس کے بعد روانہ ہوئے تو اپنے ساتھ سواری پر فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لے لیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدل چلے۔ اور راستہ میں حضور ﷺ برابر تلبیہ کہہ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے لئے سات کنکریاں یہاں سے چن لو۔ (نہ یہ کنکریاں اسی روز پہاڑ سے توڑی گئی تھیں۔ جیسا کہ عام قاعدہ ہوگیا ہے نہ رات کے وقت چن کر رکھی گئی تھیں)۔ آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ اسی طرح کی کنکریوں سے رمی جمار اور غلو فی الدین سے بچو (غلو فی الدین کا مطلب ہے کہ عقائد و احکام میں اپنی طرف سے مبالغہ نہ کیا جائے۔ جتنا کہا ہے اسی پر اکتفاء کیا جائے جیسا کہ حضور ﷺ نے عام کنکریوں سے رمی جمار کیا) پہلی قومیں غلو فی الدین کی وجہ سے برباد ہوئیں۔ اس کے بعد جب حضور بطن محسر میں آئے تو اونٹ کو تیز کر دیا۔ حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی ایسے مقام میں پہنچتے جہاں کسی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا ہے تو وہاں سے گزر جانے میں جلدی کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تبوک جاتے ہوئے جب مقام حجر میں پہنچے جو قوم ثمود کی جگہ ہے تو آپ ﷺ نے چہرۂ

Marfat.com

مبارک پر کپڑہ ڈال لیا اور وہاں سے نکل جانے میں جلدی کی۔ یہ وادی محسر وہ مقام ہے جہاں اصحابِ فیل تباہ ہوئے۔ (حسر کے معنی عاجز اور منقطع ہوجانے کے ہیں چونکہ اس وادی میں اصحابِ فیل عاجز ہوگئے اور ان کے ہاتھی نکل نہ سکے اس لئے وادی کا نام محسر ہوگیا) خداوندِ کریم نے ان کا ذکر سورۃ الفیل میں کیا ہے۔ وادی محسر منیٰ اور مزدلفہ کے دمیان ہے۔ نہ منیٰ کا جز ہے نہ مزدلفہ کا۔ جس طرح عرنہ کہ عرفہ اور مشعر (اعمالِ حج ادا کرنے کی جگہ) کے درمیان ہے۔ ان مقامات میں سے منیٰ تو حرم میں بھی داخل ہے اور مشعر بھی ہے۔ وادی محسر حرم میں داخل ہے مگر مشعر نہیں ہے۔ مزدلفہ حرم میں بھی ہے اور مشعر بھی۔ عرنہ حل میں تو ہے لیکن نہ حرم میں ہے نہ مشعر ہے۔ عرفہ حل میں ہے مگر مشعر ہے۔

حضور ﷺ یہاں سے بیچ کے راستہ سے چلے جو جمرہ کبریٰ کے پاس پہنچتا ہے۔ جب آپ ﷺ منیٰ میں آئے تو اسفل وادی میں (وادی کے نچلے حصے) میں ٹھہرے۔ منیٰ کو آپ ﷺ نے اپنے دائیں کیا اور بیت اللہ کو بائیں اور جمرہ کی طرف رخ کیا پھر اونٹ ہی پر سے آپ ﷺ نے کنکریاں ماریں۔ آپ ﷺ ایک ایک کنکری پھینکتے تھے اور ہر دفعہ تکبیر کہتے تھے۔ یہ رمی جمار آپ نے آفتاب طلوع ہونے کے بعد کی اور یہیں سے آپ ﷺ نے تلبیہ موقوف کیا۔ رمی کے وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس تھے۔ ایک اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھے اور ایک اپنے کپڑہ سے آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ کیونکہ دھوپ میں تیزی آگئی تھی۔

منیٰ کا خطبہ

اس کے بعد حضور ﷺ منیٰ تشریف لے گئے۔ (منی میں اس جگہ قیام فرمایا جہاں مسجد خیف ہے اور یہیں پر آپ ﷺ نے عظیم و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس

Marfat.com

خطبہ کے وقت ایک معجزہ ظاہر ہوا۔ (وہ یہ کہ اس خطبہ کو منیٰ کے سب آدمی دور و نزدیک کے اپنے اپنے مقامات سے سنتے تھے اس خطبہ کے لئے سب کے کان کھول دیئے گئے تھے)۔

(صحیحین میں ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم النحر کے خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ گردش کر کے اس ہیئت پر آگیا ہے جس پر خدا نے اس کو پیدا کیا۔ اللہ پاک نے بارہ مہینے بنائے ہیں، جن میں چار حرمت کے مہینے ہیں تین متواتر یعنی ذوقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے سوال کیا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟؟ سب نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو علم ہے۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر ساکت رہے پھر فرمایا کہ کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں ہے یا رسول اللہ! پھر پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ سب نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو علم ہے۔ آپ ﷺ ساکت رہے پھر فرمایا کہ کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں ہے یا رسول اللہ! پوچھا کہ یہ کون سا دن ہے؟ سب نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو علم ہے۔ آپ ﷺ ساکت رہے پھر فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں ہے یا رسول اللہ! فرمایا کہ تمہارا خون تمہارے اموال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن، شہر اور یہ مہینہ حرام ہے اور فرمایا کہ وہ وقت جلد آئے گا جب تم سب اپنے پروردگار کے سامنے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا اور ایک روایت میں ہے کہ کافر نہ ہوجانا اور آپس میں ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹنے لگ جانا۔

اور بہت سے احکام کی اس میں تعلیم دی۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے یوم النحر کی فضیلت بیان کی۔ مکہ کی حرمت بیان فرمائی اور فرمایا کہ اس بلد کو تمام بلاد

Marfat.com

پر شرف حاصل ہے۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص کتاب اللہ کے موافق تم کو چلائے تم پر اس کی اتباع ضروری ہے۔ سب کو حکم دیا کہ مناسک کے قواعد میں میری اتباع کرو اور ہم سے سیکھ لو۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم اس سال کے بعد حج نہ کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے مناسک کے قواعد کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے سب سے فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ بن جانا اور آپس میں ایک دوسرے کی گردن نہ کاٹنا۔ اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ خدا کے احکام ان لوگوں کو پہنچاؤ جن کو یہ احکام نہ پہنچے ہوں۔ آپ ﷺ نے اس روز بھی اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص کوئی گناہ کرتا ہے اس کا وبال اسی کی ذات پر ہوتا ہے پھر اسی خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اعبدوا ربکم وصلواخمسکم وصوموا شھر کم واطیعوا ذاامر کم تدخلوا جنة ربکم﴾

"تم سب اپنے رب کی عبادت کرو پانچ وقت کی نماز پڑھو مہینہ (رمضان کے) روزے رکھو اور جو تم میں صاحب امر ہو اس کی اطاعت کرو تو تم (سب) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

اسی خطبہ کے وقت آپ ﷺ سب سے رخصت ہوئے اور اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حج کو حجۃ الوداع کہنے لگے۔ اسی جگہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حلق، ذبح اور رمی جمار میں اگر تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کیا ارشاد ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

Marfat.com

تمرین

سوال: عرفہ کے خطبہ میں آپ ﷺ نے کتنی چیزوں کو حرام قرار دیا؟

سوال: اس خطبہ میں کیا وصیت فرمائی؟

سوال: حضور ﷺ نے کس بات پر شہادت (گواہی) طلب فرمائی؟

سوال: وقوفِ عرفہ میں ظہر و عصر کس طرح پڑھیں؟

سوال: وقوفِ عرفہ میں حضور ﷺ کی دعا کی کیفیت کیا تھی؟

سوال: دین کی تکمیل کے بارے کون سی آیت نازل ہوئی؟

سوال: مزدلفہ میں مغرب و عشاء کس طرح پڑھیں؟

سوال: وادی محسر میں کیا واقع پیش آیا اور حضور ﷺ کا کیا عمل تھا؟

سوال: خطبۂ منیٰ میں حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

Marfat.com

قربانی

خطبہ کے بعد حضور ﷺ قربان گاہ تشریف لے گئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیئے۔ (تریسٹھ اونٹ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنی عمر شریف کے مطابق قربان کئے یعنی ہر سال کے بدلہ ایک) پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ سو میں سے جو باقی رہ گئے ہیں وہ تم نحر کر دو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ بھی حکم دیا کہ گوشت چمڑہ وغیرہ سب صدقہ کر دو اور فرمایا کہ کھال جدا کرنے والے اور گوشت بنانے والے کی مزدوری اس میں سے نہ دی جائے۔

حضور ﷺ نے بدنہ کو قربان گاہ میں نحر کیا لیکن فرمایا کہ منیٰ سب منحر (ذبح ونحر کی جگہ) ہے اسی طرح عرفہ میں موقف کی جگہ وقوف کیا اور فرمایا کہ پورا عرفہ موقف ہے۔ مزدلفہ میں مشعر کے پاس وقوف کیا اور فرمایا کہ پورا مزدلفہ موقف ہے۔

حلقِ رأس

جب حضور ﷺ قربانی سے فارغ ہوئے تو حلاق یعنی سر مونڈنے والے کو بلایا۔ معمر بن عبداللہ بن حنظلہ بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا سر حلق کیا تھا۔ حضور ﷺ کے حکم سے انہوں نے پہلے داہنی طرف کے بال کاٹے۔ اس کو حضور ﷺ نے حاضرین پر تقسیم کر دیا پھر بائیں طرف کے کاٹے وہ حضور ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ناخن ترشوائے اور ان کو بھی تقسیم کر دیا۔

طواف افاضہ

افاضہ کے معنی دفع، رجوع اور تفرق کے آتے ہیں۔ حلق سے فارغ ہو کر

Marfat.com

حضور ﷺ منیٰ سے سوار ہو کر مکہ آئے اور سواری پر طواف کیا اسی کو طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اور طواف زیارت بھی، طواف صدر بھی، طواف رکن بھی اور طواف یوم النحر بھی۔ اس روز آپ ﷺ نے صرف یہی طواف کیا اور دن کے وقت ظہر سے پہلے طواف کیا۔ اس کے ساتھ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ تھی اور اس طواف میں رمل بھی مروی نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے ظہر کہاں پڑھی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے بھی یہی ثابت ہے۔

مکہ سے رجوع اور منیٰ میں قیام

طواف کے بعد حضور ﷺ زمزم کے پاس آئے۔ سقایہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری اتباع میں لوگ سقایہ پر ہجوم کر دیں گے تو میں خود اترتا اور تمہارے کام میں شریک ہوتا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک ڈول پانی بھر کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور حضور ﷺ نے اس کو کھڑے کھڑے پیا (زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے جب کہ ان کے علاوہ پانی بغیر عذر کے کھڑے ہو کر پینا درست نہیں)۔

اسی روز اس کے بعد حضور ﷺ منیٰ واپس تشریف لے گئے۔ رات بھر ٹھہرے۔ دوسرے دن زوال کا انتظار کرتے رہے۔ زوال کے بعد پیدل جمرہ اولیٰ کے پاس تشریف لے گئے جو مسجد خیف کی طرف ہے۔ کھڑے ہو کر یکے بعد دیگرے سات کنکریاں آپ ﷺ نے ماریں اور ہر دفعہ اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس کے بعد جمرہ کی طرف آگے بڑھے اور ہاتھ اٹھا کر آپ ﷺ نے طویل دعا کی

Marfat.com

جس کی مقدار سورۂ بقر کے برابر تھی۔ پھر جمرہ وسطیٰ کے پاس گئے اور وہاں بھی اسی طرح کیا۔ تب جمرہ عقبہ کے پاس گئے اور وہاں بھی وہی سات کنکریاں ماریں۔ لیکن وہاں دعا نہ کی بلکہ رمی کے بعد فوراً واپس تشریف لے گئے۔

حضور ﷺ کا اس حج میں چھ جگہ وقوف اور دعا کرنا ثابت ہے۔ صفا پر، مروہ پر، عرفہ میں، مزدلفہ میں، جمرہ اولیٰ پر، جمرہ وسطیٰ پر۔

یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے منیٰ میں دو روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایک یوم النحر میں اور دوسرا خطبہ وسط ایام التشریق میں اور جب "اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ" سورہ نازل ہوئی اسی کے بعد حضور ﷺ نے اپنی ناقہ قصوی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

طواف وداع

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے متعلق سقایہ کی خدمت تھی اس لئے انہوں نے رات کے وقت مکہ ہی میں رہنے کی اجازت چاہی اور آپ نے ان کو اجازت دی۔ اونٹ چرانے پر جو لوگ مقرر تھے انہوں نے اپنے اپنے اونٹوں کے پاس منیٰ کے باہر رہنے کی اجازت چاہی! آپ نے ان کو بھی اجازت دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب عذر کو منیٰ کی شب باشی ضروری نہیں ہے۔

منگل کے روز ظہر کے بعد منیٰ سے حضور ﷺ روانہ ہوئے اور محصب میں آئے۔ اسی کو ابطح بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے محصب میں پہلے پہنچ کر اپنی مرضی سے قبہ نصب کر دیا تھا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو وہاں ٹھہرے اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء، کی نمازیں وہیں پڑھیں۔ پھر سو گئے۔ پھر اٹھے اور رات ہی کے وقت مکہ گئے اور طواف وداع ادا کیا۔ اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں کیا۔

Marfat.com

اسی رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمرہ ادا کرنے کی خواہش ظاہر کی حضور ﷺ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو تنعیم لے جاؤ اور وہاں سے عمرہ کرا دو۔ (مکہ سے سب سے قریب حل کا مقام یہی ہے۔ مکہ سے تین یا چار میل دور داہنی طرف ایک پہاڑ ہے اس کو نعیم کہتے ہیں۔ اس کے بائیں جانب ایک پہاڑ ہے اس کو ناعم کہتے ہیں اور وہاں وادی ہے اس کو نعمان کہتے ہیں) وہ رات ہی کے وقت فارغ ہوگئیں اور رات ہی کو اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آئیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ فارغ ہوگئیں؟ کہا کہ ہاں۔ تب اس کے بعد آپ ﷺ نے کوچ کا حکم دیا۔

(غدیر خم اور مسئلہ امامت کے لئے اصح السیر ملاحظہ فرمائیں)۔

تمرین

سوال: حضور ﷺ نے کتنے اونٹ ذبح فرمائے؟

سوال: حضور ﷺ نے کتنی جگہ وقوف و دعا کی؟

سوال: حج کے موقع پر حضور ﷺ کا حلق کس نے کیا؟

Marfat.com

آخری فوج اور وفات

سریہ اسامہ بن زید

حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید حارثہ رضی اللہ عنہ کو فلسطین بھیجا اور انکے ساتھ مہاجرین اولین کو روانہ کیا یہ آخری فوج تھی جس کے بھیجنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو غزوۂ روم کے لئے تیاری کا حکم دیا اور دوسرے روز حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ میں نے تمکو اس فوج کا امیر بنایا ہے ابنی (مقام) میں جاؤ اور ان پر حملہ کرو اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیزی سے جاؤ تا کہ خبر سے پہلے تم پہنچ جاؤ اور اپنے ساتھ جاسوس وغیرہ بھی لے لو۔

یہ ابنی اشرات میں ایک مقام ہے۔ ارض بلقاء کے اطراف میں۔ سریہ موتہ کی جنگ یہیں ہوئی تھی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہیں شہید ہوئے تھے۔

بہر کیف جمعرات کے روز بیماری کی حالت میں اپنے دست مبارک سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضور ﷺ نے جھنڈا درست فرمایا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا۔ بسم اللہ جاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جو خدا کا انکار کرے اس سے قتال کرو۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے تو جھنڈا حضرت بریدہ الاسلمی کے سپرد کیا اور فوج کو جرف میں جمع کیا۔ تمام جلیل القدر مہاجرین و انصار جلدی سے وہاں آ کر جمع ہوئے۔ ان میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ، حضرت سعد، حضرت سعید، سلمہ بن اسلم قتادہ ابن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

Marfat.com

ابتدا میں حضور ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اس سریہ میں شرکت کا حکم دیا لیکن جب بیمار ہوئے اور مرض بڑھ گیا تب ان کو نماز کی امامت کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے سریہ کی شرکت سے انکا استثناء ہوگیا۔

حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس عظیم الشان لشکر کا امیر مقرر کیا۔ ان کی عمر اس قت بیس برس کی تھی اس لئے بعض لوگوں نے اس پر طعن کیا کہ کم عمر لڑکے کو اتنی بڑی فوج اور ایسے بڑے بڑے مہاجرین و انصار کا امیر مقرر کیا گیا ہے لوگوں میں جب اس کا تذکرہ زیادہ ہونے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو سمجھایا اور پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی۔ حضور ﷺ کو یہ سن کر بہت رنج ہوا اور آپ بہت غصہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے سر میں درد تھا مگر آپ ﷺ نے سر میں پٹی باندھی اور مسجد میں تشریف لائے۔ پھر ممبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے اسامہ کے متعلق اس اس طرح کہا ہے؟؟ اگر تم نے اسکے امیر مقرر ہونے پر اعتراض کیا تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر مقرر ہونے پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم وہ اس کا مستحق تھا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی اس کا اہل ہے اور وہ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ یہ قصہ ہفتہ کے روز دس ربیع الاول ۱۱ھ کا ہے اسی روز وہ لوگ جو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے والے تھے حضور ﷺ سے رخصت ہونے کے لئے آئے اور رخصت ہو کر فوج کی جگہ مقام جرف میں گئے۔

اس کے دوسرے دن اتوار کے روز آپ کی تکلیف بہت بڑھ گئی حضور ﷺ اس حالت میں کہہ رہے تھے کہ اسامہ کی فوج کو روانہ کرو۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج سے واپس آئے تو حضور ﷺ بیہوش تھے حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا مگر کچھ بول نہ سکے ہاتھ آسمان کی

Marfat.com

طرف اٹھاتے تھے اور پھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر رکھتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج میں چلے گئے اور پیر کے روز صبح کے وقت پھر آئے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ تھا۔ آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دعا دی رخصت کیا۔ اور روانگی کا حکم دیا۔

اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج میں گئے۔ سب کے اکٹھا ہونے کا اعلان کرایا پھر کوچ کا حکم دیا۔ یہ لوگ سوار ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ماں اُمّ ایمن کا آدمی پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت نزع کی ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، وغیرہ فوراً مدینہ آئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سکرات کی حالت طاری تھی۔ اسی روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج اس وقت رک گئی۔ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس فوج کو روانہ کیا۔

وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم میں تشریف لانا صرف مخلوق کی ہدایت اور ارشاد کے لئے تھا اور اس لئے تھا کہ خدا کے آخری اور قطعی احکام کو اس کے بندوں تک پہنچا دیں۔ اور خدا کی حجت اس کے بندوں پر تمام کر دیں۔ اس کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کر انجام دیا اور اس میں آپ کو کتنی کامیابی ہوئی اس کے تفصیلی جواب کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ آپ نے تبلیغ و رسالت کے کاموں کو کیوں کر انجام دیا؟ اور اس کے لئے کیا اصول وقواعد مقرر کئے۔ یہ کتاب ابتدا سے انتہا تک اس سوال کا جواب ہے۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن مواقع اور کیسے حالات میں تبلیغ اور رسالت کی کیا کیا صورتیں اختیار کیں؟ دوسرا سوال کہ

Marfat.com

آپ کی تبلیغ کا نتیجہ کیا ہوا؟؟ آپ کی تبلیغ نے عالم کو کس پستی سے نکالا اور کس مرتبہ تک پہنچا دیا؟؟ اس کا جواب بھی اس کتاب میں ملے گا۔ دنیاوی زندگی کا کوئی شعبہ اور اخلاق وروحانیت کا کوئی مرتبہ ایسا باقی نہیں رہا جس کے لئے ایک مکمل قانون دنیا والوں کے سامنے حضور ﷺ نے نہ پیش کر دیا ہو جس کی مکمل تفصیل کے لئے جلد دوم وسوم ملاحظہ فرمائیں۔ ایسا مکمل کہ اب اس دنیا کا کوئی معلم اس میں قطعاً کوئی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اوراگر کسی نے اس میں کسی طرح کے تغیر وتبدل کی کوشش کی تو وہ یقیناً اصلاح نہیں ہوگی تخریب ہوگی۔

وفات لازمی تھی

حضور ﷺ سے پہلے اس عالم میں جتنے انبیاومرسلین علیہم السلام آئے۔ وہ یکے بعد دیگرے یہاں سے جا چکے تھے اور یہ معلوم تھا کہ ایک روز اپنا کام پورا کرنے کے بعد حضور ﷺ بھی تشریف لے جائیں گے۔ آپ ﷺ کا یہاں سے اپنے رب کے پاس جانا نہ تعجب کی بات تھی نہ افسوس کی بلکہ انعامات الٰہیہ کی تکمیل اس وقت تک آپ ﷺ پر ممکن نہ تھی جب تک خداوند کریم آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا نہ لیتا۔ مگر انبیاء علیہم السلام کا اپنی امت سے جدا ہونا خود امت کے لئے مصیبت کبریٰ ہے۔ مؤمنین صادقین کا دل آتش فراق سے جل اٹھتا ہے۔ غایت حزن وملال سے وہ حواس باختہ ہوجاتے ہیں۔ مؤمن صادق کے لئے کوئی تکلیف اور کوئی مصیبت اتنی صبر آزما نہیں ہوسکتی جتنا اپنے رسول اور ہادی کا فراق۔ اس لئے ہر نبی کو (اس وقت تک) موت نہیں آئی جب تک کہ ان کو اختیار نہ دیا گیا۔

حضور ﷺ کو وفات کا علم اور وداع

حضور ﷺ کو وفات کے قریب تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ خزائن ارض کو اختیار کریں یا رفیق اعلیٰ کے وصال کو

Marfat.com

قبول کریں مگر اس سے بہت پہلے صراحتہً یا اشارۃً اس بات سے آپ کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ اب وصال کا وقت قریب آگیا ہے۔ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳)

ترجمہ: "آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کیا اور تمہارے واسطے اسلام کو بطور دین پسند کیا"

تو اس سے جلیل القدر صحابہ کرام ؓ سمجھ گئے تھے کہ جب دین کامل ہو گیا اور آپ ﷺ نے رسالت کا فرض ادا کر دیا تو اب آپ ﷺ کا رب آپ کو اپنے پاس جلد بلا لے گا۔ پھر اس کے بعد حضور ﷺ لوگوں سے وہیں رخصت ہوئے اور فرما دیا کہ شاید اب اس کے بعد میں تمہارے ساتھ حج نہ کر سکوں۔ یہ دوران حج اس قدر واضح تھا کہ اس حج کا نام ہی حجۃ الوداع ہو گیا۔ پھر حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت غدیر خم پر جو خطبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں صراحتہً اس بات کی خبر دی کہ اب میرا رب شاید مجھے جلد اپنے پاس طلب کرے اور میں اس طلب کو قبول کر لوں۔ اس لئے فلاں فلاں امور کی وصیت کرتا ہوں۔

پہلی اطلاع

حضور ﷺ کو سب سے پہلے انقضاء عمر اور قربت اجل کی اطلاع "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ" کے نازل ہونے کے بعد ہوئی۔ اس لئے کہ اس سورہ کا مفہوم یہ تھا کہ اے محمد! جب بلاد پر آپ کو خدا نے فتوحات عطا کیں۔ اور جس دین کی طرف آپ لوگوں کو بلاتے تھے اس میں لوگ جوق در جوق داخل ہو گئے تو تبلیغ و رسالت کا مقصد پورا ہو گیا جس کے لئے آپ دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ اب تسبیح و

Marfat.com

تحمید اور استغفار کی کثرت کر کے میری ملاقات کا سامان کیجئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر اپنے موت کے قریب ہونے کی خبر دی۔ وہ رونے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روؤ مت۔ میرے اہل میں سب سے پہلے تم ہم سے ملوگی تو وہ ہنسنے لگیں۔

جب "اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ" سورہ نازل ہوئی تو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امر آخرت کے لئے سخت مجاہدہ شروع کر دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدگی میں بیان کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ مجھ پر قرآن پیش کرتے تھے، اس سال دو مرتبہ پیش کیا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت قریب آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہمیشہ رمضان کے آخر عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن وفات کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس روز اعتکاف کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قربت اجل کا علم ہو چکا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دو مرتبہ قرآن پیش کرنے پر اور:

﴿وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی﴾ (سورۃ الضحیٰ آیت:۴، پارہ ۳۰)

ترجمہ: "اور آخرت آپ کے لئے دنیا سے بدر جہا بہتر ہے۔"

کے نزول سے یہ سمجھا تھا کہ اب اجل قریب ہے۔ حجۃ الوداع کے ایام میں یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ واضح کی گئی۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ برس کے بعد شہداء احد پر جنازہ کی نماز پڑھی جس طرح رخصت ہونے والا زندہ اور مردہ سے رخصت ہوتا ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک روز

Marfat.com

حضور ﷺ نکلے اور اہل احد پر نماز پڑھی پھر واپس تشریف لائے تو منبر پر گئے اور سب سے رخصت ہوئے پھر فرمایا کہ میں تم سے پہلے جاتا ہوں تا کہ حوض کوثر وغیرہ کا انتظام درست کروں۔ پھر فرمایا کہ ہمارا تم سے وہاں پر ملنے کا وعدہ ہے۔
اور ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بخدا میں اپنے اس مقام سے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ اور فرمایا کہ مجھ کو تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ مجھ کو اس اسکا اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد اب شرک کرو گے۔ البتہ خوف یہ ہے کہ تم میرے بعد دنیا کی طرف راغب ہوجاؤ گے اور اس کی وجہ سے آپس میں لڑنے لگو گے۔ بعض روایت میں اضافہ ہے کہ ایک دوسرے سے قتال کرو گے تب ہلاک ہوجاؤ گے جس طرح پہلی امتیں ہلاک ہوگئیں۔
یہ قصہ مرض الموت شروع ہونے سے پہلے کا ہے لیکن اس قصہ کے وقت آپ کو اپنی وفات کا یقینی علم تھا۔ اور اس کے بعد مرض الموت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا کہ میں اٹھایا جاؤں گا۔ آپ نے وثوق کے ساتھ فرمایا جس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روئیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ اطلاع بھی دی کہ میرے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا میرے اہل بیت میں انتقال ہوگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کو موت کے قبول کرنے کا اختیار دیا گیا۔

ابتداءِ مرض

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز بقیع میں ایک صحابی کے جنازہ سے فارغ ہوکر حضور ﷺ تشریف لائے تو میرے سر میں درد تھا۔ میں نے کہا "وارا ساہ" ہائے میرا سر (یہ لفظ ایسی حالت میں بولا جاتا ہے کہ گویا تکلیف سے موت آجائے گی) حضور نے فرمایا "بل انا وارا ساہ" یعنی تمہیں

Marfat.com

اپنے سر درد کی بجائے میرے سر درد کے بارے میں فکر مند ہونا چاہئے اور کہا کہ اے عائشہ! اگر مجھ سے پہلے تجھے موت آجائے تو تیرا کیا نقصان ہے میں خود تجھ کو غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا، تیرے جنازہ کی نماز پڑھوں گا، پھر دفن کروں گا۔ اور میں زندہ رہوں تو تیرے لئے استغفار کروں گا، دعا کروں گا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم! میرا گمان ہے کہ آپ میری موت پسند کرتے ہیں اور اگر یہ ہوجائے تو آپ اسی روز مجھے بھلا کر اپنی کسی زوجہ کے ساتھ آرام کریں گے۔ (ان الفاظ سے اُمّ المومنین کے تعلق اور ناز کا اندازہ ہوتا ہے)۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا "انا وارا ساہ" (مطلب یہ ہے کہ تم اپنے درد سر کا قصہ چھوڑو اس سے اہم یہ ہے کہ میں بھی ویسے ہی درد میں مبتلا ہوں اس کی طرف توجہ کرو) اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ تم سے کہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے لڑکے (عبدالرحمٰن) کو بلاؤ تا کہ میں ایک عہد لکھ دوں کہ میرے بعد نزاع پیدا نہ ہو اور (خلافت کی) تمنا کرنے والے تمنا نہ کرنے لگیں لیکن پھر خیال ہوا کہ ابوبکر کے رہتے اگر کسی نے تمنا کی تو اللہ اس کا انکار کرے گا اور مؤمنین اس کو قبول نہ کریں گے اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر کو بلاؤ ہم ان کے لئے ایک تحریر لکھ دیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص خواہش کرنے لگے اور اللہ پاک اور مؤمنین ابوبکر کے سوا اور کسی کو نہیں چاہتے۔ ایک روایت میں ہے کہ "مَعَاذَ اللّٰہِ اِنْ یَّخْتَلِفَ النَّاسُ عَلٰی اَبِی بَکْرٍ" یعنی اس بات سے اللہ کی پناہ کہ لوگ ابوبکر پر اختلاف کریں۔

اس بات میں اختلاف ہے حضور ﷺ کے مرض الوفات کی ابتداء کب ہوئی مگر معتمد یہی ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں مرض شروع ہوا۔

Marfat.com

کتنے روز بیمار رہے

علامہ قسطلانی حافظ ابن رجب حنبلی سے نقل کرتے ہیں حضور ﷺ کی بیماری صفر کے آخر میں شروع ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ آپ تیرہ روز بیمار رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء مرض کو مرض سمجھنے میں لوگوں کی حالتیں مختلف تھیں۔ کسی نے ان ایام کو مرض کے ایام میں شمار کیا، کسی نے نہیں۔ اس لئے دنوں کی تعداد میں اختلاف ہوگیا لیکن مرض کی شدت کا وہ زمانہ جس میں آپ کا نکلنا بند ہوگیا۔ اور آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں سات دن رہے۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے گھر میں سوموار کے روز آئے اور دوسرے سوموار کو آپ کا انتقال ہوگیا۔

شدت مرض اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر قیام

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا مرض جب بہت بڑھ گیا تو آپ نے اپنی ازواج سے اجازت چاہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں قیام فرمائیں اور باری کے قاعدہ سے گھومنا بند کریں۔ سب نے اجازت دے دی تو آپ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے شخص کے سہارے سے تشریف لائے۔ اس طرح کہ پیر پر زور نہیں دے سکتے تھے آپ کا پیر مبارک زمین پر کھنچتا تھا۔

(صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۶۳۹)

مختلف روایات میں مختلف حضرات کے نام آئے ہیں کہ حضور ﷺ ان کے سہارے باہر تشریف لائے۔ یہ سب ایک دفعہ کے خروج کا حال نہیں ہے۔ اس

Marfat.com

طرح کئی دفعہ حضور ﷺ کو نکلنا پڑا۔ جب ازواج کی اجازت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں گئے تو اس طرح سہارے سے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان سے ایک دفعہ یا دو دفعہ مسجد اسی طرح سہارے سے گئے۔ ایک دفعہ انصار کے اشتیاق دیدار کی وجہ سے مسجد گئے تو اسی طرح گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں آنے سے پہلے جب شدید بیماری کی حالت میں بھی آپ ازواج کے یہاں دورہ فرما رہے تھے تو اس وقت بھی بعض دفعہ اس طرح جانا ہوا ہوگا۔ اس لئے کبھی کسی کا سہارا ہوگا کبھی کسی کا۔ بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بھی تمام راستہ ایک ہی سہارا ضروری نہیں ہے۔ راستے میں سہارا لینے والے بدلے ہوں تو ممکن ہے۔

حضرت عائشہؓ کے گھر میں مرض کی ترقی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب میرے گھر آئے اور مرض بہت بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر سات مشک پانی بہاؤ ہم لوگوں نے حضور ﷺ کو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مخضب میں بٹھایا (مخضب ایک بڑا برتن ہے کہ جس میں بیٹھ کر غسل کرتے تھے) اور حضور ﷺ کے اوپر مشک سے پانی گرانے لگے حتیٰ کہ حضور ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ بس کرو اس کے بعد حضور ﷺ باہر نکلے۔ سب کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کا بخار اتنا شدید تھا کہ آپ ایک قطیفہ یعنی بہت موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ مگر کوئی شخص حضور ﷺ پر ہاتھ رکھتا تھا تو بخار کی شدت اس چادر کے اوپر سے محسوس ہوتی تھی۔ حضور ﷺ سے ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ انبیاء پر آزمائش اور مصیبتیں شدید آتی ہیں اور اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کونہیں دیکھا جس کا مرض رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شدید ہو۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ شدید بخار میں مبتلا تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا بخار بہت شدید ہے۔ فرمایا کہ ہاں تمہارے دو شخصوں کے برابر۔ میں نے کہا کہ یہ دوگنا اس لئے کہ آپ کا اجر بھی دوگنا ہوگا۔ فرمایا کہ ہاں اسی طرح ہے۔ (اس لئے کہ) کسی مسلمان کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ پاک اس چبھنے کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء پر جو مصیبت آتی ہے وہ سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ پھر جن کا مرتبہ ان کے بعد ہے پھر جن کا مرتبہ انکے بھی بعد ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بخاری میں روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک پیالہ میں پانی تھا۔ آپ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے تھے پھر منہ پر ملتے تھے اور کہتے تھے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ" (الحدیث) ("لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" بے شک موت کے وقت کی سختیاں ہیں) سکرہ کے معنی شدت کے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خیبر میں جو زہر ملا کھانا کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا ہوں۔ مگر اب مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میری رگ ابہری منقطع ہوگئی ہے۔ یہ قلب سے متصل ایک رگ ہے۔ اس کے منقطع ہونے سے انسان مر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سمجھتے تھے کہ حضور ﷺ شہید فوت ہوئے اور آپ کی موت زہر کی وجہ سے ہوئی۔

Marfat.com

تمرین

سوال: حضور ﷺ نے آخری سریہ کون سا روانہ فرمایا؟

سوال: آخری جماعت میں جلیل القدر صحابہ کرام میں سے کون کون تھے؟

سوال: اس دنیا سے رخصت ہونے کا اشارہ کیسے ملا؟

سوال: امہات المومنین میں سے کن کے گھر میں مرض شروع ہوا؟

سوال: حضور ﷺ کتنے روز مرض الوفات میں مبتلا رہے؟

سوال: آخری ایام کن کے گھر پر گزارے؟

سوال: کیا حضور ﷺ شہید ہوئے؟

Marfat.com

مرض الموت کا خطبہ

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی زینت کو قبول کرے یا اس چیز کو جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس ہے۔ تو اس بندہ نے اسی چیز کو قبول کیا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمانے پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رو اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر فدا ہو جاؤں اور میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے پر ہم سب کو تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کا ذکر کرتے ہیں جس کو خدا نے یہ اختیار دیا۔ یہ رونے کی کیا بات ہے؟؟ مگر اصل بات یہ تھی کہ بندے سے مراد حضور ﷺ تھے اور حضور ﷺ ہی کو یہ اختیار دیا گیا تھا۔ چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے فہم میں زیادہ تھے انہوں نے اس اشارے کو سمجھ لیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا شخص جس کے مال اور جس کی صحبت پر ہمیں سب سے زیادہ بھروسہ رہا وہ ابوبکر ہیں اور اگر خدا کے سوا اور کسی کو اپنا خلیل (جانی دوست) بناتے تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی کو خلیل نہیں بناتے۔ ابوبکر کی کھڑکی کے سوا سب کھڑکیاں بند کر دو۔ ایک روایت میں ہے کہ اس مسجد میں جتنے دروازے جاری ہیں سب کو بند کر دو ابوبکر کے دروازہ کے سوا یعنی ابوبکر کے دروازے کو بند نہ کرو۔ یہ خطبہ حضور ﷺ نے وفات سے پانچ روز پہلے ارشاد فرمایا تھا۔

محبوب ترین انسان

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کو سب

Marfat.com

سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ انہوں نے کہا کہ مردوں میں سے۔ فرمایا کہ ان کے والد۔ پوچھا کہ ان کے بعد۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمر بن الخطاب۔

تقویٰ

بیہقی کی روایت ہے کہ اس بیماری کے ایام میں حضور ﷺ کے پاس سات دینار تھے اور حضور ﷺ فرماتے تھے کہ ان کو صدقہ کر دو لیکن اس کے بعد حضور ﷺ پر غشی طاری ہوگئی اور سب لوگ آپ کی تیمارداری میں مشغول ہوگئے۔ آپ کو ہوش آیا تو فرمایا کہ ان کو لے آؤ۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو خود صدقہ کر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رونا اور ہنسنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چال رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہ تھی وہ آئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیٹی مرحبا۔

پھر حضور ﷺ نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور کچھ آہستہ آہستہ ان سے فرمایا جس پر انہوں نے رونا شروع کردیا پھر اسی طرح کچھ اور کہا تو ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کرسکتی۔ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا تو میں نے ان سے پھر پوچھا؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا کہ ہر سال مجھ پر جبرئیل ایک مرتبہ قرآن پیش کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ پیش کیا ہے اس لئے میرا گمان ہے کہ میری وفات کا وقت قریب

Marfat.com

آ گیا اور میرے اہل میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اس پر میں روئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جنت کی تمام عورتوں کی تو سردار ہو تو میں ہنس پڑی۔

لدُود

لدود ان دواؤں کو کہتے ہیں جو مریض کے منہ میں ایک طرف سے دی جاتی ہیں حضور ﷺ کو ایک روز اسی طرح دوا دی گئی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ کو مرض کی شدت سے بار بار غشی ہو جاتی تھی۔ لوگوں کا خیال ہوا کہ ذات الجنب ہے اس لئے لدود دیا جائے۔ حضور ﷺ نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو مگر سب نے سمجھا کہ یہ آپ ﷺ کا روکنا ویسا ہی ہے جیسا کہ عموماً مریض دوا سے نفرت کر کے پینے سے انکار کیا کرتے ہیں اس لئے لوگوں نے دوا دے دی۔ جب حضور ﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کہ کیا میں نے منع نہیں کیا تھا کہ مجھ کو اس طرح دوا نہ دو؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں آپ نے منع تو فرمایا تھا مگر ہم نے سمجھا کہ یہ منع کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ مریض منع کیا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں جتنے لوگ ہیں سب کو اسی طرح دوا دی جائے سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وہ تمہارے ساتھ نہ تھے۔ چونکہ گھر کے افراد نے منع کے باوجود ایسا کیا اس لئے تنبیہ کی غرض سے سب کو لدود دینے کا حکم دیا۔

واقعۂ قرطاس اور آخری وصیت

جب حضور ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا اور گھر میں بہت سے آدمی موجود تھے جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آؤ ہم تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دیں تاکہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو سکو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف زیادہ ہے اور تمہارے پاس (گمراہی سے بچنے کے لئے) خدا کی کتاب موجود ہے جو تمہارے لئے کافی ہے (حضور ﷺ کو ایسی حالت میں تکلیف نہ دو) صحابہ جو موجود تھے ان میں اس کے متعلق اختلاف ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ حضور ﷺ جو کچھ لکھوانا چاہتے ہیں لکھوا لو اور کچھ حضرات وہ کہتے رہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب لوگوں میں اختلاف اور شور زیادہ ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض بہت زیادہ ہوگیا تو فرمایا کہ ایک کتف (یعنی اونٹ یا بکرے کے مونڈھے کی ہڈی اس زمانہ میں عام طور پر تحریر کے لئے یہ چیزیں استعمال ہوتی تھیں) لاؤ تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دیں کیونکہ اس کے بعد پھر تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ لوگوں نے اس میں جھگڑا شروع کر دیا۔ حالانکہ نبی کے سامنے جھگڑا مناسب نہ تھا کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ غفلت اور بے ہوشی میں کہہ رہے ہیں۔ پوچھ کر تحقیق کرلو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں چھوڑ دو۔ ہم جس حال میں ہیں وہ اس سے بہتر ہے جو تم لوگ کہہ رہے ہو یعنی اس وقت ہم اللہ تعالیٰ سے ملنے کے اشتیاق کی اعلیٰ حالت میں ہیں جب کہ تمہاری حالت اختلاف کی ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے تین باتوں کا حکم دیا۔

ایک یہ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔

دوم یہ کہ وفود کو اسی طرح بدلہ دیا کرو جس طرح ہم دیا کرتے تھے۔

تیسری بات حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے جیش کے متعلق کوئی حکم تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسرا حکم حضور ﷺ نے یہ دیا کہ میری قبر کو پرستش گاہ نہ بناؤ۔

قطعی طور پر یہ نہ معلوم ہوسکا کہ حضور ﷺ کیا لکھوانا چاہتے تھے۔ مگر یہ

Marfat.com

ظاہر ہے کہ اگر اس کا بیان کرنا ضروری ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا اور کسی کے اختلاف کی وجہ سے آپ اس کو قطعاً موقوف نہ کرتے۔ ممکن ہے کہ وہی باتیں ہوں جن کو آپ نے پیچھے بیان کر دیا تھا۔ کیونکہ اگر وہ ان کے سوا کوئی اور اہم حکم ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان فرما دیتے۔

اس قصے کے متعلق بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ جو آپ بڑی کتابوں میں مطالعہ کر سکتے ہو۔

جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے پانچویں دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ لہٰذا اگر کوئی ضروری بات ہوتی جو رہ گئی تھی تو ان دنوں میں لکھوا سکتے تھے۔

تمرین

سوال: مرض الوفات کے خطبہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیوں روئے؟

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبوب ترین انسان کسے کہا؟

سوال: مرض الوفات میں تقویٰ کا کیا واقعہ پیش آیا؟

سوال: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہنسنے اور رونے کی وجہ کیا تھی؟

سوال: مرض الوفات میں کن تین باتوں کا حکم دیا؟

Marfat.com

انصار کی پریشانی اور حضور ﷺ کا آخری خطبہ

جب انصار نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری برابر بڑھتی جا رہی ہے تو وہ پریشانی اور اشتیاق کی وجہ سے مسجد کے اطراف میں چکر لگا رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انصار کا اشتیاق کا حال رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ پھر فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ گئے تو انہوں نے بھی تذکرہ کیا۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ گئے تو انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا جب اس طرح متواتر خبر آپ کو ملی تو آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ پر آپ اس طرح سہارا لگائے ہوئے تھے۔ آپ کے دونوں پیر زمین پر کھنچ رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگے آگے تھے۔ سر میں پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ منبر کی نچلی سیڑھی پر بیٹھے اور فرمایا کہ اے لوگو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو۔ کیا جتنے انبیاء مبعوث ہوئے ان میں سے کوئی ہمیشہ رہا؟؟ میں خدا سے ملنے والا ہوں اور تم بھی ملنے والے ہو۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے ساتھ بھلائی کرو، اور میں وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین آپس میں اچھا برتاؤ رکھیں۔ اس کے بعد آپ نے والعصر کی پوری سورۃ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ سارا کام اللہ کے حکم سے چلتا ہے۔ جس کام میں تاخیر ہو اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ۔ کسی کے جلدی مچانے سے خدا جلدی نہیں کرتا اور وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ بھلائی کرو۔ انہوں نے تم سے پہلے مدینہ کو اپنا وطن بنایا اور ایمان کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ کیا انہوں نے اپنے پھلوں میں تم کو اپنا شریک نہ بنایا؟ کیا انہوں نے تمہارے لئے مکانوں کو وسیع نہ کیا؟ انہوں نے

Marfat.com

باوجود احتیاج کے تم کو اپنے نفسوں پر ترجیح نہ دی؟!۔ دیکھو اپنے نفسوں کو ان پر ترجیح نہ دو۔ اور فرمایا کہ دیکھو میں پہلے جاتا ہوں اور تم بھی آکر مجھ سے ملو گے۔ حوض پر ملنے کا وعدہ ہے۔

حضور ﷺ کے آخری خطبہ کے متعلق تین قسم کی معتبر روایتیں آئی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کا آخری خطبہ وہ تھا جس میں آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا مسجد کی سب کھڑکیوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔

دوسری قسم کی روایتیں وہ ہیں جن میں انصار کی بے تابی کی خبر سن کر آپ باہر آئے۔ انصار کو تسلی دی۔ اور مہاجرین و انصار کو وصیت کی وہ آپ کا آخری خطبہ تھا۔

تیسری قسم کی روایتیں وہ ہیں جن میں مذکور ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر جن لوگوں نے اعتراض کیا تھا ان کا حضور ﷺ نے منبر پر جواب دیا وہ آپ کا آخری خطبہ تھا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ سب مضمون ایک ہی خطبہ کا ہے۔ اس کے مختلف حصوں کو صحابہ علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔ یہ خطبہ آپ کا جمعرات کے روز ظہر کی نماز کے بعد ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ مسجد تشریف نہ لائے۔ البتہ پیر کے روز صبح کے وقت پردہ اٹھا کر آپ نے صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا اور اس روز تین دن کے بعد آپ کے جمال مبارک پر صحابہ کرام کی نظر پڑی تھی۔

حضور ﷺ کی آخری نماز باجماعت اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت

حضور ﷺ جب تک مسجد جا سکے برابر تشریف لے گئے اور خود امامت کی۔ جب جانا ناممکن ہوگیا تو آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ کا مرض بہت شدید ہوگیا تو

Marfat.com

(عشا کے وقت) آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ ہم سب نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے پانی طلب کیا۔ اور غسل کیا لیکن اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو پھر دریافت فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے پھر یہی کہا کہ سب لوگ آپ کے انتظار میں ہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے پھر پانی مانگا اور غسل کیا۔ لیکن جب اٹھنا چاہا تو پھر غشی ہوگئی۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت فرمایا اور پھر وہی حال ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ حال تھا اور صحابہ مسجد میں حضور ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور فرماتی ہیں کہ یہ عشا کی نماز کا وقت تھا۔ آخر حضور ﷺ نے کہلا بھیجا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بہت ہی رقیق القلب تھے ان کو جب حضور ﷺ کے آدمی نے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم پڑھاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ الغرض اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ پھر ظہر کے وقت حضور ﷺ کی حالت کچھ سنبھلی تو آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سہارے مسجد تشریف لے گئے۔ مگر اس طرح کہ آپ کا پیر زمین پر کھنچتا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو پیچھے آنا چاہا۔ مگر حضور ﷺ نے اشارہ سے منع کیا اور حضور ﷺ کو ان لوگوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بٹھا دیا۔ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ ایک دوسری روایت میں تصریح ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور حضور ﷺ بیٹھ کر۔

یہ حال جمعرات کے روز ظہر کی نماز کے وقت کا ہے۔ اسی نماز کے بعد آپ نے وہ خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کا آخری خطبہ تھا اور یہ آپ کی مسجد میں آخری نماز تھی اس سے پہلے قرطاس کا واقعہ ہوا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

Marfat.com

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت اور رسول اللہ ﷺ کی تاکید

جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدید ہوگیا تو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ بہت رقیق القلب ہیں۔ آپ کی جگہ امامت کرنے کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کی طاقت سے باہر ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ امامت کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر اسی طرح کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ امامت کریں تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کی سی ہو (کہ جس طرح مصر کی عورتیں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی بات منوانا چاہتی تھیں بالکل اسی طرح تم بھی اپنی بات پر اصرار کر رہی ہو واللہ اعلم) اس کے بعد حضور ﷺ کے آدمی نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دی اور انہوں نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ کے وصال تک وہی پڑھاتے رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بار بار اصرار کرنے پر بھی حضور ﷺ نے نہ مانا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تو حضور ﷺ نے انکار کیا۔ غصہ ہوئے اور کہا کہ تم سب حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کی سی ہو۔ اور ابن زمعہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ یہ نکلے تو دروازہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر! نماز پڑھا دیجئے۔ حضرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی تو ان کی آواز بلند تھی رسول اللہ ﷺ نے سن لی۔ فرمایا کہ نہیں نہیں نہیں۔ اللہ اور مسلمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو نہیں چاہتے۔ اللہ اور مسلمان ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا کسی کو نہیں چاہتے۔ اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں چاہتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھائیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تکبیر کی آواز رسول اللہ ﷺ نے سنی تو غصہ سے سر اٹھایا اور کہا کہ ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کہاں ہیں؟

حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لئے اپنا قائم مقام بنایا اور اس پر تاکید اور اصرار کیا۔ اس سے صحابہ نے استدلال کیا ہے کہ وہی خلافت کے بھی زیادہ اہل تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے اور خود حضرت علی کا قول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کا حکم دیا اور ہم موجود تھے غائب نہ تھے۔ اور تندرست تھے بیمار نہ تھے۔ لہٰذا چونکہ رسول اللہ ﷺ نے دین کے معاملہ میں ان کو ہم سب کا امام بنانا پسند کیا۔ اس لئے ہم سب نے دنیا کے معاملہ میں بھی انہیں کا امام ہونا پسند کیا۔

حضرت ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امیر المومنین رشید نے سوال کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیونکر خلیفہ ہوگئے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! اللہ نے سکوت کیا۔ اللہ کے رسول نے سکوت کیا اور مؤمنین ساکت رہے۔ رشید نے کہا کہ اللہ کی قسم! تم نے تو اس جواب سے ہم کو اور بھی تاریکی میں ڈال دیا۔ میں نے کہا: امیر المومنین رسول اللہ ﷺ آٹھ روز بیمار رہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! نماز کون پڑھائے؟ فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آٹھ روز نماز پڑھائی۔ اس وقت وحی نازل ہو رہی تھی۔ مگر خدا نے اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ اور اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ساکت رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے سکوت کی وجہ سے مسلمان ساکت رہے۔

Marfat.com

رشید نے کہا کہ بارک اللہ۔

روافض کا عجیب شبہ

روافض اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایام مرض میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز کے لئے امام مقرر کیا۔ مگر کہتے ہیں کہ پھر وہ معزول کر دیئے گئے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے بعد ایک روز ظہر کے وقت حضور ﷺ خود مسجد تشریف لے گئے اور حضور ﷺ ہی نے امامت کرائی۔ روایات مذکورہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس ظہر کے بعد بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھاتے رہے اور خود اس ظہر کی نماز بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے شروع کی تھی۔ درمیان میں حضور ﷺ آ گئے۔ اور بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سوموار یعنی جس روز حضور ﷺ کا انتقال ہوا اس روز صحابہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے۔ اتنے میں حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو نماز کی صف میں دیکھ کر حضور ﷺ مسکرائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ کر صف میں مل جائیں۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ صحابہ کا تو یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ خوشی میں ان کی نمازیں ٹوٹ جائیں گی۔ مگر حضور ﷺ نے اشارہ کیا کہ نماز پوری کرو! یہ کہہ کر پردہ گرا دیا اور حجرہ میں چلے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسی روز ضحیٰ (چاشت) کے وقت حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

حضور ﷺ نے سوموار کی فجر کی نماز کے وقت پردہ اٹھا کر دیکھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ اس روز تین دن کے بعد حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر صحابہ کی نظر پڑی تھی کیونکہ جمعرات کی ظہر کی نماز میں حضور ﷺ

Marfat.com

شریک ہوئے تھے۔ جمعہ ہفتہ اور اتوار کو حضور ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ اس لئے کل اکیس وقت کی نمازوں میں حضور ﷺ کی حیات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کی۔

رحلتِ مصطفیٰ ﷺ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سوموار کی صبح کو حضور ﷺ کی حالت سنبھل گئی تھی صبح کی نماز کے وقت آپ نے پردہ اٹھا کر صحابہ کو جماعت سے نماز پڑھتے دیکھا۔ اور اس پر حضور ﷺ نے تبسم بھی فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تر لکڑی کی مسواک تھی اور فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھی کہ حضور ﷺ کو اس کی حاجت ہے۔ اس لئے دریافت کیا کہ کیا آپ کے لئے مسواک مانگوں۔ آپ نے سر سے اشارہ کیا کہ ''ہاں''۔ میں نے مسواک لے کر اس کے سرے کو توڑ دیا اور پھر سرے کو نرم بنا کر حضور ﷺ کو دیا۔ آپ نے نہایت اچھی طرح مسواک کی۔ لیکن جیسے ہی مسواک سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کا ہاتھ گر گیا اور تین دفعہ فرمایا ''فی الرفیق الا علی'' بس اس کے بعد حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھ پر خدا کے انعامات میں سے ایک انعام یہ تھا کہ حضور ﷺ کے انتقال کے وقت میرا لعاب دہن آپ کے لعاب دہن سے مل گیا۔ وہ آپ کا دنیا کا آخری دن تھا اور آخرت کا پہلا دن تھا۔

بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ

Marfat.com

حضور ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ نبی کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو اختیار نہ دے دیا جائے کہ وہ دنیا کو قبول کرے یا آخرت کو۔ حضور ﷺ کی وفات کا جب وقت آیا تو آپ کا سر میری ران پر تھا اور آپ کو غشی تھی۔ غشی سے افاقہ ہوا تو آپ کی آنکھیں چھت سے لگ گئیں اور آپ نے فرمایا "اللھم فی الرفیق الاعلی" میں سمجھ گئی کہ اب حضور ﷺ ہم لوگوں کو اختیار نہ کریں گے۔ یہ وہی اختیار ہے جس کا صحت کی حالت میں آپ ذکر کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت حضور ﷺ کا انتقال ہوا تھا اس وقت آپ ﷺ کے پاس پیالہ میں پانی تھا۔ اس میں ہاتھ ڈالتے تھے اور پھر پانی چہرہ پر ملتے تھے۔ اور کہتے تھے:

﴿اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ﴾

ترجمہ: "اے اللہ موت کی سختی پر میری مدد فرمایا۔"

بخاری میں ہے کہ شدت تکلیف سے آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بے تابی میں کہا "واکرب ابتاہ" (ہائے ابا جان کی تکلیف) اور نسائی کی روایت میں ہے "واکرباہ" (ہائے ابا جان کی تکلیف) حضور ﷺ نے اس پر کہا کہ اب آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی یعنی آج خاتمہ ہے۔

الغرض سرور کائنات اور فخر موجودات ﷺ نے توحید کی بنیاد کو مستحکم کر کے تبلیغ اور رسالت کے ذمہ داریوں کو پورے طور پر انجام دے کر ربیع الاول کے مہینہ میں سوموار کے روز انتقال فرمایا۔ سب سے آخری جملہ جو حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا تھا وہ یہی تھا "فی الرفیق الاعلی" (مختلف روایات میں ہے کہ آخری جملہ "فی الرفیق الاعلی" فرمایا اور "فی الرفیق الاعلی" کے یہ

Marfat.com

معنی ہیں (۱) "الرفیق الاعلی" سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں یعنی اے اللہ! مجھے انبیاء میں شامل فرما (۲) "الرفیق الاعلی" سے آسمانوں میں رہنے والے رشتے مراد ہیں (۳) "الرفیق الاعلی" سے اللہ تعالیٰ مراد ہیں۔ یعنی اے اللہ! مجھے اپنی رحمت میں شامل فرما واللہ اعلم)۔

بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا میرے گھر میں میری باری کے دن میرے حلق اور سینہ کے درمیان انتقال ہوا۔ ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ آفتاب ڈھلتے ہی آپ کا انتقال ہوا۔ جمہور کا قول ہے کہ اس روز ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔

تمرین

سوال: انصار کے اضطراب میں حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

سوال: مرض الوفات میں حضور ﷺ نے کس کی اقتداء میں نماز پڑھی؟

سوال: سب سے آخری جملہ کیا فرمایا؟

سوال: وصال کس دن ہوا؟

سوال: کس تاریخ کو وصال ہوا؟

Marfat.com

وفات کا اثر

حضور ﷺ کی وفات کا اثر صحابہ پر کیسا پڑا اور مدینہ کی حالت کیا ہوگئی؟ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ مسجد نبوی میں پہلے منبر نہ تھا حضور ﷺ ایک لکڑی پر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بنا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے تو بے جان لکڑی اس فراق کو برداشت نہ کرسکی۔ روئی اور اتنے زور سے روئی کہ صحابہ نے اس کے رونے کی آواز سنی۔ جب اتنے سے فراق کا بے جان لکڑی پر یہ اثر ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ صحابہ پر حضور ﷺ کے فراق کا کیا اثر ہوا ہوگا۔ کفار مکہ نے شہادت دی ہے کہ جو محبت صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے تھی اس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ ماں، باپ، اولاد، عزیز، جان، مال اور سب سے زیادہ ان کو رسول اللہ ﷺ سے محبت تھی اور یہ ایسی جدائی تھی کہ اس کے بعد چہرۂ انور پر نظر پڑنے سے ان کو قطعی مایوسی ہوگئی۔ اس لئے جتنی بے تابی بھی ان کو ہوئی ہو وہ تھوڑی ہے۔

جلیل القدر صحابہ کرام بلا مبالغہ حواس کھو بیٹھے، عقلیں گم ہوگئیں، آوازیں بند ہوگئیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سکتہ کی حالت ہوگئی۔ وہ آتے جاتے تھے مگر کوئی بات نہیں کرسکتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیٹھ گئے، ان میں حرکت کرنے کی سکت نہ رہی۔ حضرت عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ کے قلب کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ برداشت نہ کرسکے ان کا انتقال ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوسان خطا ہو گئے۔ انہوں نے تلوار نکال لی کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا ہے تو اس کو قتل کردوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

Marfat.com

حضور ﷺ کو کیسی سخت غشی ہے۔ جب چلے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر! حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا اس وقت تک انتقال نہ ہوگا کہ جب تک خدا منافقین کو فنا نہ کر دے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پریشان کر دیا۔ انہوں نے تلوار نکال لی اور کہا کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا تو ہم اس کو تلوار سے قتل کر دیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ اے سالم! رسول اللہ ﷺ کے صحابی (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرو۔ میں مسجد کی طرف گیا تو وہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے ان کو دیکھتے ہی میں بے تاب ہو کر رونے لگا۔ فرمایا کہ اے سالم! کیا رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا؟ میں نے کہا کہ عمر بن الخطاب تو کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا تو میں اس کو قتل کر دوں گا۔ چونکہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے وہ سخ (مقام) میں تھے جو عالیہ میں مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے ان کی زوجہ حبیبہ وہیں رہتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خود ان کو وہاں جانے کی اجازت دی تھی اس لئے کہ سوموار کی صبح کو مرض میں کمی نظر آئی۔ اور کچھ سکون معلوم ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں کی اجازت چاہی اور حضور ﷺ نے اجازت دی۔ اس لئے ان کی عدم موجودگی میں حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچ لی اور دھمکی دی کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا تو اس کو قتل کر دوں گا۔

اور بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے جو سخ میں تھا گھوڑے پر آئے اور اتر کر مسجد میں آئے۔ وہاں کسی سے کوئی بات نہ کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضور ﷺ حبرہ کی چادر میں لپٹے

Marfat.com

ہوئے تھے (حبرہ ایک یمنی خط دار اور سبز کپڑہ ہوتا تھا) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور آپ پر جھکے اور حضور ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سب کام حضور ﷺ کی اقتدا میں کیا۔ حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا اور رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھنے گئے تو اسی طرح چہرہ کھول کر بوسہ دیا تھا) اور فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ ہرگز خدا آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو باتیں کہہ رہے تھے اس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس روز کے لئے قوم سے جدا ہو کر طور پر رہے تھے اور چالیس روز کے بعد قوم میں واپس آئے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی چالیس روز کے بعد واپس آئیں گے اور منافقین کو سزا دیں گے۔ چونکہ اس صورت میں دو موتیں لازم آتی تھیں اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تردید کی) البتہ صرف ایک موت آپ کے لئے لکھی گئی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بول رہے تھے۔ کہا کہ اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑ دیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا جو شخص محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا (وہ جان لے) کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ اور جو تم میں سے خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ......

شاکرین ۝﴾ (سورۃ ال عمران آیت نمبر: ۱۴۴)

یعنی محمد ﷺ صرف خدا کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بہت سے رسول

Marfat.com

گزر چکے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی اس کو جانتا ہی نہیں۔ ان سے سن کر ہر شخص اسی آیت کو پڑھنے لگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں بھی پڑھیں:

﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ (سورۃ الزمر آیت: ۳۰)

ترجمہ: ''آپ کو بھی مرنا اور ان کو بھی مرنا ہے۔''

اور:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ﴾ (سورۃ الانبیاء آیت: ۳۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔''

بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورۃ آلِ عمران کی آیت سنی تو ہم حیران ہوگئے اور میں زمین کی طرف جھک گیا۔ ان کے اس آیت کی تلاوت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا انتقال ہوگیا۔

بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ان کلمات سے رجوع کیا جو پریشانی کی حالت میں وہ بول گئے تھے۔ بیعت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے کل کچھ باتیں کہی تھیں وہ صحیح نہ تھیں وہ باتیں نہ میں نے کتاب اللہ میں پائیں نہ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ایسا کوئی عہد تھا۔ البتہ میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

زندہ رہتے اور ان کی موت ہم سب کے بعد ہوتی۔

الغرض اس حادثہ عظیمہ کے بعد مدینہ طیبہ صحابہ کی نظروں میں تاریک ہوگیا۔

روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے دفن سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اذان دیتے تھے اور "اشهد ان محمدا رسول الله" کہتے تھے تو گریہ و بکا سے مسجد لرز جاتی تھی۔ دفن کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان بند کر دی۔

غسل

غسل کے وقت صحابہ کو تردد ہوا کہ کپڑے اتار کر غسل دیا جائے یا انہیں کپڑوں میں جو حضور ﷺ نے پہنے ہوئے ہیں۔ رائیں مختلف تھیں کہ اتنے میں وہاں جتنے لوگ تھے سب کو نیند کا غلبہ ہوا اور سب کو اونگھ آگئی۔ اسی حالت میں سب نے ایک آواز سنی کہ حضور ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو۔ اس لئے حضور ﷺ کو غسل دیا گیا تو قمیص، جسم اطہر پر تھی۔ حضور ﷺ کو تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ پہلے خالص پانی سے، دوسری مرتبہ بیری کے پتوں والے پانی سے اور تیسری مرتبہ کافور ڈال کر۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ اور حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ، کروٹ بدلنے میں مدد دے رہے تھے۔ قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ پانی دے رہے تھے اور یہ لوگ پردے کے باہر تھے۔

تکفین

حضور ﷺ کے کفن کے بارے میں جمہور کہتے ہیں کہ کل تین کپڑے تھے اور یہ ثابت نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے کفن میں سلی ہوئی قمیص و عمامہ تھا۔

لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کے جنازہ کی نماز پڑھیں؟ فرمایا: ہاں پڑھو۔ پوچھا: کیا پڑھیں؟ تو فرمایا کہ ایک ایک جماعت کی شکل میں جاؤ اور تکبیر کہو پھر دعاء پڑھو تو لوگ جاتے تھے اور الگ الگ تکبیر کہہ کر دعاء پڑھتے تھے۔ اس پر اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہ کی۔

تدفین

نماز کے بعد اس میں اختلاف ہوا کہ دفن کہاں کیا جائے بعض نے کہا کہ منبر کے پاس۔ اور بعض نے کہا کہ بقیع میں جیسا کہ موطا میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ نبی کا جہاں انتقال ہوتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

قبر

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ نے حضور کے لئے لحد تیار کیا۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ قبر میں داخل ہوئے۔ اور سب کے بعد قبر سے قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ نکلے۔

آپ کی قبر میں نو اینٹیں بچھائی گئیں۔ دفن کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے انس! تم لوگوں کے دل نے اس کو قبول کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے قبر کی مٹی لے کر آنکھوں پر رکھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی قبر پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشک سے پانی چھڑکا۔ اور سر کی جانب سے پانی ڈالنا شروع کیا۔

Marfat.com

دفن کا دن

سوموار کے دن حضور ﷺ کا انتقال ہوا اور منگل اور بدھ کے درمیان والی رات میں دفن کیا گیا۔

تمرین

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی وفات سے کیسے متاثر ہوئے؟

سوال: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو کس طرح سنبھالا؟

سوال: حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اذان دیتے تو کیا سماں ہوتا؟

سوال: حضور ﷺ کے کفن میں کتنے کپڑے تھے؟

سوال: کیا کفن میں عمامہ تھا؟

سوال: نمازِ جنازہ کس طرح پڑھی گئی؟

سوال: تدفین کے وقت کیا طے پایا؟

سوال: قبر مبارک کس نے کھودی؟

سوال: کتنی اینٹیں لگائی گئیں؟

سوال: دفن کب کیا گیا؟

Marfat.com

متروکات

مرض الموت میں وفات کے قریب حضور ﷺ کے پاس کل سات دینار تھے۔ ان کو حضور ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے صدقہ کر دیا۔ چند مکانات تھے وہ ازواج مطہرات پر تقسیم تھے اور انہیں کے قبضے میں تھے، وہ حضور ﷺ کی حیات ہی میں ازواج مطہرات کی طرف منسوب تھے اوروفات کے بعد بھی انہیں کے قبضہ میں رہے۔ کچھ زمینیں تھیں اور من جانب اللہ ان پر تصرف کا حضور ﷺ کو کامل اختیار تھا۔ لیکن وہ ذاتی ملکیت نہ تھیں کہ جن میں وراثت جاری ہو سکے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "ما ترک رسول اللہ ﷺ درھماً ولا دیناراً ولا شاۃً ولا بعیراً ولا اوصی بشیءٍ رواہ مسلم" حضور ﷺ نے نہ کوئی درہم چھوڑا نہ کوئی دینار نہ بکری نہ اونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت کی۔ اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری میں ہے "ما ترک رسول اللہ ﷺ عند موتہ دیناراً ولا درھماً ولا عبداً ولا امۃً ولا شیئًا الا بغلۃ البیضاء وسلاحہ وارضاً جعلھا صدقۃ رواہ البخاری" یعنی رسول اللہ ﷺ نے موت کے وقت نہ دینار چھوڑا نہ غلام نہ لونڈی۔ نہ کوئی اور شے لیکن ایک سفید خچر اور سلاحِ جنگ اور زمینیں کہ جو حضور ﷺ نے صدقہ کر دی تھیں۔ اسی طرح دوسری چیزوں کے متعلق ممکن ہے کہ انہیں بھی وفات سے پہلے صدقہ یا ہبہ کر دیا ہو۔

زمینیں

کچھ زمینیں رسول اللہ ﷺ کی سمجھی جاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے قبضہ میں تھیں۔ ان کی آمدنی میں سے حضور ﷺ ازواج مطہرات کو بعض اہل بیت کو

Marfat.com

اور بعض بنی ہاشم کو نفقات دیتے تھے۔ باقی غزوات میں، وفود پر اور مختلف قسم کے کار خیر میں خرچ کرتے تھے اور حاجت مندوں کی امداد کرتے تھے۔

حضور ﷺ کے انتقال کے بعد جلیل القدر صحابہ اور خاص لوگوں کی رائے میں انہیں اموال کے متعلق اختلافات پیدا ہوگیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی ملکیت خاص تھیں اور جس طرح ہر مسلمان کی ملک اس کے ورثاء پر تقسیم ہوتی ہے اسی طرح قرآن شریف کے مطابق اس کو بھی رسول اللہ ﷺ کے ورثاء پر تقسیم ہونا چاہئے لیکن حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ، اور دوسرے صحابہ کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی ملکِ خاص نہ تھی۔ اور انبیا کی ملکیت ہوتی ہی نہیں ہے جس میں وراثت جاری ہوسکے۔ اس بات کی دلیل میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خود حضور ﷺ کا فرمان پیش کیا۔ "نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکناہ صدقة" یعنی حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت (کے اموال) میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوتے بلکہ انبیاء جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے (یعنی ملک خداوندی ہے) اس کے علاوہ بعض اراضی کے متعلق نصِ قرآنی موجود ہے کہ وہ فئی ہے مثلاً بنی النضیر کی زمین۔ اور بعض کے متعلق حضور ﷺ کا قول وعمل شاہد ہے کہ آپ نے اس کو فئی سمجھا۔ فئی کے اموال کا حکم خدا نے قرآن پاک میں بتا دیا ہے کہ اس میں تمام مسلمانوں کا حق ہے۔ تو ایسے مال میں وراثت کیونکر ہوسکتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات نے بھی حصہ کا مطالبہ کیا تھا مگر جب ان کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ نے مسئلہ کی حقیقت سمجھائی تو انہوں نے اقرار کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ ہے اس میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوسکتے۔ اس میں جمہور صحابہ کی رائے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق تھی۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں مدینہ کی زمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کر دی تھی مگر اس شرط پر کہ اس میں اسی طرح تصرف کیا جائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

مکانات

ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں تقریباً سات مہینے تک رہے۔ اس کے بعد مسجد نبوی کے ساتھ پہلے دو گھر بنوائے۔ ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے۔ اور ایک حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے۔ پھر ضرورت کے تحت مزید گھر بنتے گئے اور وفات کے وقت نو ازواجِ مطہرات تھیں۔ اور سب کے گھر علیحدہ علیحدہ تھے۔ حارثہ ابن النعمان رضی اللہ عنہ کے گھر مسجد کے ساتھ تھے۔ وہ یکے بعد دیگرے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آتے گئے۔ یہ سارے مکانات منبر کے آگے بائیں جانب تھے۔ اور سب کا راستہ مسجد میں تھا۔ مسجد میں ایک سایہ دار جگہ اور بنی ہوئی تھی جس کو صفہ کہتے تھے۔ یہاں مساکین، فقراء، اور غیر مستطیع مسلمان رہا کرتے تھے۔ جن کے گھر بار۔ بیوی بچے کچھ نہ تھے۔ نہ معاش کا کوئی ذریعہ تھا۔ اس لئے یہ خدا اور رسول کے مہمان تھے۔

مسجد اور صفہ پر نہ کسی کا مالکانہ قبضہ ہوا نہ ہوسکتا تھا۔ ازواج مطہرات کے گھر جو جن کے قبضہ میں تھے انہیں کے رہے۔

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھر خود بنائے اور جو حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے گھروں میں سے لئے، ان میں سے جس گھر میں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرا دیا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی انہیں کی طرف منسوب تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

وفات کے بعد بھی وہ انہیں کا رہا۔ اور ان میں وراثت بھی جاری ہوئی اور انہیں کے ورثاء نے ان کو بیچا۔

یہ سب حجرے عرصہ تک قائم تھے۔ ولید بن عبدالملک کے حکم سے یہ حجرے توڑ کر مسجد میں داخل کر دیئے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں چونکہ رسول اللہ کی قبرِ مبارک تھی اس لئے وہ باقی رہا۔

ان مکانات کے علاوہ ایک بالا خانہ بھی حضور ﷺ کا تھا۔ مگر یہ بھی مسجد میں داخل کر دیا گیا۔ اس کو مشربہ کہتے تھے، وفود کے لئے جو سامان حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تھا وہ اسی مشربہ میں رکھا کرتے تھے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ایک گھر حضور ﷺ نے علیحدہ بنوا دیا تھا۔ وہ مسجد سے دور تھا۔ وہ جگہ اب تک ہے جو مشربہ اُمّ ابراہیم کے نام سے مشہور ہے۔

لباس

حضور ﷺ زیادہ تر روئی کا لباس پہنتے تھے۔ صوف، اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی آپ نے پہنا ہے۔ جبہ، قبا، قمیص، ازار، عمامہ، ٹوپی، چادر، حلہ، موزہ، یہ سب آپ نے پہنا ہے۔ پائجامہ کے پہننے میں اختلاف ہے۔ سفید لباس پسند فرماتے تھے لیکن سبز اور سرخ خط کی یمنی چادر آپ کو بہت مرغوب تھی۔ جو بردِ یمانی کے نام سے مشہور تھی۔ خالص سرخ کو منع فرماتے تھے۔ کبھی کبھی سیاہ عمامہ آپ نے باندھا ہے، عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننے کی تاکید کرتے تھے۔ صرف ٹوپی بھی پہنی ہے۔

شرح سفرالسعادت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک انصار یہ میرے پاس آئیں اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بچھونا ایک پرانی

Marfat.com

چادر کا ہے۔ انہوں نے گھر جا کر ایک اچھا بچھونا بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آ کر دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے ساری بات بتلا دی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اسے واپس کر دو۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو اللہ پاک سونے کا پہاڑ میرے ساتھ کر دے۔

تمرین

سوال: کیا حضور ﷺ نے ترکہ چھوڑا؟

سوال: حضور ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں کتنا عرصہ رہے؟

سوال: حضور ﷺ نے کن کن کپڑوں کا لباس بنایا؟

سوال: حضور ﷺ نے کون کون سا لباس زیب تن فرمایا؟

سوال: کس رنگ کے لباس کو پسند فرمایا؟

سوال: چادر کس رنگ کی مرغوب تھی؟

سوال: کس رنگ سے منع فرماتے تھے؟

سوال: کیا صرف ٹوپی بھی پہنی ہے؟

سوال: حضور ﷺ کا بچھونا کس طرح کا تھا؟

Marfat.com

سواری کے جانور

گھوڑے

حضور ﷺ کے سات گھوڑے تھے اور کسی خاص صفت کی وجہ سے ان کے مختلف نام تھے، سکب، (تیزی کی وجہ سے یہ نام تھا) لحیف (لمبی اور موٹی دم کی وجہ سے یہ نام ہوا)، شجاء (لمبے لمبے قدم رکھتا تھا)، ظرب (قوت کے اعتبار سے یہ نام ہوا)، لزاز، (مضبوط جسم کی وجہ سے یہ نام ہوا) مرتجز (اچھی آواز کی وجہ سے یہ نام ہوا)، الورد (رنگ کی وجہ سے یہ نام ہوا)۔

بغال یعنی خچر

حضور ﷺ کے پانچ بغال یعنی خچر تھے دلدل جو مقوقس نے بھیجا تھا۔ فضہ فروۃ الجذامی نے بھیجا تھا۔ ایک بغلہ صاحب ایلہ نے بھیجا تھا۔ ایک بغلہ صاحب دومۃ الجندل نے بھیجا تھا۔ ایک بغلہ نجاشی شاہ حبش نے بھیجا تھا۔

حمیر یعنی گدھے

گدھے تین تھے۔ عفیرا جو مقوقس نے بھیجا تھا۔ ایک فروۃ الجذامی نے بھیجا تھا۔ ایک حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہدیۃً پیش کیا تھا۔

اونٹ

اونٹ تین تھے۔

القصوی یہ وہی اونٹ تھا جس پر آپ نے ہجرت کی تھی۔ اور جس کی نسبت حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ "مامور من اللہ" (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے) جس جگہ میں خدا کو میرا قیام منظور ہوگا وہاں یہ خود بیٹھ جائے گا۔

Marfat.com

دوسرا العضباء تیسرا الجدعاء بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی کا نام ہے۔ بعض اس کے علاوہ اور بھی بتاتے ہیں۔

بکریاں

حضور ﷺ کے پاس ایک سو بکریاں تھیں۔ جن میں گابھن اور بچے بھی شامل تھے۔ سو سے زیادہ ہوتیں تو اس کو ذبح کر دیتے اور پوری ایک سو رکھتے تھے۔

اسلحہ وغیرہ

سیوف

تلواریں آپ کے پاس نو تھیں۔ اور ہر ایک کا خاص نام تھا۔

ماثور آپ کی اس تلوار کا نام تھا جو آپ کو والد سے ورثہ میں ملی تھی۔ العضب، ذوالفقار، قلعی، البتار، الحنف، الرسوب، المخذم، القضیب، ذوالفقار آپ نے بعد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دے دی تھی۔

ادرع

زرہیں آپ کے پاس سات تھیں۔ ذات الفضول لوہے کی زرہ تھی اور اسمیں تانبے یا چاندی کے چار حلقے تھے۔ اسی زرہ کو آپ نے ابی الشحم یہودی کے پاس گروی رکھا تھا اور اس سے تیس صاع جو اپنے عیال کے لئے قرض لئے تھے۔ یہ زرہ ایک سال تک گروی رہی تھی۔ اس کے علاوہ یہ زرہیں تھیں الوشاح، ذات الحواشی، السعدیہ، فضہ، البتر، الخرنق۔

السعدیہ۔ آپ کو یہودیوں سے ملی تھی اور اس کے متعلق یہ خبر تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ ہے۔

Marfat.com

قسی

قسی یعنی کمانیں چھ تھیں۔ الزوراء، الروحاء، الصفراء، البیضاء، الکتوم، الشداد۔

جعبہ

جعبہ یعنی تیردان جس کو ترکش بھی کہتے ہیں ایک تھا جس کا نام الکافور تھا۔

ترس

یعنی ڈھال دو تھیں الزلوق۔ الفتق اور ایک اور بھی تھی جس میں شکل تھی اور آپ نے اس پر ہاتھ رکھا تو شکل مٹ گئی۔

رماح

یعنی نیزے دو تھے المثوی، المنثنی۔

حربہ

یعنی چوب دست تین تھے النبعہ، البیضاء، اورایک چھوٹا تھا الغزہ اس کو حضور ﷺ اکثر ساتھ رکھتے تھے۔ چھوٹے نیزہ کی طرح تھا۔ کبھی اس کو گاڑ کر نماز کے لئے سترہ بناتے تھے۔ کبھی اسی سے زمین کھود کر ڈھیلے نکالتے تھے۔

مغفر

خود (لوہے کی ٹوپی جسے دوران جنگ سر پر پہنتے ہیں) دو تھے۔ الموشح لوہے کا تھا اور ذوالمسبوغ۔

جبات

حضور ﷺ کے پاس تین جبے تھے جن کو لڑائی کے وقت پہنتے تھے۔

Marfat.com

رایت

ایک سیاہ رنگ کا بڑا علم تھا جس کا نام العقاب تھا۔

الویہ

یعنی جھنڈیاں سفید کئی تھیں۔

قسطاۃ

ایک چھوٹا سا خیمہ تھا۔

مجن

ایک ہاتھ لمبی چھڑی جس کی مٹھ مڑی ہوئی تھی۔ اونٹ کی سواری کے وقت سہارے وغیرہ کے لئے استعمال فرماتے تھے۔

ممشوق

ایک لکڑی تھی جس کا نام ممشوق تھا۔

پیالے

پیالے کئی تھے الریان، مغنیا اور ایک پیالہ تھا جسمیں سفید کام کیا ہوا تھا۔ ایک پیالہ شیشہ کا تھا۔ ایک پیالہ لکڑی کا تھا۔

رِکوہ

چمڑے کا ایک پرانا ڈول تھا جس کا نام الصادر تھا۔

تور

پتھر کا ایک بڑا برتن۔

Marfat.com

مخضب

ایک پرانی مشک تھی۔

قعب

ایک بڑا سا پیالہ تھا جس کا نام السعۃ تھا۔

ربعہ

ڈبہ اس میں آپ آئینہ۔ دو عدد قینچی اور مسواک رکھتے تھے۔

مشط

ایک کنگھی تھی جو غالباً ہاتھی دانت کی تھی۔

مکحلہ

ایک سرمہ دانی تھی۔ سوتے وقت آپ اس سے سرمہ لگایا کرتے تھے۔

قصعہ

ایک بڑا پیالہ تھا اس کا نام الغراء تھا۔

ان چیزوں کے علاوہ صاع اور مدیہ دونوں ناپ کے برتن تھے اور قطیفہ ایک موٹی چادر تھی اور سریر یعنی چوکی تھی۔ جس کے پائے سیاہ لکڑی کے تھے۔ یہ چوکی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ہدیۃً خدمت میں پیش کی تھی۔ فرش اور تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان و اسباب کی تقریباً مکمل فہرست ہے۔ جن کا تذکرہ احادیث میں متفرق طور پر آتا ہے۔ لیکن ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی ایک فہرست بتائی ہے وہ فہرست مختصر

Marfat.com

ہے لیکن اس میں بعض چیزوں کے نام اس سے مختلف ہیں اس لئے وہ فہرست بھی لکھی جاتی ہے۔

سیف کا نام	....	ذوالفقار
قوس	....	السداد
کنانہ (ترکش)	....	الجمع
درع (ڈھال)	....	ذات الفضول
سرج (زین)	....	الداج
بغلہ (خچر)	....	دلدل
ناقہ (اونٹ)	....	قصواء
حمار	....	یعفور
بساط (بچھونا)	....	الکرد
حربہ کا نام (چھڑی)	....	النبعہ
مجن (ترکش)	....	الدقن
ترس ابیض (سفید ڈھال)	....	الموجز
فرس ادہم (سیاہی مائل گھوڑا)	....	السکب
عَنزہ (نیزہ نما ڈنڈا)	....	القمر
رِکوہ (چمڑے کا ڈول)	....	الصادر
مِقراض (قینچی)	....	الجامع
مِراءۃ	....	نام مذکور نہیں
قضیب شوحط (شوحط درخت کی کمان)	......	الموت

مغفر، اور فضہ دو چیزیں ہیں۔ اور دونوں جنگ کے وقت سر پر پہنے جاتے ہیں۔ فضہ تو خود کو کہتے ہیں لیکن مغفر کی بناوٹ اس سے جدا ہے۔ حضور ﷺ کے

Marfat.com

پاس مغفر دو تھے الموشح اور ذوالمسبوغ جس کا ذکر اوپر ہو چکا لیکن غزوۂ احد میں حضور ﷺ نے فضہ یعنی خود پہنا تھا جو رخسار مبارک میں گڑ گیا تھا۔ اور اس سے زخم آیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس مغفر کے علاوہ فضہ بھی تھا۔

تمرین

سوال: حضور ﷺ کے پاس کتنے گھوڑے اور خچر تھے؟

سوال: حضور ﷺ کے پاس کتنے گدھے اور اونٹ تھے؟

سوال: حضور ﷺ کے پاس کتنی بکریاں تھیں؟

سوال: حضور ﷺ کے پاس کتنی تلواریں اور زرہیں تھیں؟

سوال: حضور ﷺ کے پاس کتنی کمانیں، ڈھالیں اور نیزے تھے؟

سوال: سامان کی مختصر فہرست میں سے کوئی سی سات چیزیں بتلائیں؟

Marfat.com

موالی (آزاد کردہ غلام) رسول اللہ ﷺ

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

یہ حضور ﷺ کے مشہور غلام تھے۔ ان سے حضور ﷺ نے اُمّ ایمن کا نکاح کر دیا تھا جن سے اسامہ بن زید ہوئے۔ یہ زید بن محمد مشہور تھے غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

حضرت ابورافع اسلم رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے مولی یعنی آزاد کردہ غلام تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو بطور ہدیہ دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ سعید بن العاص کے وارثوں نے ہدیہ دیا تھا۔ یہی ابورافع حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقد میں سفیر تھے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ

ثوبان بن نجدہ نام کنیت ابوعبداللہ۔ رسول اللہ ﷺ کے مولی اور مشہور صحابی ہیں۔ یمن کے قبیلہ حمیر سے تھے حضور ﷺ نے ان کو خریدا اور آزاد کر دیا۔ اور کہا کہ تمہیں اختیار ہے کہ اپنے ملک اور اپنی قوم میں چلے جاؤ یا میرے ساتھ رہو۔ یہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہے اور سفر وحضر میں برابر ساتھ رہتے تھے۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد رملہ اور پھر حمص چلے گئے۔ ۵۴ھ میں انتقال ہوا۔

حضرت ابوکبشہ سلیم رضی اللہ عنہ

مولی رسول اللہ ﷺ۔ موسیٰ ابن عقبہ اور ابن اسحاق ان کو اصحاب بدر میں لکھتے ہیں۔ اور بعض انہیں قبیلہ دوس کا کہتے ہیں۔ ۱۳ھ میں جس روز حضرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اسی روز ان کا انتقال ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ۲۳ھ میں جس روز عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اس روز انتقال ہوا۔

حضرت شقران رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے مشہور مولی ہیں۔ حبشی تھے۔ صالح بن عدی نام تھا تو ان کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کیا تھا یا حضور ﷺ نے خریدا تھا۔ بدر کے بعد ان کو حضور ﷺ نے آزاد کر دیا ایک روایت ہے کہ اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ یہ بھی حضور ﷺ کو وراثت میں ملے تھے۔ وفات کے بعد یہ حضور ﷺ کے غسل اور دفن میں شریک تھے۔

حضرت رباح نوبی رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے مولی تھے مشہور ہوا کہ حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملنے گئے تو انہیں کے ذریعہ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تھی۔

حضرت یسار نوبی رضی اللہ عنہ

انکا حال صحیحین میں مذکور ہے حضور ﷺ کو ان کی نماز پسند آئی۔ اس لئے آزاد کر کے اونٹوں کی نگرانی پر مقرر کر دیا تھا۔

حضرت مدعم رضی اللہ عنہ

یہ حضور ﷺ کے حبشی غلام تھے۔ رفاعہ بن زید جذامی نے حضور ﷺ کو ہدیہ کیا تھا۔ وادی القری میں حضور ﷺ کے سامنے ایک تیر لگنے سے شہید ہوئے۔

Marfat.com

حضرت کرکرہ نوبی رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے آزاد کردہ نوبی غلام تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ہوذہ بن علی الحنفی نے ہدیہ کیا تھا۔

حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ

حبشی تھے۔ آواز بہت اچھی تھی۔ حدی خوب پڑھتے تھے۔ ان کی کنیت ابوماریہ تھی۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ

سفینہ بن فروح حضور ﷺ کا سامان سفر میں لے کر چلتے تھے اس لئے حضور ﷺ نے ان کو سفینہ کہا (یعنی کشتی) نام مہران تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ تھے بطن نخلہ میں رہا کرتے تھے۔ اصلاً فارسی تھے۔ بعضوں نے عربی کہا ہے۔ اپنا نام نہیں بتاتے تھے کہتے تھے جو نام رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا وہی بہتر ہے۔

حضرت انسہ رضی اللہ عنہ

مولی رسول اللہ ﷺ کنیت ابومسروح یا ابومسرح، وہ احد میں شریک ہوئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت افلح رضی اللہ عنہ

مولی رسول اللہ ﷺ افلح کی کئی روایتیں احادیث میں مروی ہیں۔

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ

مولی رسول اللہ ﷺ۔

Marfat.com

حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ مزینہ کے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ ان کا نام معلوم نہیں کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ مرض الموت سے ایک دن پہلے ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ ہم کو خدا نے یہ اختیار دیا کہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں اور جنت کی ہمیشگی کو قبول کریں یا لقاء رب (رب کی ملاقات) کو تو میں نے لقاء رب کو قبول کیا۔

حضرت مابور رضی اللہ عنہ

ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ان کو مقوقس نے حضور ﷺ کے پاس ہدیہ بھیجا تھا۔

حضرت سندر رضی اللہ عنہ

انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ میرے لئے کچھ وصیت کیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم تمہارے لئے سب مسلمانوں کو وصیت کرتے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وصیت یاد دلائی۔ انہوں نے اپنی زندگی تک ان کی پرورش کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وصیت یاد دلائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میرے پاس رہنا چاہو تو رہو اور اگر دوسری جگہ پسند ہو تو کہو ہم وہاں تمہارے لئے لکھ دیں۔ انہوں نے مصر جانا پسند کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا ذکر کیا انہوں نے بہت وسیع زمین اور گھر ان کے لئے مہیا کر دیا۔

حضرت حنین رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہدیہ کر

Marfat.com

دیا تھا۔ انہوں نے آزاد کر دیا۔ مگر یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی صحابہ میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ تقسیم کرنا روک دیا تو صحابہ نے حضور ﷺ سے شکایت کی۔ معلوم ہوا کہ وہ اس پانی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور وہی پانی پیاس کے وقت پیتے ہیں۔

مولاۃ یعنی وہ عورتیں جنہیں حضور ﷺ نے آزاد فرمایا

حضرت سلمٰی اُمّ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ابورافع مولی رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ ابتداء نبوت میں انہیں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی تھی کہ ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ کو سخت برا بھلا کہا ہے جس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو مارا تھا۔

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان سے کئی شخصوں نے روایت کی ہے بعض انہیں مولاۃ النبی ﷺ کہتے ہیں۔

حضرت خضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سلمٰی اُمّ رافع کہتی ہیں کہ میں نے اور خضرہ اور رضوی اور میمونہ بنت سعد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا۔

حضرت رزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت صفیہ زوجۃ النبی ﷺ کی مولاۃ ہیں اور حضور ﷺ کی خادمہ ہیں۔ ان کی لڑکی امۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واسط میں تھیں۔ وہ بھی حضور ﷺ کی مولاۃ تھیں۔

Marfat.com

حضرت الرمیصاء یا الغمیصاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ اُمّ سلیم کا نام یا لقب ہے۔ جو حضرت انس بن مالک کی ماں اور ابی طلحہ کی زوجہ تھیں۔ جب ان سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنا چاہا انہوں نے شرط لگائی کہ مسلمان ہوجاؤ تو ہم تم سے نکاح کریں۔ چنانچہ ابوطلحہ مسلمان ہوگئے۔ ہجرت کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال کی تھی۔ اسی وقت ان کو اُمّ سلیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا اور یہ اس وقت سے آخر تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے ابن ابی طلحہ کے مرنے پر بڑا صبر و ضبط کیا تھا اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عبداللہ بن ابی طلحہ جیسا نیک بیٹا عطا فرمایا کہ جنہوں نے خوب قرآن پاک کی خدمت کی۔

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حرام بن ملحان قراء صحابہ میں تھے جو بیرٔ معونہ میں شہید ہوئے۔ حضور ﷺ اُمّ سلیم کے گھر برابر جاتے تھے اور کبھی کچھ تناول بھی فرماتے تھے۔ اُمّ سلیم کی بہن یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ اُمّ حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور صحابیہ ہیں۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت کی زوجہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں حضور ﷺ کی بہت خدمت کرتی تھیں۔ حضور ﷺ کا پسینہ انہوں نے جمع کر رکھا تھا اور وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد ان کے جسم پر ملا جائے حضور ﷺ اکثر ان کے یہاں قیلولہ کرتے تھے (یہ حضور ﷺ کی باندی نہ تھیں بلکہ خادمہ تھیں)۔

ام ضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مولاۃ النبی ﷺ رسول اللہ ﷺ نے ابوضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خط لکھا تھا:

Marfat.com

﴿من محمد رسول الله لابی ضمیرة واهل بیته ان رسول الله (ﷺ) اعتقهم﴾

"یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ابی ضمیرہ اور ان کے اہل بیت کی طرف کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔"

یہ عرب کے ایک ذی عزت گھر کے لوگ تھے۔ فئی میں رسول اللہ ﷺ کو ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خط لکھ کر ان کو آزاد کر دیا اور اختیار دیا کہ ان کا جہاں دل چاہے رہیں۔ وہ مسلمان ہو گئے۔

اس خط کو حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ نے مہدی کے سامنے پیش کیا تھا تو مہدی نے اس کو آنکھوں پر رکھا۔ ایک دفعہ اس خاندان کے لوگ سفر میں تھے چوروں نے لوٹ لیا لیکن جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ خط دکھایا تو ان سب نے ان کی ساری چیزیں واپس کر دیں۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ رسول اللہ ﷺ کی اُمّ ولد ہیں۔ مقوقس نے حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا ان کو پہلے رسول اللہ ﷺ نے حارثہ بن النعمان کے مکان میں ٹھہرایا تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پڑوس میں تھا لیکن وہاں سے ان کو عالیہ مقام میں منتقل کر دیا جو بعد میں مشربہ اُمّ ابراہیم کے نام سے مشہور ہوا۔ مولاۃ کے لئے پردہ نہ تھا مگر ان کو حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کی طرح پردے میں رکھا۔ ذوالحجہ ۸ھ میں ان سے حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے حضور ﷺ کے پانچ برس بعد محرم ۱۶ھ میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بنی نضیر یا بنی قریظہ کے قیدیوں میں آئی تھیں۔ مسلمان ہو گئیں اور حضور ﷺ نے ان کو پردے میں رکھا۔ حضور ﷺ سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔

بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کو بعض حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مولاۃ لکھتے ہیں اور بعض رسول اللہ ﷺ کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خرید کر ان کو آزاد کیا۔

ان کے علاوہ حضور ﷺ کی خادمہ اور مولاۃ اور بھی کئی ہیں۔ رضوی، میمونہ بنت ابی عسیب موہبہ خولہ برکہ وغیرہ۔

خدام رسول اللہ ﷺ

غلام اور لونڈیوں کے علاوہ کچھ آزاد لوگ تھے کہ جن کے متعلق خاص خدمتیں سپرد تھیں۔ وہ خدام تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک خزرجی رسول اللہ ﷺ کے مشہور خادم ہیں۔ دس برس کی عمر سے حضور ﷺ کی خدمت میں رہے اور حضور ﷺ کی ذاتی ضروریات پورا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے خادم اور حضور ﷺ کے نعلین و مسواک کے محافظ تھے۔

یہ بہت قدیم الاسلام ہیں سعید بن زید اور فاطمہ بنت الخطاب کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔

Marfat.com

حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ

یہ سفر میں حضور ﷺ کا خچر چلایا کرتے تھے۔ بڑے مرتبہ کے شخص ہیں مصر کے والی ہوگئے تھے۔ فتوحِ شام میں شریک تھے۔ دمشق کے فتح کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی لائے تھے۔

حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کا اونٹ چلاتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے مشہور حبشی موذن اور خادم ہیں۔ وفود کے اخراجات کا سامان ان کے پاس رہتا تھا۔ اور نفقات مقررہ کی تقسیم بھی ان سے متعلق تھی۔

حضرت سعد مولی ابی بکر رضی اللہ عنہ

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مملوک تھے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے تھے حضور ﷺ ان سے بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سعد کو آزاد کردو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

مشہور کبار صحابہ سے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ابوذر کا زہد حضرت عیسیٰ کے مثل ہے۔ یہ مکہ جا کر چار آدمیوں کے بعد مسلمان ہوگئے تھے مگر اپنی قوم میں چلے گئے اور ہجرت کے بعد مدینہ میں آ کر حضور ﷺ سے ملے۔

Marfat.com

حضرت ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ

ایمن بن عبید خزرجی۔ اُمّ ایمن کے لڑکے اور اسامہ بن زید کے سوتیلے بھائی تھے۔

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے والی اور خادمہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماں کی طرح ان کا خیال رکھتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت اور حوائج کے متعلق خدمات انجام دیتی تھیں۔

حضرت معیقب رضی اللہ عنہ

معیقب ابن ابی فاطمۃ الدوسی آپ کی انگوٹھی رکھتے تھے جس میں مہر تھی۔

موذنین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن چار تھے دو مدینہ میں ایک بلال بن رباح حبشی تھے۔ اور ایک عبداللہ ابن اُمّ مکتوم قرشی عامری نابینا۔ ایک قبا میں سعد القرظ جو عمار بن یاسر کے مولی تھے۔ اور ابو محذورہ اوس بن مغیرہ جمحی مکہ میں۔

تمرین

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام و باندیوں کی صرف کل تعداد بتلائیں اور ان حضرات میں سے دو، دو کے نام بتلائیں؟

سوال: خدام کتنے تھے چار کے نام بتلائیں؟

سوال: موذن کتنے تھے؟ سب کے نام بتائیں۔

Marfat.com

ازواج مطہرات

یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کی جانب سے اسلام کے تعدد ازدواج (ایک سے زیادہ شادیوں) کے نظام پر عموماً اور حضور ﷺ پر خصوصاً اعتراض کیا جاتا ہے حالانکہ اسلام کا یہ نظام مردوں اور عورتوں کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے انتہائی عمدہ ہے اور جہاں تک حضور ﷺ کی ذات اقدس کی بات ہے تو کتب سابقہ اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے مذاہب کے روحانی پیشواؤں کی بھی متعدد بیویاں تھیں مزید برآں یہ کہ حضور ﷺ نے کوئی شادی بھی نفسانی خواہش کے پیش نظر نہیں کی بلکہ تمام نکاحوں میں بہت سے مصلحتیں ملحوظ تھیں۔

(۱) حضور ﷺ کی پوری زندگی امت کے لئے بہترین نمونہ ہے اور پوری زندگی کے پہلو ہیں (الف) بیرونی زندگی (ب) خانگی زندگی۔ بیرونی زندگی کے حالات کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے امت تک پہنچایا جبکہ خانگی زندگی کو ازواج مطہرات نے پہنچایا۔

(۲) ازواج مطہرات کے ذریعے عورتوں سے متعلق احکام شرعیہ کی تبلیغ و تعلیم مقصود تھی۔

(۳) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر کے عرب کے مشہور رواج (کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے حقیقی بیٹے کی بیوی کی طرح نکاح نہیں ہوسکتا) کی اصلاح فرمائی اور امت کو معلوم ہوگیا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔

(۴) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ کئی گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔

Marfat.com

(۵) بعض نکاحوں سے ان عورتوں کی دلداری و دلجوئی و عزت افزائی مقصود تھی۔

حسن معاشرت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری دنیا کی دو چیزیں ہمیں محبوب ہیں عورت اور خوشبو اور میرے آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں وہ شخص اچھا ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل کے لئے اچھا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج کو طلاق دیدی پھر رجوع کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اپنی ازواج کے ساتھ بہت اچھا تھا۔ ان کے ساتھ بہت اخلاق سے پیش آتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس انصار کی لڑکیوں کو جانے کی اجازت دے دیتے تھے تاکہ ان کے ساتھ کھیلیں۔ ازواج مطہرات کسی بات کی خواہش کرتیں اور شرعاً خرابی نہ ہوتی تو ان کی خوشی آپ پوری کرتے۔

ایک دفعہ مسجد میں کچھ حبشی لکڑیوں سے کھیل رہے تھے۔ آپ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیر تک دکھایا۔ وہ آپ کے مونڈھے پر سر رکھ کر دیکھتی رہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ عصر کی نماز کے بعد اپنی سب ازواج کے گھروں میں جاتے اور ان کی خیریت و حالت دریافت کرتے مگر رات کو اسی کے گھر میں رہتے جس کی باری کا دن ہوتا۔

امہات المومنین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نص قرآن کے موافق امہات المومنین ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(سورۃ احزاب آیت نمبر:۶)

ترجمہ: ’’یعنی نبی مؤمنین کے لئے ان کے اپنے نفوس سے اولی ہے اور نبی کی ازواج مؤمنین کی مائیں ہیں۔‘‘

(آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں کو اپنی جانوں سے زیادہ نبی سے لگاؤ ہے) یہ حکم حضور ﷺ کی ان تمام ازواج مطہرات کو شامل ہے جن کے ساتھ حضور ﷺ نے نکاح کیا اور وہ حضور ﷺ کے ماتحت رہیں۔ چاہے حضور ﷺ سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضور ﷺ کے بعد۔ یہ بھی متفق علیہ ہے کہ ان کا حکم امہات کی طرح دو باتوں میں ہے۔ ایک یہ کہ ان کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ دوم ان کی تعظیم و تکریم اسی طرح واجب ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ زیادہ۔ لیکن نظر اور خلوت کے بارہ میں ان کا حکم ماں کی طرح نہیں ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

﴿اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر:۵۳)

یعنی جب ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اور نسب میں اس کا اعتبار نہیں ہے یعنی امہات المؤمنین کی بیٹی، بہن، ماں باپ حقیقی بہن، خالہ، نانی، نانا کی طرح حرام نہ ہوں گی۔

ازواج مطہرات کی تعداد میں بھی اختلاف ہے مگر گیارہ امہات المؤمنین میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ان میں دو کا حضور ﷺ کے سامنے انتقال ہو گیا۔ یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور نو۹ حضور ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھیں۔ ان گیارہ امہات المؤمنین میں چھ

Marfat.com

قریشیہ تھیں۔ خدیجہ بنت خویلد، عائشہ بنت ابی بکر، حفصہ بنت عمر، اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان، اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ، سودہ بنت زمعہ، چار عربیہ غیر قریشیہ زینب بنت جحش، بنی خزیمہ کی تھیں۔ میمونہ بنت الحارث ہلالیہ تھیں۔ زینب بنت خزیمہ اُمّ المساکین ہلالیہ تھیں۔ جویریہ بنت الحارث خزاعیہ مصطلقیہ تھیں۔ ایک بنی اسرائیل کی عورت تھیں۔ صفیہ بنت حی ابن اخطب ان کا خاندان یہودی تھا۔ یہ عربیہ نہ تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذرا سخت مزاج تھیں۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ ان کو طلاق بھی دے دی تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صدمہ کے خیال سے پھر رجوع کر لیا۔

حضور ﷺ کو ازواج مطہرات کے حقوق کا بہت خیال تھا۔ باریوں کی تقسیم کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ مرض الموت میں سخت تکلیف کے باوجود جب تک ممکن تھا آپ اس کے پابند رہے۔ آخر میں جب بالکل مجبوری ہوگئی تو تمام ازواج مطہرات سے اجازت لینے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر ایک سوموار سے دوسرے سوموار تک آپ کا قیام رہا۔

امہات المؤمنین کے عقد کی ترتیب میں بھی اختلاف ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد کیا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے اور کسی سے عقد نہ کیا۔ ترتیب ازواج کچھ اس طرح ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُمّ المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ان کا خاندان مکہ میں معزز اور دولت مند تھا۔ انہیں دارالندوہ کہا جاتا تھا۔ بیر بنی اسد مشہور کنواں تھا جو اہل مکہ کے پانی کا ذریعہ تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذاتی تجارت تھی اور اچھی تھی۔

صحیحین میں ہے کہ اللہ نے ان کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معرفت سلام کہلا بھیجا۔ یہ مرتبہ ام ہات المومنین میں سے اور کسی کو حاصل نہ ہوا اور خدا کی مخلوق میں رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سے کون افضل ہے مگر صحیح یہ ہے کہ جہات مختلف ہیں۔ ابتداء میں جب کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی معاون نہ تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات انکا مال ان کا مشورہ رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف تھا۔ یہی حضور ﷺ کی وزیر اور یہی مشیر تھیں۔ جب ہر طرف مخالفت کا طوفان تھا تو صرف ان کی ذات حضور ﷺ کی تسکین کا باعث تھی۔ اس خصوصیت میں کوئی فرد ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی بیٹی اور جگر پارہ تھیں یہ فضیلت نہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل تھی نہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علمی تفوق حقائق شریعت کا وسیع علم اور رسول خدا کی ان کے ساتھ بے انتہا محبت ایسی چیزیں ہیں کہ جن میں ان کو سب پر برتری حاصل ہے۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال کی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چالیس سال کی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر پینسٹھ سال کی ہوگئی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

پچاس سال کی۔ مگر جب تک یہ زندہ رہیں حضور ﷺ نے اور کسی سے عقد نہ کیا۔ انتقال کے بعد حضور ﷺ نے ان کو حجون میں دفن کیا۔ قبر میں خود داخل کیا۔ صلوٰۃِ جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اُمّ المومنین سودہ بنت زمعہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہدیہ کر دیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر حضور ﷺ کے سامنے پردے کی بات کیا کرتے تھے مگر چونکہ کوئی حکم اس بارے میں خدا کی طرف سے نہ آیا تھا اس لئے آپ چپ تھے۔ مکانوں کے اندر اس وقت بیت الخلا نہ تھا بلکہ عرب اس کو برا سمجھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے افک کی روایت میں اس کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس وقت عورتیں بھی حاجت ضروریہ کے لئے رات کے وقت میدان جایا کرتی تھیں۔ چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جسیم اور بلند قامت تھیں مجمع میں پہچانی جاتی تھیں۔ ایک مرتبہ رات کے وقت یہ جا رہی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور آواز دی کہ "سودہ ہم نے تم کو پہچان لیا" ان کو اس سے بڑا رنج ہوا۔ لوٹ کر آئیں تو حضور ﷺ سے شکایت کی اس کے بعد پردے کی آیت نازل ہوئی۔ یہ بخاری میں ہے۔

آیت حجاب کے نزول کا حال صحاح میں بالتفصیل موجود ہے۔ یہ حکم حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقد کے وقت نازل ہوا۔ مگر ممکن ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قصہ بھی انہیں ایام کا ہو۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہا قدیم الاسلام ہیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوگئیں اور اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا بنت خویلد کا بھی انتقال ہوگیا تھا اور حضور ﷺ مغموم تھے تو خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے اجازت لے کر نسبت کی اور ان کے باپ سے بات پختہ کر کے نکاح کرادیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت صدیق رضی اللہ عنہ۔ محبوبۂ رسول خدا۔ جن کی برأت میں آسمان سے وحی نازل ہوئی یہ چھ برس کی تھیں جب حضور ﷺ نے شوال کے مہینہ میں ان سے عقد کیا اور ۱ھ میں شوال ہی کے مہینہ میں رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر نو برس کی تھی۔ نو برس یہ حضور ﷺ کی صحبت میں رہیں اور جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو ان کی عمر اٹھارہ برس کی تھی علم اور سمجھ میں اور رموز شریعت سے واقفیت میں تمام امہات المومنین بلکہ اس امت کی تمام عورتوں سے علی الاطلاق بڑھی ہوئی تھیں۔ اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ مشکل ترین مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان سے فتویٰ لیتے تھے۔ ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو جب کسی بات میں دقت پیش آتی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف رجوع کرتے تو ان کے پاس ضرور اس کے متعلق معلومات ہوتی تھیں۔ فقیہہ، عالمہ فصیحہ تھیں۔ ایام عرب کے حالات اور جاہلیت کے اشعار سے خوب واقف تھیں۔ خود فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال میرے گھر میں، میری باری کے دن، میری ٹھوڑی اور گردن کے درمیان ہوا اور انہیں کے حجرہ میں حضور ﷺ مدفون بھی ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ۸ھ ۱۷ رمضان المبارک بروز منگل حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں ہوا۔ اس وقت

Marfat.com

مدینہ کا حاکم مروان تھا لیکن جنازہ کی نماز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت کے موافق شب کے وقت بقیع میں دفن کیا گیا۔ قبر میں قاسم بن محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن ابی عتیق، عروہ بن الزبیر، اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین داخل ہوئے۔

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحب زادی تھیں۔ ان کی ماں زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بہت مشہور اور معزز صحابیہ تھیں۔ بعثت سے پانچ برس پہلے پیدا ہوئیں جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ ان کی پہلی شادی حضرت خنیس بن حذافۃ السہمی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ وہ غزوۂ بدر یا غزوۂ احد میں زخم لگنے کی وجہ سے شہید ہوئے تب ۳ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کیا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزاج میں تندی اور سختی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے متعلق فرمایا "انہا ابنۃ ابیہا" یعنی وہ اپنے باپ کی (طبیعت والی) بیٹی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تند مزاج مشہور تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ عمر سے شیطان بھاگتا ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق دے دی تھی تو ان کے دو ماموں۔ قدامہ ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عثمان بن مظعون روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو اپنے سر پر مٹی ڈال لی۔ آخر حضرت جبرئیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رجوع کر لیجئے وہ بہت روزہ رکھنے والی اور نماز پڑھنے والی ہیں۔ بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دی تو جبرئیل علیہ السلام نے

Marfat.com

کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کر کے رجوع کر لیجئے۔ دوسری دفعہ پھر طلاق دینا چاہی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

﴿لا تطلقها انها صوامة قوامة﴾

ترجمہ: ”آپ انہیں طلاق نہ دیں کیونکہ یہ کثرت سے روزہ رکھنے والی اور کثرت سے نماز پڑھنے والی ہیں“

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر طلاق دے دی ہے، ایک دفعہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری وجہ سے رجوع کر لیا تھا اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی تو ہم تجھ سے بات نہ کریں گے۔

۴۵ھ کے شعبان میں ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ مروان بن الحکم مدینہ کا حاکم تھا اسی نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ تھوڑی دور تک مروان نے سر پر بھی اٹھایا پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قبر تک لے گئے اور قبر میں ان لوگوں نے اتارا ان کے دو بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عاصم رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر کے لڑکے سالم، عبداللہ اور حمزہ۔

ان کے اہل میں سے سات آدمی غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے والد اور حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان کے چچا، ان کے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ۔ ان کے تین ماموں عثمان بن مظعون، عبداللہ بن مظعون، قدامہ بن مظعون اور ان کے ماموں کے لڑکے سائب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین زینب بنت خزیمہ ہوازن قبیلہ سے تھیں۔ یہ اسلام سے پہلے ہی

Marfat.com

اُمّ المساکین کے نام سے مشہور ہوگئی تھیں۔ کیونکہ مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور کفار نے ان کو مثلہ کیا۔ (ناک کان کاٹے) اس سے جیسی تکلیف حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہوئی ہوگی ظاہر ہے۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کے لڑکے تھے۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسی سال یعنی ۳ھ میں اُمّ المساکین سے حضور ﷺ نے خود عقد کرلیا۔

ام المساکین حضور ﷺ کے پاس دو تین مہینہ رہیں اور ۴ھ میں حضور ﷺ کے سامنے ان کا انتقال ہوگیا۔ حضور ﷺ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بقیع میں دفن کیا۔ ان کی عمر تیس برس کے قریب تھی۔

حضرت اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام اکثر کے نزدیک ہند ہے۔ بعضوں نے رملہ کہا ہے۔ یہ ابی امیہ بن المغیرہ المخزوم کی صاحب زادی تھیں۔ ابوامیہ کے نام میں اختلاف ہے اسی کنیت سے مشہور تھے۔ یہ قریش کے بڑے ذی رتبہ شخص تھے جو دوسخا میں ان کی شہرت تھی۔ بڑے شہہ سوار تھے اور ان کا لقب زاد الرکب تھا، اس لئے کہ سفر میں جو سوار ان کے ساتھ ہوتے تھے ان کے کھانے کی کفالت یہ اپنے ذمہ لے لیتے تھے۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی عبداللہ مخزومی سے ہوئی تھی۔ انہیں کی کنیت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی بہت قدیم الاسلام ہیں۔

جب بنی مخزوم سابقین اولین کو سخت اذیت دے رہے تھے اس وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بھاگ کر ابوطالب کی پناہ میں آگئے تھے۔ بنی مخزوم نے کہا "اے

Marfat.com

ابوطالب! تم اپنے بھائی کے لڑکے کی حمایت تو کر ہی رہے تھے اب ہمارے بھائی کے لڑکے کو بھی ہمارے سپرد نہیں کرتے ہو" ابوطالب نے کہا کہ ہاں جن مصائب سے ہم اپنے بھائی کے لڑکے کو بچاتے ہیں۔ ان سے اپنی بہن کے لڑکے کو بھی بچاتے ہیں۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ حبشہ ہجرت کی اسی طرح ابوسلمہ رضی اللہ عنہ قریش میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدینہ طیبہ ہجرت کی۔

ان کے ہجرت کا واقعہ بھی دردناک ہے۔ ان کے لڑکے سلمہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ مکہ مکرمہ لوٹ آئے مگر مکہ مکرمہ میں رہنا مشکل تھا اس لئے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اور بچہ کو لے کر مدینہ طیبہ جانا چاہا۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اقرباء بنی مغیرہ نے اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روکا کہ اس کو باہر نہ جانے دیں گے۔ تب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے اقرباء بنی اسد نے کہا کہ جب تم اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے ساتھ نہیں جانے دیتے ہو تو ہم اپنے لڑکے سلمہ رضی اللہ عنہ کو تمہارے ساتھ نہ رہنے دیں گے۔ چنانچہ سلمہ کو دونوں فریق کھینچنے لگے حتیٰ کہ سلمہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اکھڑ گیا۔ آخر بنی اسد لے گئے۔ اس طرح یہ ایک خاندان تین جگہ تقسیم ہوگیا۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ چلے گئے اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی مغیرہ میں رہیں اور سلمہ بنی اسد کے پاس رہے۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ بے قرار ہوتیں اور روتیں آخر عرصہ کی بے قراری کے بعد بنی مغیرہ نے اجازت دی اور بنی اسد نے بھی ان کا لڑکا ان کو دے دیا۔ یہ تنہا اپنے لڑکے کو لے کر مدینہ روانہ ہوئیں۔ تنعیم میں ایک شخص عثمان ابن طلحہ بن ابی طلحہ نے تنہا دیکھ کر کہا کہ اے بنت ابی امیہ کہاں جا رہی ہو۔ جب ان کو سب حال معلوم ہوا تو اونٹ کی باگ پکڑ لی۔ اور بنی عمر بن عوف تک پہنچا دیا۔ حضرت اُمّ

Marfat.com

سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ خدا کی قسم ایسا شریف النفس عرب میں نے نہیں دیکھا۔

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میں مدینہ آئی اور کہا کہ ابی امیہ بن المغیرہ کی بیٹی ہوں تو لوگوں نے اعتبار نہ کیا بلکہ تکذیب کی لیکن جب وہ لوگ حج کو گئے اور تحقیق ہوگئی تو انہوں نے میری تصدیق کی اور عزت بھی زیادہ کرنے لگے۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا مگر انہوں نے چار عذر پیش کئے۔

اول یہ کہ مجھ میں غیرت کا مادہ ہے۔ مقصد یہ تھا کہ آپ کی ازواج اور بھی ہیں اس لئے رشک اور اختلاف کا اندیشہ ہے۔

دوم یہ کہ میں بچہ والی عورت ہوں۔ یعنی آپ کو تکلیف ہوگی۔

سوم یہ کہ میری عمر زیادہ ہے۔

چہارم یہاں میرا کوئی ولی نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا سے دعا کروں گا۔ رشک کو وہ تم سے دفع کر دے گا۔ بچوں کے بارہ میں فرمایا کہ ان کی نگرانی خدا اور رسول کے ذمہ ہوگی یا یہ فرمایا کہ تمہارے بچے میرے بچے ہوں گے۔ عمر کے بارے میں فرمایا کہ میری عمر تم سے زیادہ ہے۔

ولی کے بارہ میں فرمایا کہ تمہارا کوئی ولی اس عقد کو ناپسند نہ کرے گا۔

اس کے بعد اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راضی ہوئیں اور نکاح ہوگیا۔

ذہانت۔ فقہی معلومات اور باریک بینی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد انہیں کا مرتبہ تھا۔ جلیل القدر صحابہ اور کبار تابعین ان سے مسائل کی تحقیق کرتے تھے ان کی رائے کی درستگی اور کمالِ عقل پر حدیبیہ کا ایک واقعہ شاہد ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے حدیبیہ میں جن شرائط پر کفار سے صلح کی تھی۔ تمام صحابہ ان کو ناپسند کرتے تھے اور اس خیال میں تھے کہ کسی طرح یہ شرائط بدلی جائیں اور چونکہ صلح شرائط کی بنا پر اس سال کوئی مکہ مکرمہ جا نہیں سکتا تھا اس لئے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ سب لوگ وہیں ہدی کے جانور ذبح کریں اور حلق کرا کرا حرام سے باہر ہوجائیں۔ حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہ حکم دیا مگر نہ کسی نے ہدی ذبح کی نہ حلق کرایا۔ حضور ﷺ کو بہت رنج ہوا۔ اور آپ کبیدہ خاطر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمہ میں گئے۔

اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب یہ حال معلوم ہوا تو کہا کہ یا رسول اللہ! آپ صحابہ کی طرف سے دل برداشتہ نہ ہوں۔ ان کی امیدوں کے خلاف شرائط پر آپ نے صلح کی ہے۔ اس سے ان کو بہت صدمہ ہوا ہے۔ آپ اگر چاہتے ہیں کہ صحابہ احرام سے باہر ہوجائیں تو آپ ان سے کچھ نہ کہیئے۔ آپ خود اپنی ہدی ذبح کیجئے اور اپنا حلق کرائیے۔ حضور ﷺ نے یہی کیا۔ صحابہ کو یقین ہوگیا کہ اب شرائط بدل نہیں سکتیں اس لئے سب نے ہدی بھی ذبح کی اور حلق بھی کرائے۔

جب حضور ﷺ نے ان سے عقد کیا تو حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ وہی مکان ان کو رہنے کو ملا۔ وہاں کچھ جو اور چربی پہلے سے موجود تھی۔ پہلے ہی روز حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود جو پیس کر اس میں چربی ملا کر کھانا پکایا اور ایک پیالہ حضور ﷺ کے سامنے رکھا۔ یہی ان کا ولیمہ تھا۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک تھا۔ لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ عثمان بن عبداللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے گھر کے لوگوں نے ایک پیالہ میں پانی دے کر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ ایک چاندی کے برتن

Marfat.com

میں ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا موے مبارک تھا۔ جب کسی کو نظر لگتی یا اور کوئی تکلیف ہوتی تو وہ ان کے پاس ایک پیالہ میں پانی لے کر جاتا۔ آپ اس میں وہ موے مبارک دھو دیا کرتی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا وہ موئے مبارک سرخ رنگ کا تھا۔

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ۸۴ برس کی عمر میں ہوا رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سب کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ ان کی وصیت تھی کہ میرے جنازہ کی نماز سعید بن زید رضی اللہ عنہ پڑھائیں مگر ان کا پہلے ہی انتقال ہوگیا تھا لہٰذا جنازہ کی نماز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پھوپھا جحش بن رباب الاسدی کی لڑکی تھیں اور ان کے ایک بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ کفار نے ان کا پیٹ چاک کر دیا تھا اور مثلہ کیا تھا۔ وہ اپنے ماموں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دو بہنیں تھیں حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُمّ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی بہن بہت قدیم الاسلام ہیں۔ حضور ﷺ کے دار ارقم میں جانے سے پہلے یہ مسلمان ہو چکے تھے پھر حبشہ ہجرت کر گئے۔ وہاں ان کے بھائی عبیداللہ نصرانی ہوگئے اور ان کی زوجہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ اس لئے اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نجاشی کے ذریعہ حضور ﷺ نے عقد کر لیا۔ اور یہ لوگ لوٹ کر مکہ مکرمہ چلے آئے اور وہاں سے عبداللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ اور ابواحمد بن جحش رضی اللہ عنہ اپنے اہل اور

Marfat.com

بہنوں کے ساتھ مدینہ آئے۔

قریش کو انساب پر بڑا فخر تھا مگر حضور نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص محبوب تھے۔ اس وقت مسلمان ہوئے تھے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے، اکثر سرایا میں معزز شرفاء قریش پر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سردار بناتے تھے اور زید بن محمد مشہور ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر خاص عنایت تھی۔

لیکن باوجود ان تمام ذاتی خوبیوں کے غلام تھے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذی نسب تھیں۔ عقد سے پہلے بھی ان کو یہ عقد پسند نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے راضی ہو گئیں اور عقد کے بعد بھی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ میں محبت نہ ہو سکی نباہ نہ ہوا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دینا چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس طلاق کو روکا مگر آخر کار زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی۔ اس کے بعد ان کا عقد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔

جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ہی کو بھیجا کہ ان کو میرے ساتھ نکاح کا پیغام دو۔ زید گئے تو وہ آٹا گوندھ رہی تھیں زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری نظر ان پر پڑی تو دل میں ان کی بڑی عظمت پیدا ہوئی اور ان کی طرف دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کا پیغام دیا تھا۔ میں پیچھے لوٹا اور ایک روایت میں ہے کہ دروازہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہوا اور کہا کہ اے زینب! تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ نکاح کا پیغام دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک میں خدا سے استخارہ نہ کر لوں کچھ نہیں کہہ سکتی اور وہ مسجد جانے لگیں کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور بغیر اجازت لئے گھر میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ قرآن پاک کی

Marfat.com

آیت نازل ہوگئی تھی وہ آیت یہ ہے:

﴿فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ﴾

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر: ۳۷)

"پھر جب زید اپنی حاجت پوری کر چکا (یعنی طلاق دے چکا) تو ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دیدیا تاکہ مسلمانوں کو متبنی (منہ بولا بیٹا) کی زوجہ سے (نکاح کرنے میں) تنگی نہ رہے (جب طلاق دے دیں)"

اس آیت میں خدا نے بتایا کہ تمہارا نکاح زینب سے میں نے کر دیا۔ اس لئے وہ حضور ﷺ کی زوجہ ہوگئیں اس لئے اجازت کی ضرورت نہ رہی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواج کے مقابلہ میں فخر کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے اولیاء نے کیا اور میرا نکاح خود خدا نے اپنے رسول کے ساتھ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آفتاب بلند ہوا تو حضور ﷺ نے ہم سب کو روٹی اور گوشت کھلایا۔ لوگ کھا کھا کر نکل گئے۔ مگر کچھ آدمی گھر ہی میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ حضور ﷺ نے ان سے تو کچھ نہ کہا مگر خود نکلے اور ازواج مطہرات کے گھروں کا چکر لگایا۔ گھروں کے دروازوں پر گئے ان کو سلام کیا اور کچھ باتیں کیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ چلے گئے تب حضور ﷺ گھر میں گئے۔ اور میں بھی ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ گرا دیا۔ اور حجاب کا حکم نازل ہوا۔ ابن رافع کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ

Marfat.com

﴿غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ﴾

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر: ۵۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا اچھا اور اتنا زیادہ ولیمہ آپ نے کسی کا نہیں کیا جیسا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

حضور ﷺ نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ تم سب میں پہلے مجھ سے وہ ملے گی جو سب سے دراز دست (لمبے ہاتھ والی) ہوگی۔ اس لئے حضور ﷺ کے بعد ازواج مطہرات جمع ہوتیں تو ہاتھ ملایا کرتی تھیں کہ ہم سب میں دراز دست کون ہے؟ اور حقیقت میں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دراز دست تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کما کر مساکین کو صدقہ کیا کرتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تب ہم لوگوں نے حضور ﷺ کا مطلب سمجھا۔ وہ اگرچہ قد میں چھوٹی تھیں مگر حضور ﷺ کا مطلب صدقہ میں دراز دست ہونا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دباغت کا کام جانتی تھیں اور اس سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا وہ خدا کی راہ میں صدقہ کرتی تھیں۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی۔ وہ بڑی صالحہ تھیں بہت روزہ رکھتی تھیں اور بہت نماز پڑھتی تھیں۔ ہنر جانتی تھیں اور ہنر سے جو کچھ حاصل کرتی تھیں وہ سب مساکین پر صدقہ کر دیتی تھیں۔ ۲۰ھ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مدینہ میں انتقال ہوا۔ اور اس وقت ان کی عمر ۵۳ سال کی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

Marfat.com

ایک اعتراض

کفار اور منافقین نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقد کے بعد یہ اعتراض کیا کہ محمد ہمیں تو منع کرتے ہیں کہ بیٹے کی زوجہ سے نکاح جائز نہیں۔ لیکن خود اپنے لڑکے کی زوجہ سے انہوں نے نکاح کر لیا ہے۔ یہ اس لئے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس وقت زید بن محمد مشہور تھے۔ ان کی تردید میں آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾

(سورۃ الاحزاب آیت: ۴۰)

ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔''

اور منع کر دیا گیا کہ زید بن محمد نہ کہو بلکہ ہر شخص کو اس کے باپ کی جانب منسوب کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ کہے جانے لگے۔ سورہ احزاب آیت ۴ میں اس کا ذکر ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَ كُمْ اَبْنَاءَ كُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۞ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا آبَاءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾

ترجمہ: ''اور خدا نے تمہارے متبنیٰ (منہ بولا) کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں۔ اللہ حق کہتا ہے اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہے متبنیٰ کو ان کے باپ کی طرف منسوب کر کے پکارا کرو

Marfat.com

یہ خدا کے نزدیک انصاف ہے اور اگر تم ان کے باپ کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے آزاد کردہ غلام ہیں۔"

حجاب یعنی پردۂ شرعی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ آیت "لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ" آخر آیت تک۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ کے روز نازل ہوئی اور اسی روز سے حجاب کا حکم ہوا۔ اس آیت میں کئی احکام ہیں۔

(۱) نبی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

(۲) کھانے کے لئے بلائے جاؤ تو کھانا پکنے سے پہلے ہی پکنے کے انتظار میں وہاں بیٹھے نہ رہو۔

(۳) جب بلایا جائے تو جاؤ مگر کھا کر منتشر ہو جاؤ۔ وہاں باتیں نہ بنانے لگو۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو حجاب (پردہ کے) باہر سے مانگو۔

آیت حجاب کے بعد۔ ان کے آباء اور اولاد و اقرباء نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ بھی ان کے ساتھ حجاب کے باہر ہی سے گفتگو کر سکیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ کس کس سے حجاب نہیں ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِىْٓ اٰبَآءِهِنَّ وَاَبْنَآئِهِنَّ وَاِخْوَانِهِنَّ﴾

آخری آیت تک۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر:۵۵)

یعنی اپنے آباء اور اپنے بیٹیوں اور اپنے بھائیوں کے سامنے آنے کا گناہ نہیں۔

الغرض حکم ہوا کہ مخصوص رشتہ داروں کے سوا کسی کے سامنے نہ ہوں اور بلا حجاب کسی سے بات نہ کریں۔ پھر حکم ہوا:

Marfat.com

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی﴾ (سورۃ احزاب آیت ۳۳)

یعنی اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو۔ زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو۔

اس حکم کے بعد رسول اللہ ﷺ کی عورتیں دو وقت گھروں سے نکلا کرتی تھیں (۱) ایک رات کے وقت حوائج بشری کے لئے مناصع جایا کرتی تھیں۔ جو ایک میدان تھا۔ کیونکہ اس وقت گھروں کے اندر بیت الخلا کا رواج نہ تھا۔

(۲) نماز کے لئے مسجد جانے کی اجازت تھی۔ اصل یہ ہے کہ حجاب کا حکم بھی دوسرے احکام کی طرح رفتہ رفتہ نازل ہوا ہے۔ سارا حکم ایک دفعہ نازل نہیں ہوا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ کے وقت یہ حکم تو ہوگیا تھا کہ امہات المومنین سے کوئی شخص بلا حجاب بات نہ کرے مگر رات کے وقت وہ مناصع جایا کرتی تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ پسند نہ تھا۔ اس کے علاوہ ایک دوسری خرابی اور تھی کہ منافقین و کفار عورتوں کو بعض اوقات راستے میں چھیڑا کرتے تھے اور جب باز پرس ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ ہم نے پہچانا نہیں (یعنی ہم سمجھے کہ یہ باندی تھی)۔ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر: ۵۹)

یعنی اے رسول اللہ! آپ اپنی ازواج کو، لڑکیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہیئے کہ وہ چادروں کا نقاب لٹکا لیں تاکہ پہچانی جائیں (کہ یہ آزاد شریف عورتیں ہیں) اور منافقین و بدمعاش اس پر بھی باز نہ آئیں تو عنقریب وہ جلا وطن کر دیئے جائیں گے۔

Marfat.com

اس آیت سے کفار اور منافقین کو تنبیہ کی گئی مگر عورتوں کو مناصع جانے سے روکا نہ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا مناصع جانا ہی ناپسند تھا۔ ایک روز حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جا رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پہچان لیا اور آواز دی کہ اے سودہ! میں نے تم کو پہچان لیا ہے وہ بہت ناراض ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ اس کے بعد مناصع کا جانا بھی بند ہوگیا اور گھروں میں بیت الخلا بن گیا۔

البتہ نمازوں کے لئے مسجد جانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورتیں مسجد جانے کی اجازت چاہیں تو ان کو روکو مت اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فساد زمانہ کی حالت دیکھتے تو عورتوں کو مسجد جانے سے ضرور روکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نہیں باوجود اس کے جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو مسجد جانے سے روکنا شروع کر دیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مسجد جانے سے روکا نہیں لیکن یہ فرمایا کہ عورتوں کی نماز گھروں میں بہتر ہے اور ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو مسجد جانے سے منع نہ کرو لیکن ان کا گھر ان کے لئے بہتر ہے۔ جو عورتیں مسجد جائیں ان کے لئے کئی شرائط ہیں مثلاً ایک روایت ہے کہ جو عورت خوشبو لگائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد آئے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جب تک غسل جنابت کی طرح پورا غسل نہ کر لے ایک اور روایت ہے کہ اُمّ حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں آپ کے پیچھے مسجد میں آ کر نماز پڑھنا چاہتی ہوں مگر ہمارے شوہر روکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نمازیں

Marfat.com

کوٹھریوں میں صحن سے بہتر ہیں اور صحن میں احاطہ سے بہتر ہیں اور احاطہ میں محلّہ کی مسجد سے بہتر ہیں اور محلّہ کی مسجد میں ہماری مسجد میں آ کر پڑھنے سے بہتر ہے۔ اسی لئے اُمّ حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز کی جگہ کوٹھری میں بنائی اور اسی میں تمام عمر نماز پڑھتی رہیں۔

حجاب کے بعد بھی امہات المومنین غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جایا کرتی تھیں مگر ہودج میں ہوا کرتی تھیں اور صرف چہرہ اور بدن ہی نہیں بلکہ ان کی شخصیت بھی اس طرح پوشیدہ رہا کرتی تھی کہ ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔

حجاب اور پردہ شرعی یہی ہے کہ شخصیت پوشیدہ کی جائے۔ اس کی ضد بے حجابی ہے یعنی چہرہ کھول کر کسی کے سامنے آنا۔ حجاب صرف حرہ۔ بالغہ عورتوں پر فرض ہے۔ مرد کو حجاب کا حکم نہیں ہے۔ اور لونڈیوں پر بھی حجاب فرض نہیں ہے۔

ستر کا حکم علیحدہ ہے۔ اس کی ضد بے ستری اور ننگا ہونا ہے۔ ستر یہ ہے کہ اعضاء مخصوصہ کو پوشیدہ رکھا جائے۔ ستر۔ مرد و عورت، آزاد، غلام سب پر فرض ہے اگرچہ حدود مختلف ہیں۔ (مرد کا ستر ناف سے گھٹنے (سمیت) تک اور باندی کا ستر بھی یہی ہے لیکن اس میں پیٹ اور پیٹھ کا اضافہ ہے جب کہ آزاد عورت کا ستر چہرہ پاؤں اور ہتھیلی کے علاوہ پورا بدن ہے) نماز کے لئے ستر شرط ہے حجاب شرط نہیں ہے۔

حجاب اور ستر عورت

اللہ پاک سورۂ نور آیت ۳۰، ۳۱ میں فرماتا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ ...... مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ بلا شبہ اللہ پاک اس سے واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

یہ دو حکم عورت و مرد دونوں کے لئے ایک سے تھے۔ یعنی نگاہوں کو جھکانا، اور شرمگاہوں کی حفاظت۔

اور اللہ پاک نے ستر کے بارے میں مزید احتیاط کے لئے چادر اوڑھنے کی ترکیب بھی بتا دی۔ فرمایا کہ چادر کا کنارہ گریبانوں پر ڈالنا چاہئے تاکہ گردن اور سینہ اچھی طرح چھپ جائے پھر فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَائِهِنَّ اَوْ اٰبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ. اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوَاتِهِنَّ اَوْ نِسَاءِ هِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ. اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾ (سورہ نور آیت ۳۱)

''اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر (۱) شوہروں پر (۲) یا اپنے آباء پر (۳) یا شوہروں کے آباء پر (۴) یا اپنے لڑکوں پر (۵) یا شوہروں کے لڑکوں پر (۶) یا اپنے بھائیوں پر (۷) یا بھائیوں کے لڑکوں پر (۸) یا بہنوں کے لڑکوں پر (۹) یا مسلمان عورتوں پر (۱۰) یا مملوک پر (۱۱) یا ایسے مرد پر جو کچھ غرض نہیں رکھتے (یعنی بدحواس اور مغفل لوگ جو طفیلی بن کر گھروں میں رہتے ہیں اور عورتوں کی طرف ان کا میلان نہیں ہوتا) (۱۲) یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کی شرم و حیا والی

Marfat.com

باتوں سے واقف نہ ہوں۔"

پوری آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کے سوا تمام بدن چھپانے کا خدا نے عورتوں کو حکم دیا اور اکثروں کے قول کے مطابق چہرہ اور ہتھیلیوں کو خدا نے اس حکم سے مستثنٰی کیا۔ جن اعضا کے چھپانے کا حکم دیا ان کے متعلق فرمایا کہ شوہر اور باپ بھائی سے ان سب کا چھپانا ضروری نہیں ہے۔ ان کے علاوہ مردوں (دیور، جیٹھ، خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد وغیرہ) سے پردہ ضروری ہے۔

روایات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حجاب کا حکم سورہ الاحزاب کی اس آیت کے نزول کے بعد ہوا۔

حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین جویریہ بنت الحارث المصطلقی۔ بنی المصطلق کے سردار کی لڑکی تھیں اور مسافع بن صفوان المصطلقی کی زوجہ تھیں۔ مسافع غزوۂ مریسیع میں مارا گیا۔ یہ گرفتار ہوئیں اور ثابت ابن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے نو اوقیہ سونا پر مکاتبت کر لی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر آپ سے امداد چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال مکاتبت ادا کر دیا اور ان کی مرضی معلوم کرنے کے بعد ان سے نکاح بھی کرلیا۔ نکاح کی خبر جب صحابہ کو معلوم ہوئی تو بنی المصطلق کے جتنے قیدی ان کے پاس تھے۔ انہوں نے سب کو آزاد کر دیا اور کہنے لگے کہ "اللہ اکبر" یہ سب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت مند ہوگئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی عورت جویریہ سے زیادہ اپنی قوم کیلئے عظیم البرکۃ ثابت ہوئی ہو۔ بنی المصطلق کے ایک سو گھوڑے قید تھے سب چھوڑ دیئے گئے۔

Marfat.com

۵ھ میں ان سے رسول اللہ ﷺ نے عقد کیا۔ اس وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ ربیع الاول ۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی عمر پینسٹھ سال کی ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں ان کی قبر مشہور ہے۔

حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوسفیان کی لڑکی تھیں۔ اسلام سے پہلے قریش کے تین شخص بہت ذی اثر اور صاحب الرائے تھے۔ عتبہ۔ ابوجہل اور ابوسفیان۔ قریش کا فوجی علم عقاب ابوسفیان ہی کے پاس رہتا تھا۔ ابوسفیان بڑے تاجر تھے۔ شام، روم اور عجم میں تجارتی قافلے بھیجتے تھے اور کبھی خود بھی قافلہ کے ساتھ جاتے تھے۔

ابوسفیان اور ان کی بیوی ہند اور ان کے خاندان کے اکثر آدمی فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے اور اس وقت بھی یہ صادق مسلمان نہ تھے بلکہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے لیکن ان کی دو لڑکیاں اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور فارعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہروں کے ساتھ بہت پہلے مسلمان ہو چکی تھیں اور ہجرت کر کے حبشہ گئی تھیں۔

عبیداللہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر۔ وہیں حبشہ میں نصرانی ہوگیا اور شراب پیتے پیتے نصرانیت ہی پر اس کا انتقال ہوگیا۔ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ جب حضور ﷺ کو ان کی حالت معلوم ہوئی تو آپ نے عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کے پاس بھیجا اور لکھا کہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد میرے ساتھ کر دو۔ نجاشی کو جب یہ پیغام پہنچا تو اس نے اپنی خاص لونڈی ابرہہ کو اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور رسول اللہ ﷺ کے پیغام کی خبر دی۔ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر بہت خوش

Marfat.com

ہوئیں۔ اور اپنا زیور اس خوش خبری کے انعام میں ابرہہ کو دیا اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو جو ان کے ماموں کے لڑکے تھے ان کو وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا۔

نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کو جو اس وقت حبشہ میں موجود تھے بلایا اور سب کے سامنے نکاح کیا۔ خود خطبہ پڑھا اور چار سو دینار اپنے پاس سے مہر ادا کیا۔ جو اس وقت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ (یہ مہر جب حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تو انہوں نے اس میں سے پچاس دینار ابرہہ کو دینا چاہا لیکن ابرہہ نے نہیں لیا اور کہا کہ ہمیں نجاشی نے منع کیا ہے۔ بلکہ زیور جو پہلے اس نے لے لیا تھا وہ بھی واپس کر دیا اور نجاشی نے بہت سا عود، عنبر، مشک اور چیزیں حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجیں) عقد کے بعد نجاشی نے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیج دیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مدینہ طیبہ میں ۴۴ھ میں ہوا۔ مدینہ طیبہ ہی میں دفن ہوئیں۔

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ پہلے سلام بن مشکم قرظی کی زوجہ تھیں۔ اس نے جدا کر دیا تب کنانہ ابن ابی الحقیق سے ان کا عقد ہوا۔ کنانہ سے عقد کے تھوڑے ہی دن بعد محرم ۷ھ میں غزوۂ خیبر ہوا اور اس میں کنانہ مارا گیا اور یہ قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں۔

بخاری کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے روانہ ہوئے اور مقام

Marfat.com

صہباء میں پہنچے تو وہاں اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں نے ان کی کنگھی کی، کپڑے بدلے، خوشبو لگائی۔ وہیں رخصتی ہوئی اور وہیں ولیمہ ہوا۔کوئی کھجور، کوئی چربی، کوئی حیس (ایک قسم کا حلوہ) لایا۔ جب جمع ہوگیا تو سب نے مل کر کھایا۔ یہی ولیمہ تھا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان کو خبر ملی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں زیادہ مکرم ہیں کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی ہیں اور بنت عم یعنی چچا کی بیٹیاں بھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ نہ کہا کہ تم ہم سے زیادہ مکرم کیونکر ہوسکتی ہو میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میرے باپ ہارون علیہ السلام نبی ہیں۔ میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو سترہ برس کی نہ تھی اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔

حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المومنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا الہلالیہ سے نکاح کیا۔ یہ سب سے آخری عورت ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور خلوت ہوئی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کئی بہنیں تھیں اور بڑے بڑے معززین سے ان کا رشتہ ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابی رہم کی اور رہم

Marfat.com

سے پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی کی زوجہ تھیں۔ جب آپ نے نکاح کیا تو محرم تھے۔ لیکن رخصتی احرام سے نکلنے کے بعد حل میں ہوئی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ۵۱ھ میں ہوا۔

دوسری ازواج

یہ حضور ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے ان میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہجرت سے پہلے انتقال ہوگیا۔ اور اُمّ المساکین و المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد کے دو تین مہینے بعد حضور ﷺ کے سامنے انتقال ہوگیا۔ حضور ﷺ کے انتقال کے وقت نو بیویاں موجود تھیں۔ جن میں سے آٹھ پر باریاں تقسیم تھیں لیکن حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہدیہ کر دیا تھا ان نو میں سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سب سے پہلے ۲۰ھ میں انتقال ہوا اور سب کے بعد ۶۲ھ یا ۶۳ھ میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باندی ہونے کی بنا پر حضور ﷺ کے تصرف میں تھیں۔ ان سے عقد نہیں ہوا۔ یہ حضور ﷺ کی مشہور ازواج مطہرات ہیں جن سے حضور ﷺ نے نکاح کیا ہے اور خلوت ہوئی۔ باقی چار پانچ عورتیں اور ہیں جن سے حضور ﷺ کے نکاح کا پیغام ہوا۔ مگر نکاح نہیں ہوا یا جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے لئے ہدیہ کیا مگر حضور ﷺ نے ان کو اپنی زوجیت میں نہیں لیا۔

سراری (کنیزیں)

حضور ﷺ کی چار کنیزیں تھیں۔

Marfat.com

(۱) حضرت ماریہ قبطیہ مقوقس نے ۷ھ میں ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا یہ حضور ﷺ کی اُمّ ولد ہیں۔ ذوالحجہ ۸ھ میں ان سے حضور ﷺ کو ایک اولاد ہوئی۔ ان کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام تھا۔ بچپن میں انتقال ہوگیا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گو کنیز تھیں مگر حضور ﷺ ان کو پردے میں رکھتے تھے۔ ۱۵ھ یا ۱۶ھ میں ان کا انتقال ہوا اور بقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۲) ریحانہ بنت شمعون بنی قریظہ کی تھیں۔ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد حضور ﷺ کے سامنے ان کا انتقال ہوا اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

(۳) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک کنیز (نفیسہ) تھیں انہوں نے حضور ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔

(۴) ایک کنیز اور تھیں جو کسی غزوہ میں آئی تھیں۔

مہر

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ پانچ سو درہم پر نکاح کیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر کے متعلق روایت ہے کہ ”جعل عتقھا صداقھا“ یعنی ان کے عتق (آزادی) کو حضور ﷺ نے ان کا مہر قرار دیا۔

نجاشی نے حبشہ میں حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا اور چار ہزار درہم اپنے پاس سے مہر ادا کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر گو اسلام سے پہلے مقرر ہوا تھا مگر وہ بھی تقریباً پانچ سو درہم تھا۔ مہر کا زیادہ ہونا اچھا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہر میں زیادتی نہ کرو اگر یہ دنیا یا دین میں اچھا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ زیادہ کرتے۔

اسلام کی خدمت

امہات المومنین کا حصہ اسلامی تعلیمات میں بہت زیادہ ہے۔ خصوصاً

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جن کی حدیثوں نے بہت سے مشکل مسائل کو حل کیا۔ امہات المومنین کی دو ہزار آٹھ سو بیس حدیثیں صحاح وغیر صحاح میں ہیں۔ جن میں دو ہزار دو سو دس حدیثیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہیں۔ پانچ سو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی۔ ساٹھ حدیثیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہیں۔ تین سو اٹھتر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہیں۔ سات حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی۔ پینسٹھ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہیں۔ دس حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اور چھہتر حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اور گیارہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت سی حدیثیں رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہ اور حمزہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی بہت سے صحابہ کرام روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ربیعہ بن عمرو الجرشی رضی اللہ عنہ۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہ وغیرہم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عزیزوں نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ ان کی بہن کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور رضاعی بھائی عوف بن الحارث رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے دو لڑکے عبداللہ اور قاسم اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی دو لڑکیاں حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے پوتے عبداللہ بن ابی

Marfat.com

عتیق بن عبدالرحمٰن، ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو لڑکے عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر اور عبداللہ ابن زبیر کے دو لڑکے عباد اور حبیب اور ان کی بہن کلثوم بنت ابی بکر کی لڑکی عائشہ بنت طلحہ یہ سب بلاواسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلاموں میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ، ذکوان رضی اللہ عنہ، ابویونس رضی اللہ عنہ، ابن فروح رضی اللہ عنہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ کبار تابعین میں سے یہ لوگ بلا واسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ سعید ابن المسیب، عمرو بن میمون، علقمہ بن قیس، مسروق، عبداللہ بن حکیم، اسود بن یزید، ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن، ابووائل رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی بہت سی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کی اولاد روایت کرتے ہیں۔ عمر اور زینب اور ان کے مکاتب نبہان۔ ان کے بھائی عامر بن ابی امیہ اور عبداللہ بن رافع، نافع، سفینہ، ابوکثیر، سلیمان بن یسار نے روایت کی ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، قبیصہ بن ذوئب رضی اللہ عنہ، نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ، اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (وغیرہم۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

مردوں کے
۳۰۰ فقہی مسائل

• صحیح اسلامی عقائد کی وضاحت • وضو، غسل اور طہارت کے مسائل
• اذان، نماز اور جنازے کے احکام و مسائل • زکوٰۃ، روزہ اور اعتکاف کے مسائل کی ضروری تفصیل
• مناسکِ حج و عمرہ اور قربانی کے ضروری مسائل

معاشرتی زندگی سے متعلق متفرق معاملات پر تقریباً ۳۰۰ سے زائد
سوالات کے تفصیلی جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں
اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

مُرتّبین
اساتذہ مدرسہ بیتُ العِلم
گلشنِ اقبال۔ کراچی

ناشر
بیتُ العِلم ٹرسٹ کراچی

Marfat.com

اَذکارِ جُمُعہ

جُمعۃ المبارک کے دن کے فضائل
جُمعۃ المبارک کے دن کیا پڑھنا چاہیے؟
جُمعۃ المبارک کے دن کے مسنون اعمال و اذکار
جُمعۃ لمبارک کے دن کو قیمتی بنانے کی تدبیریں

مُرتّبین
عُلماءِ مدرسہ بیتُ العِلم
گلشنِ اقبال، کراچی

ناشر
بیتُ العِلم ٹرسٹ
گلشنِ اقبال، کراچی
فون ۴۹۷۶۰۷۳۱-۴۹۷۶۳۳۹

Marfat.com

ایک والد کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہئے

بچوں کی مناسب اور معیاری تربیت کے خواہشمند والد کیلئے اپنی نوعیت کی ایک نایاب کتاب

مثالی باپ

مصنف
مولانا محمد حنیف عبدالمجید

پسند فرمودہ
حضرت مفتی نظام الدین شامزی صاحب

خصوصیات

① بچے کے لئے دعائیں
② پیدائش پر شکر
③ اولاد کی قدر و قیمت
④ اولاد سے نرمی اور رحم کا سلوک
⑤ ذہنی و جسمانی تربیت سے متعلق اصول
⑥ اسلاف کے واقعات تربیت
⑦ احساس کمتری سے بچانے کی تربیت
⑧ مثالی باپ کی خصوصیات

بیت العلم ٹرسٹ

Marfat.com

زندگی کے ایّام پورے ہونے سے پہلے اپنی

وصیّت لکھیے

- والدین کی وصیّت اولاد کے لئے
- شوہر کی وصیّت بیوی کے لئے
- بیوی کی وصیّت شوہر کے لئے
- وصیّت لکھنے کا تفصیلی طریقہ
- وصیّت لکھنے کے مکمّل فارم
- ذاتی اہم نکات لکھنے کے لئے ڈائری

اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی بے مثال کتاب
ہر مُسلمان مرد وعورت کی ذاتی ضرورت

مؤلفہ
مفتی ابو محمّد عبدالمجیدؒ زمزمی

ناشر:
بیتُ العلم ٹرسٹ کراچی
ST-9E بلاک نمبر 8، گلشن اقبال، کراچی۔
فون: 4976339-4976073

Marfat.com

قومیں ماؤں کی گود میں پلتی ہیں ایک ناقابلِ انکار حقیقت
ایک ماں کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہئے
اسی سلسلہ کی ایک بہترین کتاب

مثالی ماں

تألیف
محمد حنیف عبدالمجید

پسند فرمودہ
حضرت مفتی نظام الدین شامزی صاحب

خوشحال اور مطمئن معاشرہ کی تشکیل کے چند سنہری اُصول
اور ان جیسے بے شمار اہم مضامین پر مشتمل ایک مفید کتاب

اسکولوں و مدارس کے اساتذہ
و معلمات کے لئے ایک انمول تحفہ

چند خصوصیات

- بچوں پر شفقت و محبت
- بچوں کو حافظ، عالم، داعی، مجاہد ملت بنانا
- بچوں میں قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے کے طریقے
- بچوں کی اصلاح کے مختلف طریقے
- بچوں کے مزاج کو پہچان کر ان سے بات کرنا
- بچوں میں اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا
- بچوں کی تربیت کے دینی و شرعی اُصول
- بچوں کی دینی ذہن سازی کی چند تدبیریں

بیت العلم ٹرسٹ گلشن اقبال کراچی فون ۴۹۷۶۳۳۹

Marfat.com

Marfat.com

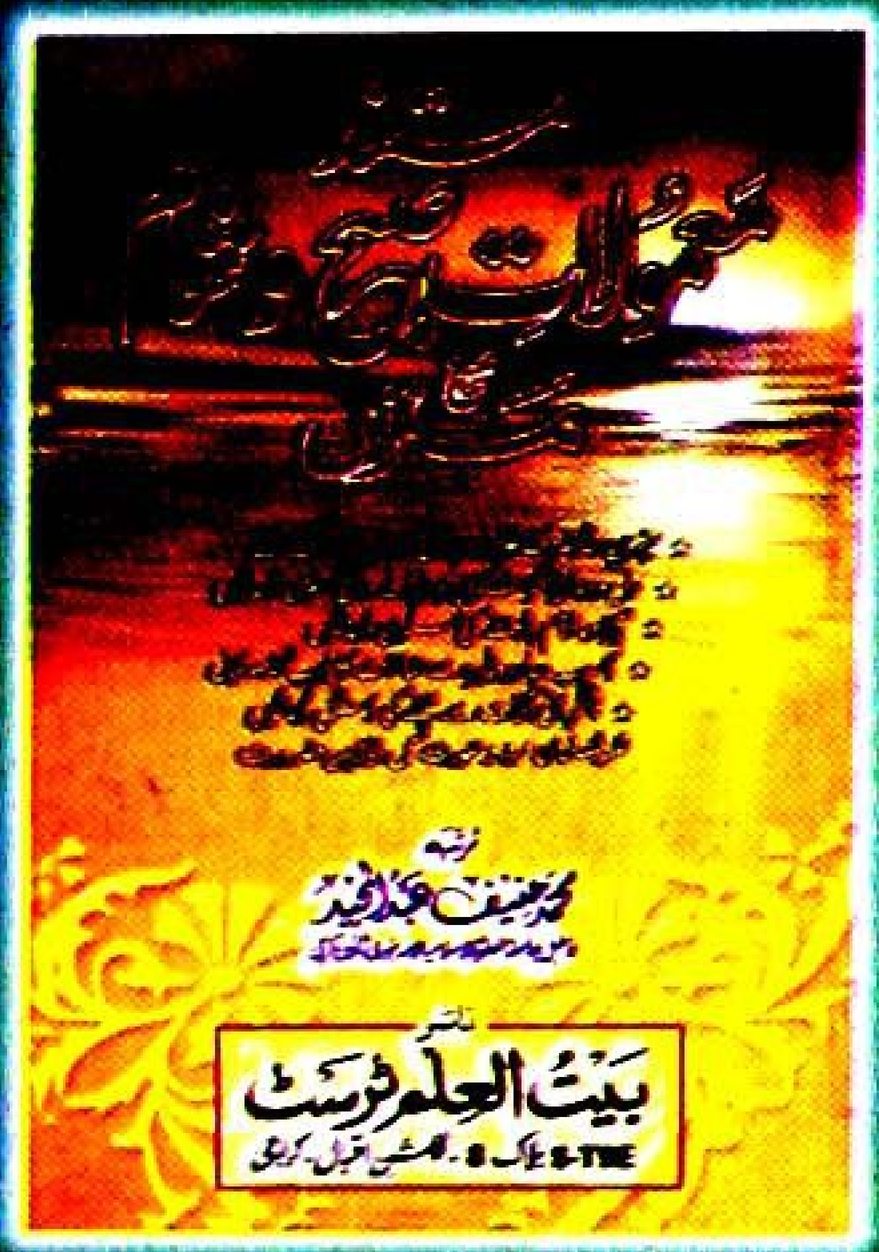
بیت العلم ٹرسٹ

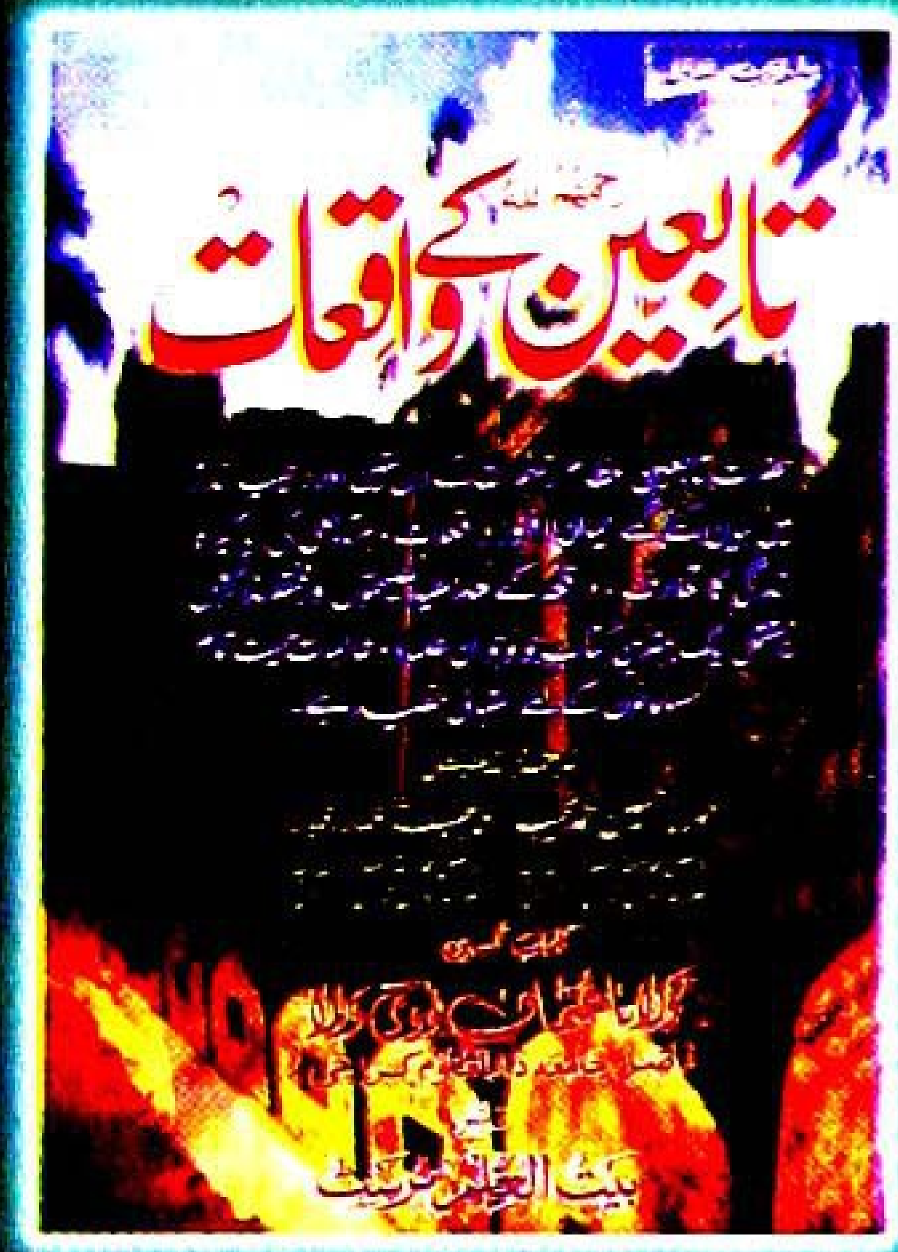
تابعین کے واقعات

مثالی استاد

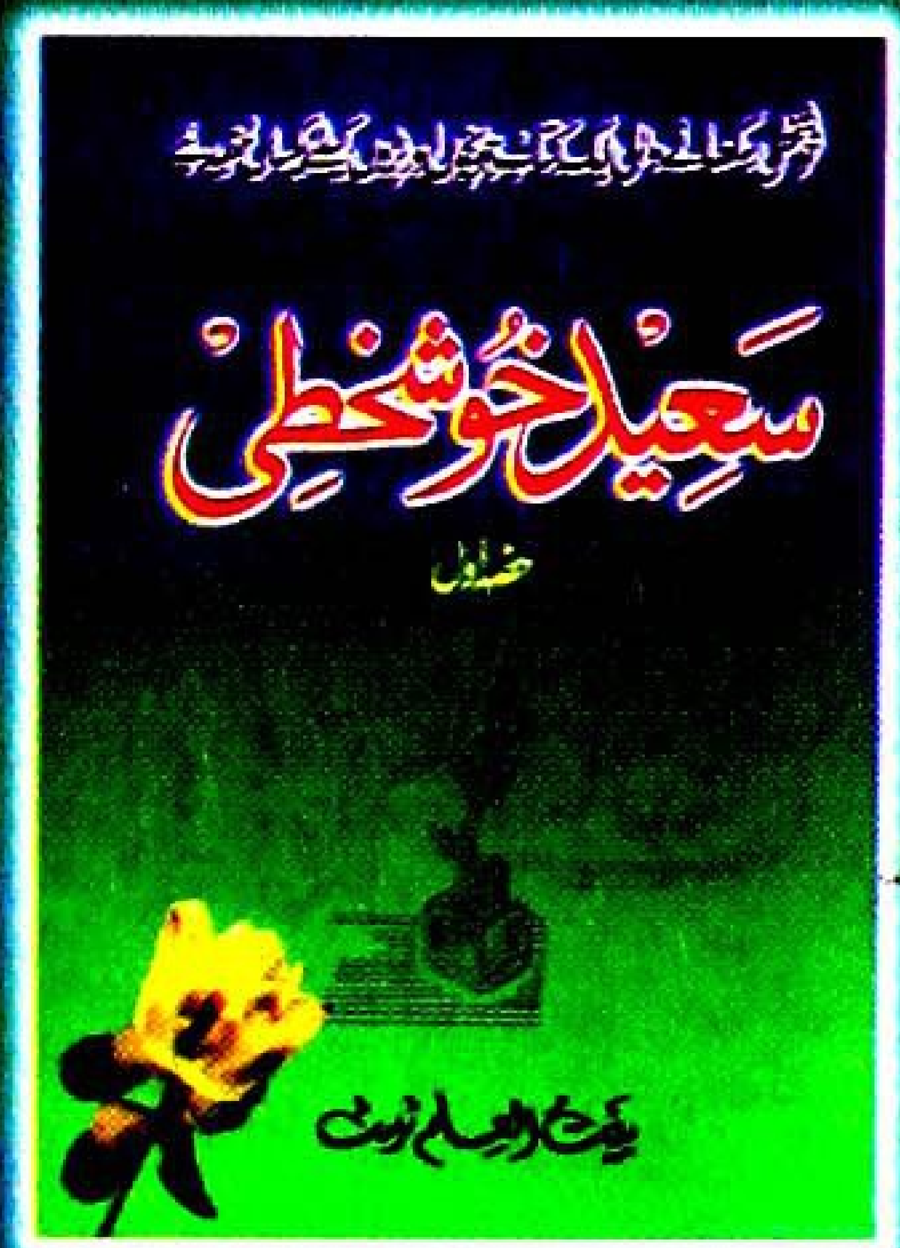
سعید خوشخطی

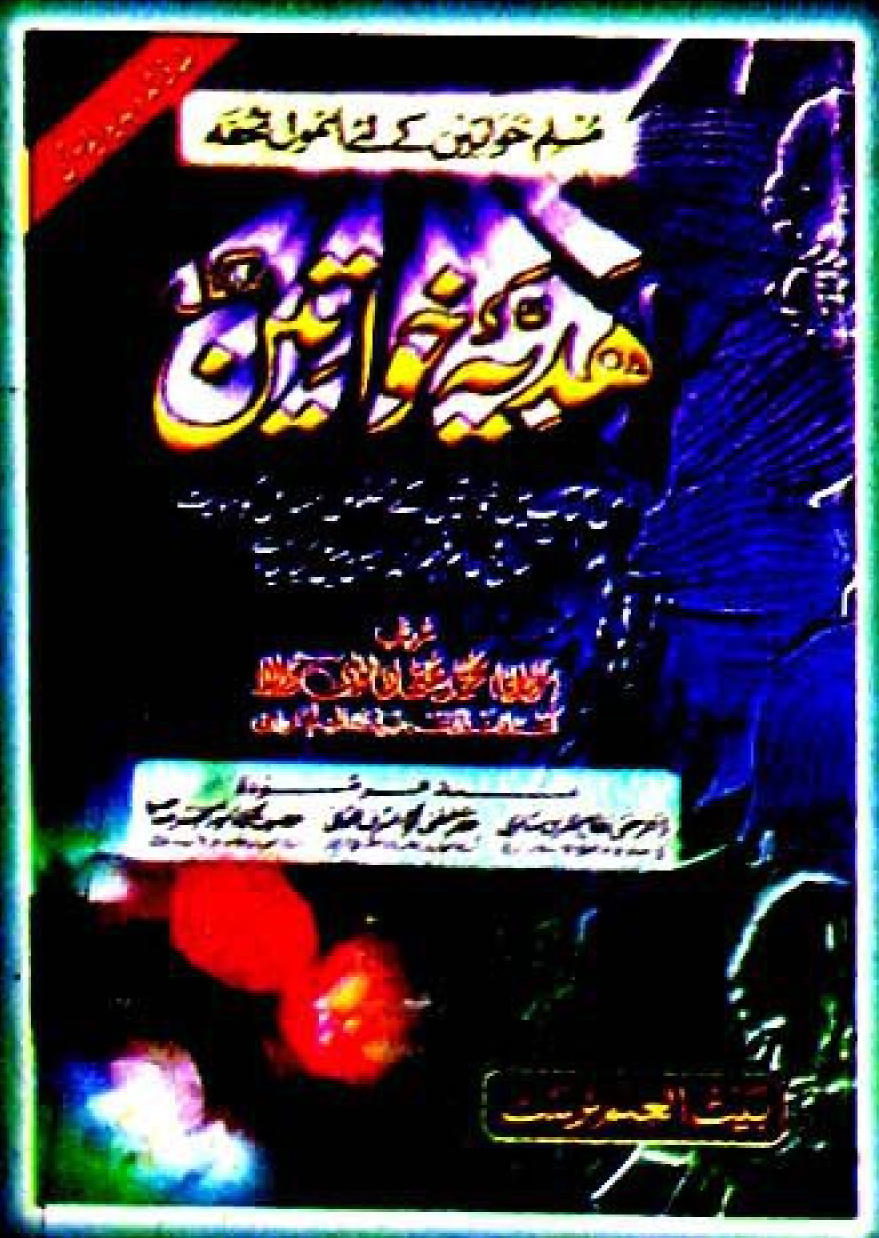
مسلم خواتین کے لئے انمول تحفہ
ہدیۂ خواتین

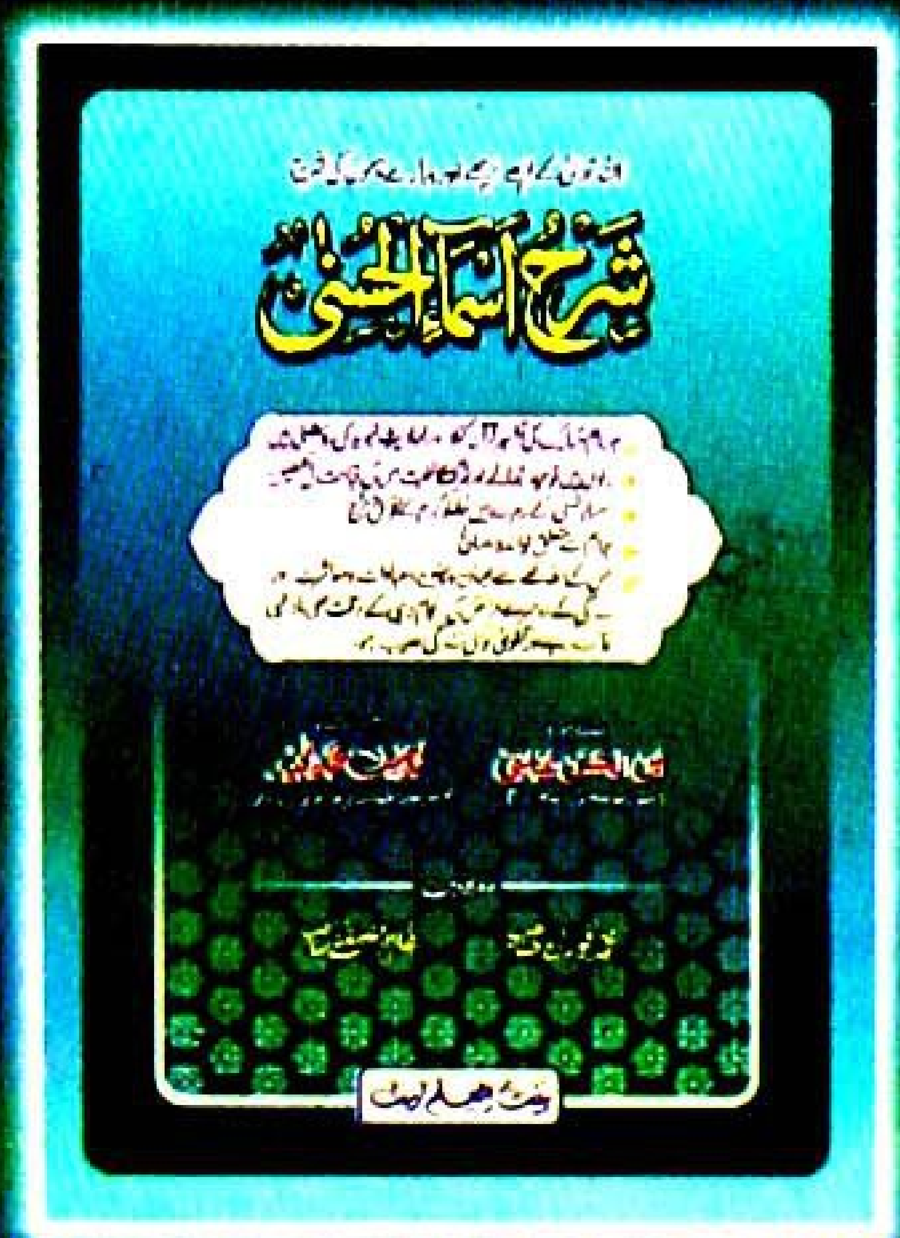
شرح اسماء الحسنیٰ

Marfat.com